گناہانِ کبیرہ

عذرا فہیم علی نلنجیانی

راہِ نجات پبلیکیشنز

بسم الله الرحمن الرحيم

Acc No. 10,084 Date 10/8/10
Section.................................Status...........
D.D. Class...
NAJAFI BOOK LIBRARY

ایک سورہ فاتحہ برائے ایصال ثواب

کل مومنین و مومنات

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Seldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

گناہانِ کبیرہ

ACC No. 10,084 Date 10/8/10
Section .... Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

عذرا فہیم علی نانجیانی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

راہِ نجات پبلیکیشنز

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ گناہانِ کبیرہ

مؤلف ۔۔ ۔۔ ۔۔ عذرا فہیم علی نانجیانی

کمپوزنگ ۔۔ ۔۔ ۔۔ کمپیکٹ سروسز

ناشر ۔۔ ۔۔ ۔۔ راہ نجات پبلیکیشنز

سنِ طباعت ۔۔ ۔۔ جمادی الثانی سنہ ۱۴۲۱ھ

بمطابق سنہ ۲۰۰۰ء

تعداد ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ 500

رابطہ فون ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ 2410617

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	فرمانِ معصومؑ	5
۲	ریا	15
۳	غیبت کا گناہ	31
۴	غیبت سے کیسے بچا جائے؟	37
۵	والدین	56
۶	صحیفۂ کاملہ	71
۷	مایوسی (دُعا)	73
۸	دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟	81
۹	حسد	122
۱۰	تکبر	128
۱۱	جھوٹ	140

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ معصومؑ

''کوئی شخص کتنا ہی بڑا کام کیوں نہ کرے اس کی نیکی قبول نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ خدا اور رسولؐ کی گواہی نہ دے، ہم سے محبت نہ کرے، ہمارے دشمنوں سے بیزاری اختیار نہ کرے اور ہمارے فرزند کا انتظار تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ نہ کرے۔''

تقویٰ کا مصدر ''وقایہ'' ہے جس کے معنی ہیں حفاظت اور پرہیز گاری۔ خود کو ہر اس چیز سے روکنا جو آخرت کے لئے نقصان دہ ہو۔ اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا، پرہیز کرنا۔

''تمام واجبات پر عمل کرنا اور تمام حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا''

تقویٰ کا آغاز عمل سے نہیں ہوتا، تقویٰ کا آغاز علم سے ہوتا ہے، معلومات سے۔ پہلے ہم کو یہ پتا ہو کہ واجبات کیا ہیں، حرام کیا ہے تو عمل کریں گے جیسا کہ امام رضاؑ فرماتے ہیں:

''حرام و حلال اور مسائل دین کا حاصل کرنا ہر ایک پر اس لئے واجب ہے کہ امام زمانہؑ کے ظہور کے بعد ہر وہ نوجوان مرد ہو یا عورت قتل کر دیا جائے گا جو بیس سال کا ہو گیا اور حرام و حلال سے آگاہ نہیں۔''

حرام و حلال کا علم ہو گا تو پابندی کریں گے، تقویٰ اختیار کریں گے۔ تب

انتظار ہمارا صحیح انتظار ہو گا تو امام زمانہؑ خوش ہوں گے اور امامؑ خوش ہوں گے تو خدا خوش ہو گا۔

شیخ حُرّ عاملی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ 1535 واجبات ہیں اور 1448 حرام ہیں اسلام میں۔ اب دیکھیں کہ حرام سے بچنے کا ثواب عبادت کے مقابلے میں کتنا زیادہ ہے۔

تَركُ لُقمَةِ الحَرَامِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِن صَلٰوةِ اَلْنبِیِّ رَكعَةٍ تَطَوُّعاً

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا "لقمہ حرام کا نہ کھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی خوشنودی کے لئے دو ہزار رکعت مستحبی نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔"

رَدُّ دَانِقٍ حرامٍ يَعْدِلُ عِندَاللّٰهِ سَبعِينَ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً

حضرت امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ ایک درہم اس کے مالک کو واپس کر دینا خداوند عالم کے نزدیک ستّر حجِ مقبول کے برابر ہے۔

1448 حرام کا ذکر کرنا آسان نہیں ہے۔ کم از کم ہم گناہ کبیرہ سے تو اپنے آپ کو واقف کریں۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا:

الكَبَائِرُ كُلُّ مَا اَوْعَدَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارْ

گناہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس پر خدا نے جہنم کا وعدہ کیا ہے۔

مجمع البیان میں جناب رسالت مآبؐ سے مروی ہے کہ اصرار کرنے کے بعد کوئی گناہ صغیرہ، صغیرہ نہیں رہتا اور توبہ کرنے کے بعد کوئی گناہ کبیرہ، کبیرہ نہیں رہتا نیز آپؐ سے مروی ہے کہ خوشحال وہ بندہ ہے کہ جس وقت وہ اپنے نامۂ اعمال کو کھولے تو نیچے ہر گناہ کے استغفار دیکھے۔

اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ

گناہانِ کبیرہ میں سے اہم ترین اور سب سے بڑا گناہ شرک ہے جیسا کہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَکْبَرُ اَلْکَبَائِرِ الشِّرکُ بِاللّٰہِ

''ہر گناہ کبیرہ سے بڑا گناہ شِرک ہے''

شرک کے کئی درجات ہیں:

ذاتِ خدا میں شرک:

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ قل کل من عنداللہ یعنی کہہ دیجئے کہ سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ (سورہ نساء آیت ۸۰)

مثلاً

(1) نصاریٰ مشرک ہیں جو تثلیث کے قائل ہیں ''باپ' بیٹا اور روح القدس'' کے مجموعہ کو خدا سمجھتے ہیں۔

(2) بت پرست بھی مشرک ہیں کیونکہ وہ مختلف چیزوں کے لئے متعدد معبودوں کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ پانی کا خدا الگ ہے' ہوا کا خدا الگ ہے' آگ کا خدا الگ ہے...... وغیرہ اسی طرح ہر چیز کا الگ الگ خالق ہے۔

صفات خدا میں شرک:

تمام صفات رکھنے والی ذات صرف خدا کی ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میرا علم' میری قدرت' میرا ارادہ' میری دولت' میری فہم (سُوجھ بُوجھ)' میری طاقت وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بجائے یہ کہے کہ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا کیا یا وہ قدرت جو خدا نے مجھے دی' وہ ارادہ جس کی خدا نے مجھے توفیق دی۔

مثال کے طور پر جب قارون (حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں) کی زبان سے نکلا کہ:

"میرا یہ سب مال و اسباب میرے علم و دانش کی وجہ سے ہے" یہ اس نے شرک کیا کیونکہ اس نے قدرت کی صفت کو خدا کا عطیہ سمجھنے کے بجائے اپنی کوشش کا نتیجہ سمجھا۔

جس آدمی کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ خدا کی دین ہے۔

افعالِ خدا (خدا کے کاموں) میں شرک:

خدا کے کسی کام میں کوئی شریک نہیں۔ خدا ہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی قسم قسم کے پودے اگاتا ہے، وہی تمام انسان و حیوان کو پیدا کرتا ہے وہی رزق دینے والا ہے، وہی زندہ کرنے والا ہے، وہی موت دینے والا، نفع پہنچانے والا، محروم کرنے والا، دعاؤں کو قبول کرنے والا، عطا کرنے والا، نعمت دینے والا، وہی حاجتوں کو پورا کرتا ہے، ہر چیز اُسی کی ذات سے وابستہ ہے۔

خوفِ خدا...... مومن کو یقین ہوتا ہے کہ کائنات میں جو بھی چرند پرند، انسان، جن، حیوان ہیں سب کو پیدا کرنے والا اور سب کا مالک خدا ہے اور اس کی اجازت و مرضی کے بغیر کسی کو کسی قسم کا فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جب اس بات کا یقین ہے تو پھر ڈر کس چیز کا؟ حدیث میں ہے کہ:

"یقین کی آخری حد یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور چیز سے نہ ڈرو۔"

امید بخدا...... مومن ہر چیز کی امید صرف خدا سے رکھتا ہے۔ سورہ انعام میں ارشاد ہوتا ہے:

وان يمسسك الله بضرٍ فلا كاشف له الا هو وان يردك بخير فلا راد لفضله

اگر خدا کی مشیت یہ ہو کہ تمہیں تکلیف پہنچے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور اگر خدا تم پر احسان کرنا چاہے تو کوئی شخص اس کے فضل و کرم کو روک نہیں سکتا۔

اصول کافی میں ہے کہ محمد بن عجلان سخت قسم کے قرض میں دب گیا۔ اس نے سوچا کہ حاکمِ مدینہ حسن بن زید کے پاس جاؤں تا کہ اس کے اثر و رسوخ سے استفادہ کریں۔ راستے میں جناب محمد بن عبداللہ بن زین العابدینؑ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ آپ نے ان کی پریشانی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امیر کے پاس جاتا ہوں تا کہ قرض سے نجات کی کوئی صورت نکل سکے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچازاد حضرت جعفر الصادقؑ سے ایک طولانی حدیث قوی سنی ہے اس میں یہ جملہ ہے:

وعزتی و جلالی لا قطعن امل کل مومل بغیری

"مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں ہر اس شخص کی امید منقطع کروں گا جو میرے علاوہ کسی پر امید رکھے۔"

اسی طرح وارد ہوا ہے:

"وائے ہو اس انسان پر کہ مانگے بغیر تو ہم نے اسے سب کچھ دے دیا تو اس کے مانگنے پر اسے نہ دیں گے؟"

کیا تو نے اللہ تعالیٰ سے تقاضا کیا تھا کہ تجھے دیکھنے کے لئے آنکھ عطا فرمائے یا سننے کے لئے کان دے؟ تو جب یہ چیزیں جو تیری خلقت اور تکوین کی تکمیل کے لئے ضروری تھیں، تجھے اس نے مانگے بغیر دیں تو کیا مانگنے پر تجھے کچھ نہ دے گا۔

محمد بن عجلان نے کہا "یہ حدیث دوبارہ پڑھیئے" آپ نے دوبارہ پڑھی، اس نے تیسری بار پڑھنے کی درخواست کی آپ نے اسے تیسری بار پڑھا۔ وہ سن کر بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا "میں نے اپنا کام اس کے حوالے کیا۔" اور یہ کہہ کر مطمئن ہو کر چلا گیا۔

روایت کے آخر میں ہے کہ زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ اس کی پریشانیاں دور ہو گئیں۔

وسیلہ کی مدح و ثناء:

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر انسان یہ کہے کہ فلاں نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا یا فلاں نہ ہوتا تو میرے بچے مر جاتے تو اس نے اس شخص کو اللہ کا شریک بنایا۔ پس عرض کیا گیا کہ مولا! اگر اس طرح کہا جائے کہ فلاں شخص کے ذریعے اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے یا میں یا میرے بچے ہلاک ہو جاتے تو آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہے۔

عوام النّاس کی زبان سے عموماً نکلتا ہے اللہ و اہلبیتؑ نے فلاں کام کیا یا اللہ و پنجتنؑ پاک تو فلاں کام کی لاج ہے یا اللہ و علیؑ نے میرا کام کر دیا وغیرہ۔ معصوم نے اس پر منع فرمایا ہے پس اگر یہ مقصود کہ خدا نے بحق محمدؐ یا بطفیل پنج تن پاکؑ یا بتصدق اہل بیتؑ یہ کام کیا ہے یا فلاں حاجت پوری کی تو ٹھیک ہے ورنہ شرک صریح اور ظلمِ عظیم ہے۔ اس قسم کے فقرات کے استعمال سے مومنین کو گریز کرنا چاہیئے۔ اہلِ بیتؑ کا اللہ پر عطف کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیئے خدا نے بہ وسیلۂ اہل بیتؑ ایسا کیا یا خدا بحقِ محمدؐ و آلؑ محمدؐ ایسا کرے وغیرہ اسی طرح منت ماننے اور نذر و نیاز ادا کرنے میں بھی اسی نکتہ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

کافی میں مسمع بن عبدالملک کی روایت یہ ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منیٰ میں تھے کہ ایک سائل نے آپ کے پاس آکر کچھ مانگا، امامؑ نے حکم دیا کہ اسے تھوڑے سے انگور دے دو، اس نے کہا کہ مجھے انگور نہیں چاہئیے اگر پیسہ ہو تو دیجئے، یہ سننے کے بعد امام نے اسے کچھ نہ دیا اور یہ کہہ کر اسے رخصت کر دیا کہ خداوند عالم تم پر عنایت کرے، اسی اثناء ایک اور سائل آیا (اس نے سوال کیا) امامؑ نے اسے انگور کے تین دانے مرحمت فرمائے اس نے لے لئے اور کہا۔

الحمدالله رب العالمین الذی رزقنی

خداوند عالم کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے رزق عطا فرمایا۔

یہ سن کر امامؑ نے اس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ، پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں انگور بھر کر اسے دیئے جسے لے کر سائل نے خداوند عالم کا اور بھی شکر ادا کیا۔ یہ سن کر امامؑ نے اسے مزید ٹھہرنے کا حکم دیا اور اپنے خدمتگار سے پوچھا کہ تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں؟ (اس نے کہا) بیس درہم (وہ سب) آپؑ نے اس سائل کو دے دیئے، سائل نے وہ رقم بھی لے لی اور یوں حمد وثناء کرنے لگا کہ: خدا کا شکر ہے کہ یہ سب نعمتیں اسی کی جانب سے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اسے حکم دیا کہ ابھی ٹھہرے رہنا، پھر اپنا لباس لائے اور اسے دے کر فرمایا لو اسے پہنو، سائل نے وہ لباس پہن لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے لباس عطا فرمایا اور اس کی فرحت کا سامان کیا۔ اس کے بعد اس نے امامؑ کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا: اے بندۂ خدا، پروردگار عالم آپ کو جزائے خیر دے یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ اگر وہ اب بھی امامؑ کی طرف رخ کرنے کے بجائے صرف شکر خدا بجالاتا تو امامؑ اسے مزید عطا فرماتے۔

توکّل

خدا پر پورا یقین رکھنا صرف اللہ پر بھروسہ کرنا۔ جیسا کہ دعائے کمیل میں ہے:
یامن علیه معولي (اے وہ ذات جو میرا واحد سہارا ہے) کیا ہم واقعی اسے اپنا واحد سہارا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہم لاحول و لا قوة الاّ بالله کہتے ہیں۔ یعنی رسولؐ نے توکّل کا مطلب یہ بیان کیا: (بحارالانوار)

"یقین کے ساتھ یہ علم رکھنا کہ مخلوقات نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں نہ نفع، نہ کچھ دے سکتی ہیں نہ محروم کر سکتی ہیں اس لئے اپنی امیدوں کو بندوں سے توڑ لینا چاہیئے تو جب کوئی شخص خدا پر ایسا بھروسہ کرنے لگے کہ جو کچھ کرے اس کی خاطر کرے، ہر امید اسی سے وابستہ رکھے، اس کے علاوہ نہ کسی سے ڈرے نہ کسی سے طمع رکھے بلکہ اپنے خوف وامید کا کامل مرکز خدا کی ذات کو قرار دے تو یہی توکّل ہے۔

لیکن اگر اس کے بر خلاف، خدا کو چھوڑ کر بندوں سے اپنی امیدیں وابستہ کرے، اور جو اعتماد خدا پر رکھنا چاہیئے تھا وہ خدا کے کسی بندے پر رکھنے لگے تو یہ افعال خدا میں شرک ہے۔

تسلیم و رضا

موحد کامل وہ ہے جو تسلیم ورضا کی منزل پر فائز ہو اور تکوینی معاملات جیسے عزت، ذلت، صحت، مرض، تونگری، محتاجی، کسی بات پر اعتراض، یا شرعی معاملات جیسے واجبات و محرکات وغیرہ میں کسی بات پر اعتراض نہ کرے بلکہ مرضئ خدا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے، کیونکہ ان باتوں میں اعتراض کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنی عقل کو خدا کے فیصلے سے بالاتر سمجھا۔ جو کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

یہ اعتراض کرنا کہ بارش کیوں نہیں ہوئی ؟ گرمی کیوں زیادہ پڑی ؟ خدا نے مجھے بیٹا کیوں نہیں دیا؟ فلاں شخص جوانی میں کیوں مر گیا؟ یا یہ کہ خداوند عالم نے فلاں چیز کو واجب کیوں کہا' فلاں بات کو حرام کیوں قرار دیا؟

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے فیصلوں کو تسلیم نہ کرنا انسان کو سرحدِ شرک تک پہنچا دیتا ہے اس لئے مصیبت اور پریشانی کے موقع پر انسان کو اپنے اوپر پورا قابو رکھنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دل میں کوئی باطل خیال جگہ پیدا کرے یا زبان سے کوئی نامناسب جملہ نکل جائے' اپنے مرحومین پر رونا یقیناً جائز اور مستحسن ہے لیکن خدا کو شکایت نہ ہونے پائے۔

اخلاص و محبت

موحد کامل کو جب یقین ہے کہ ہر قسم کا نفع نقصان در حقیقت خدا ہی کے اختیار میں ہے تو پھر اسے خدا سے نہایت سچی محبت بھی رکھنا چاہیئے اور بندوں سے بھی دوستی و محبت مذاہبی کی نسبت سے ہونی چاہیئے' یعنی اصل محبت صرف خدا کی ہو نبیؐ و امامؑ و عیالؑ کی محبت اس لحاظ سے کہ یہ نعمت پروردگار ہیں اور دنیا کی تمام نعمتوں کی محبت بھی اس پہلو سے کہ یہ سب عطیۂ پروردگار ہے)

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی ذات' اپنے ماں باپ' اولاد' اہل و عیال' مال و متاع اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ خدا سے محبت نہ کرنے لگے۔

اطاعت میں شرکت

مومن جب یہ جانتا ہے کہ نظامِ حیات و کائنات کو چلانے والا' پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا صرف خدا ہے تو عقل اور ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ بس اسی کی

اطاعت و فرمابرداری کرے۔

جن کو خدا نے ہماری ہدایت و رہبری کے لئے منتخب کیا ان کی اطاعت بھی حکمِ خدا کی بنا پر ہی فرض ہے چنانچہ سورہ نساء کی آیت ۶۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔

یاَاَیھُاَ الَّذِینَ آمَنُوا اَطِیعُوا اللهَ وَاَطِیعُوالرَّسُولَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُم ط

"اے ایمان والو! خدا کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو۔"

زمانۂ غیبت امامؑ میں نائبِ امامؑ کی اطاعت کو جو ہم واجب سمجھتے ہیں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی اطاعت کا حکم امام نے دیا ہے۔

والدین کی اطاعت

خدا کے حکم کی بنا پر جن لوگوں کی اطاعت واجب ہے ان میں ماں باپ بھی ہیں، قرآن مجید میں واضح طور پر بتایا گیا کہ انہیں تکلیف پہنچانا حرام ہے، اور خداوند عالم نے اپنی اطاعت کے بعد براہِ راست یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر وہ کسی واجب کو چھوڑنے یا کسی حرام کو اختیار کرنے کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔

زوجہ کے لیئے شوہر کی اطاعت

بیویوں پر اُن کے شوہروں کی جو اطاعت فرض ہے وہ بھی حکم خدا اور رسولؐ ہی کے تحت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شرعی واجبات کو ادا کرنے کے لئے شوہر کی اجازت یا مرضی ضروری نہیں۔

ریا

ریا: یعنی عمل یا عبادت دکھاوے کے لیئے، شہرت کے لیئے، بندوں کو بتانے کے لیئے، ریا کو شرکِ عملی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ عبادت یا عمل میں بندہ شریک ہے۔

ریاکاری ملاوٹ ہے۔ مثلاً اگر کوئی دودھ میں پانی ملادے تو وہ خالص دودھ نہیں کہلائے گا۔ ملاوٹ کرنے والا مجرم ہے۔ یا اگر کوئی سونے میں کچھ ملادے وہ بھی مجرم ہے۔وہ خالص سونا نہیں کہلائے گا۔ اسی طرح سے جو عبادت خدا میں گناہگار بندوں کو ملادے۔

عبادت کیا ہے کہ قربتہً الی اللہ یعنی اللہ کا قرب حاصل ہو جائے اس کی رضا حاصل ہو جائے اس میں اگر ہم یہ سوچیں کہ آدھا خدا کو راضی کرنا ہے۔آدھا بندے کو تو یہ عبادت خالص نہیں ہوگی۔ عمل خالصتاً اللہ کے لئے ہونا چاہیئے دکھاوے کی نیت نہیں ہونی چاہیئے۔

جب حضورؐ کی شیطان سے ملاقات ہوئی مسجد نبوی میں تو اس کے سر پر رنگین ٹوپی تھی، کمر میں Belt اور ہاتھوں میں رسّیاں تھیں جب آپ نے اس سے رسّیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ ریاکاری ہے جب بندہ کسی طرح میرے ہاتھ میں نہیں آتا اس ٹوپی سے دنیا کو رنگین دکھا کر اور عورتوں، Belt جو دنیا کی عورتیں ہیں، ان کے ذریعے بھی گمراہ نہیں ہوتا، نیکی پہ نیکی کرتا چلا جاتا ہے تو پھر میں اسے ریاکاری میں لگا دیتا ہوں۔

حضرت بہلول راہ سے گزر رہے تھے دیکھا ہارون رشید مسجد بنوا رہا ہے' کہا ''ہارون کیا کر رہے ہو'' کہا ''اللہ کا گھر بنا رہا ہوں'' بہلول نے کہا ''جھوٹ بول رہے ہو اللہ کا گھر کہاں بنا رہے ہو یہ تم اپنا گھر بنا رہے ہو'' ہارون نے کہا ''نہیں' دیکھ نہیں رہے ہو یہ مینار ہے اس میں یہ محراب بھی ہے یہ گنبد بھی ہے اللہ کا گھر بنا رہا ہوں''۔ بہلول۔''اچھا! اللہ کا گھر بنا رہے ہو'' ہارون ''ہاں اللہ کا گھر بنا رہا ہوں''۔بہلول ''تو ہارون! اس پر لکھ دو' بہلول مسجد''۔ہارون ''میں کوئی پاگل ہوں روپیہ میں خرچ کروں اور نام تیرا ہو۔ بہلول ''تو خود ہی تُو نے تصدیق کر دی کہ نام کے لیئے کر رہے ہو اللہ کے لئے نہیں کر رہے ہو۔''

ممکن ہے کہ پہلے جب ہم میدان عمل میں آئیں تو ہماری نیت میں خلوص ہو ریا نہیں ہو مگر پھر شیطان ہمیں راستے سے ہٹا دے خلوص کو برباد کر دے عمل کرنا زیادہ اہم نہیں ہے بلکہ عمل سے زیادہ افضل جو چیز ہے وہ ہے خلوص۔اسی لیئے امامؑ نے فرمایا:

اَلنِیت مومن اَفضَلُ مِن عَمَلِه

''مومن کی نیت ان کے عمل سے افضل ہے۔''

ہمیشہ مومن اپنی نیت کو دیکھے کہ اس کی نیت میں خلوص ہے یا ملاوٹ (ریا)۔ ایک مومن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے جہاد میں آیا بچوں کو' بیوی کو چھوڑ کر' جان کی قربانی دینے (جہاد اصغر) آیا میدان میں۔ آدھی جنگ اس نے اللہ کے لئے لڑی۔ خوب مقابلہ کیا۔ خوب کافروں کو قتل کیا لیکن ایک کافر پر اس کی نظر پڑی دیکھا اس کے پاس بہترین اونچا گدھا ہے۔ گھوڑے کی طرح موٹا گدھا اب یہ اس نیت سے چلا اپنے دوستوں سے کہہ کر کہ اس کافر کو مار کر یہ گدھا

مالِ غنیمت میں مجھے لینا ہے۔ پہلے جب میدان جنگ میں آیا تھا تو اللہ کی رضا کے لیئے آیا تھا لیکن میدان جنگ میں ہی شیطان اس پر مسلّط ہو گیا۔ اب جو جہاد کیا وہ اللہ کے لیئے نہیں بلکہ گدھے کو اپنی ملکیت بنانے کے لیئے۔ معاملہ الٹا ہو گیا کہ یہ گدھے والے نے اس کو مار دیا اور اصحاب میں مشہور ہو گیا کہ "شہید راہ گدھا" اللہ کی راہ میں تو شہید نہیں ہوا۔ یہ بیچارہ شہید ہو گیا گدھے کی راہ میں۔

ہر عمل کرنے سے پہلے یہ سوچ کہ میں نے عمل محرک motive کیا ہے۔ کونسی طاقت نے مجھے عمل کرنے پر مائل کیا ہے۔ جذبہ دلایا ہے اگر وہ طاقت اللہ کی ہے اگر اللہ کی رضا کے لیئے میں میدانِ عمل میں ہو، تو میرا عمل خالص ہے۔ لیکن اگر محرک کوئی اور چیز ہے دُنیوی شہرت، نام و نمودِ، شخصیت ہے تو اس عمل کو پھر سے ہمیں ٹھیک کرنا پڑے گا۔

ایک آدمی ہمیشہ پہلی صف میں نماز ادا کرتا تھا دس سال تک۔ ایک مرتبہ اسے دیر ہو گئی۔ وہاں جگہ ملی جہاں جوتوں کی جگہ تھی مگر نماز میں مزہ نہیں آرہا۔ پہلے بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ نماز ہوتی تھی فلاں بھی مجھ سے آگے ہے توہین محسوس کرنے لگا، آخری صف میں جوتیوں کے قریب مجھے جگہ ملی۔ پوری نماز میں یہ سوچتا رہا آخر نماز ختم ہو گئی اس کے بعد سوچا کہ یہ کیا ہوا نماز تو اللہ کی عبادت ہے وہ پہلی صف میں ہو یا آخری صف میں ہو۔ اس میں تو وہی خضوع و خشوع ہونا چاہیئے میں پہلی صف میں آتا ہوں تو خضوع و خشوع ہوتا ہے آخری صف میں آج چلا گیا تو خضوع و خشوع نہیں۔ بس اس نے عالم سے پوچھا کہ "مولانا یہ کیا ہے" عالم نے جب پوری History سنی تو کہا کہ اس سے تو ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کی عبادت میں ریا ہے کیونکہ اگر اللہ کی عبادت ہے دکھاوے کے لیے

نہیں ہے تو چاہے آپ پہلی صف میں ہوں چاہے آخری صف میں ہوں یہ آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ میں پہلی صف میں ہوں متقی ہوں وہاں خضوع و خشوع اور آخری صف میں خضوع و خشوع نہیں لہذا آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ دس سال کی نماز قضا ادا کریں پھر اس بندے نے ان دس سال کی نماز قضا کو ادا کیا کیونکہ اللہ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص ہو۔

ایک مومن نے چار حج ، پیدل سخت برف باری اور سردی میں کیئے وہ سوچ رہا تھا کہ قبر کا بڑا سرمایہ میں نے جمع کیا۔ ایک رات وہ سو رہا تھا بوڑھی ماں بیمار تھی۔ آدھی رات کے وقت کہا بیٹا ذرا پانی تو پلا دے پانی باہر رکھا ہوا تھا۔ برف جمی ہوئی تھی رضائی سے نکلنا پڑتا۔ پھر پانی لا سکتا تھا۔ اس نے سردی کے خوف کے مارے کہا" اماں تھوڑا سا صبر کریں میں ایک دو گھنٹے کے بعد اذان فجر کے لئے اُٹھوں گا وضو کے لئے جاؤں گا آپ کو پانی پلا دوں گا۔ ماں بیچاری صبر کرتی تو کیا کرتی اب وہ سو گیا۔ اٹھا نماز فجر کے وقت۔ پانی تو لایا مگر سوچا کہ یہ چار سال جو میں پیدل سردی میں برف باری میں حج کے لئے جاتا تھا اگر وہ کام اللہ کے لئے خالص ہوتا تو یہاں تو فقط پانچ منٹ سردی میں جا کر اور ماں کیلئے پانی لانے کی بات تھی۔ میں تو پوری رات سردی میں جاتا تھا، سردی میں چلتا تھا۔ حج تو ایک واجب ہے باقی تو مستحب ہے اگر وہ عمل میرا خالص اللہ کے لئے تھا تو یہ مجھے کیا ہو گیا یہ پانچ منٹ میں اٹھ کر اور سردی میں نکل کر اور رضائی سے نکل کر ماں کے لئے پانی کیوں نہیں لایا۔

ماں کو پانی پلانا خدمت کرنا تو واجبات میں ہیں۔

حقوق الوالدین: "اگر ماں کا کوئی نافرمان ہو جائے تو یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی معافی نہیں جب تک کہ ماں نہ معاف کرے" (رسولؐ)۔ اب اس نے سوچا کہ

وہ چار سال آنا اور جانا اللہ کے لئے نہیں تھا اگر وہ اللہ کے لئے ہوتا تو پانچ منٹ کے لئے میں برف باری میں اور ماں کے لئے پانی لے آتا۔ وہ (حج) میرے لئے عبادت ہو چکی تھی جس طرح Tourist لوگ ہوتے ہیں۔

امام علی علیہ السلام نے ریاکاری سے بچنے کا نسخہ بتایا ہے۔

(۱) جس کے اندر ریاکاری ہے (یعنی بندوں کو دکھانے کے لئے وہ عبادت کرتا ہے) اس کی یہ نشانی ہے جب وہ اکیلے عبادت کرے گا تو عبادت میں خضوع و خشوع نہیں ہوگا مثلاً اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو Express نماز پڑھ دی۔ ۵ یا ۲ منٹ میں نماز پڑھ دی لیکن وہی بندہ جب آگیا مسجد میں لوگ دیکھ رہے ہیں دائیں بائیں بڑے آہستہ آہستہ نماز پڑھ رہا ہے حالانکہ دونوں جگہ اللہ دیکھ رہا ہے بندوں کو دکھانے کے لئے نماز نہ پڑھے۔

(۲) یہ دوسری نشانی زیادہ اہم ہے۔ ریاکار جو بندوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرتا ہے وہ اچھے کام 'عبادت کے اچھے کام کرنے کے بعد انتظار کرتا ہے کہ لوگ واہ واہ کریں میری تعریف کریں' تو یہ دلیل ہے کہ وہ جزا بندے سے چاہتا ہے اللہ سے نہیں چاہتا۔

عملِ صالح صرف خوشنودئ پروردگار کے لئے ہونا چاہیئے اس میں دوسرے کسی کی خوشنودی حتیٰ کہ اپنے تئیں کی خوشنودی بھی ملحوظ نہ ہو۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی کہ میں اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور صلۂ رحمی کرتا ہوں لیکن اس کا ذکر کیا جائے اور میری تعریف کی جائے تو خوش ہوتا ہوں یہ سنتے ہی آپؐ خاموش ہو گئے۔ پس یہی آیت نازل ہوئی۔ "پس جو امید رکھتا ہے اپنے رب

کے ثواب کی اسے نیک اعمال کرنے چاہئیں اور وہ عبادت پروردگار میں کسی کو شریک نہ کرے۔" پس یہاں شرک عملی سے منع کیا گیا ہے۔ یعنی عمل صرف خوشنودیٔ خالق کے لئے ہو اسی لئے عبادتِ پروردگار میں شرک کرنے سے بچنے کی دعوت ہے۔

ڈاکٹر بہشتی شہید ... بنی صدر منافق نے ایسا پروپیگنڈا ان کے اور علمائے صالحین کے خلاف کیا تھا کہ لوگ ان کو برا بھلا کہنے لگے تھے وہ کام کرنے نہیں دیتے تو ایک دن ڈاکٹر بہشتی' حضرت آیت اللہ خمینیؒ کے یہاں آئے اور کہنے لگے کہ کام کرنا مشکل ہو گیا لوگ ہمیں برا بھلا کہنے لگے ہیں۔ اسی بنی صدر نے ہمارے خلاف ایسا پروپیگنڈا کیا ہے کہ کوئی ہماری بات نہیں سنتا اتنا پروپیگنڈا کیا ہے لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ آغا خمینیؒ نے کچھ نہیں کہا خاموش رہے۔ اپنے ساتھ لے چلے اب وہاں پر جب لوگ ملنے آتے تھے مرحوم آیت اللہ خمینیؒ کو تو ایک بہت بڑا امام بارگاہ تھا جہاں آغا خمینی آتے تھے تو یہ سب لوگ اٹھ کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے "اے روح من خمینی! اے بت شکن خمینی" نعرہ لگاتے تھے "اے خمینی! تو ہماری روح ہے' تُو بتوں کو توڑنے والا ہے' تُو نے شاہ کے بت کو توڑ دیا۔ امریکہ کے بت کو توڑ دیا" اب ہزارہا لوگ کوئی رو کر کوئی کس طرح سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے تھے تو ہزارہا لوگ کھڑے ہو گئے۔ آغا خمینی کو دیکھ کر اور یہ کہنے لگے تو آغا خمینیؒ اُس وقت ڈاکٹر بہشتی کی طرف بڑھے اور کہا۔ "اے بہشتی! تم دیکھ رہے ہو یہ سب لوگ مجھ سے عقیدت کا اظہار کرتے یہ نعرہ لگا رہے ہیں لیکن اگر پوری کائنات کے لوگ مل کر اسی طرح مجھ سے محبت کرنے لگیں یا میرے چاہنے والے بن جائیں تو بھی میری صحت پر اس کا کوئی اثر

نہیں ہوگا۔ مجھے ذرّہ برابر اسکی خوشی نہیں ہوگی اور اگر پوری کائنات کے لوگ مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے دشمن بن جائیں تو بھی مجھے ذرّہ برابر اس کا افسوس نہیں ہوگا کیونکہ میں جو عمل کررہا ہوں، بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے کررہاہوں مجھے توخدا کی رضا چاہیئے۔ پوری کائنات کے لوگ میرے مرید بن جائیں یا پوری کائنات کے لوگ میرے دشمن بن جائیں۔ میرا مقصد صرف لوگ نہیں ہیں بلکہ میرا مقصد صرف اور صرف خدا ہے۔ لہٰذا آپ کام کیجئے چاہیے لوگ گالی دیتے رہیں، مگر آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ لوگوں نے انبیاؑ کو گالیاں دی ہیں، لوگوں نے آئمہ کو پتھر مارے ہیں۔ آپ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور آپ کا صرف اللہ ہو لوگ کچھ بھی نہیں دے سکتے۔

ایک انسان گناہ گار تھا مگر ایک عمل اس نے فقط اللہ کے لئے خلوص نیت سے کیا۔ جنگ سے جارہا تھا دوسرا آدمی سورہا تھا۔ بے چارہ بے خبر، گزرگاہ تھی، راستہ تھا۔ اس کے جسم سے کپڑا اُڑ گیا، عریاں ہوگیا۔ اس نے سوچا کہ گزرگاہ سے جو بھی آئے گا اس کی ہنسی مذاق اڑائے گا اس کے کاندھے پر ایک قیمتی چادر تھی فقط اللہ کی رضا کے لئے...... اللہ کہتا ہے "تم دوسروں کے عیبوں کو چھپاؤ میں تمہارے عیبوں کو چھپادوں گا" فقط یہ خیال کر کے اس نے یہ چادر اس پر ڈال دی اور چلا گیا۔ اس سونے والے کو پتا بھی نہیں کہ کس نے چادر ڈالی۔ وہ چادر ڈالنے والا اس کے عیب کو چھپانے والا مر گیا۔ اس زمانے کے نبی پر وحی نازل ہوئی "کیونکہ اس گناہ گار نے میرے ایک بندے کے عیب کو چھپایا تھا۔ یہ عمل اس نے سو فیصد خالصتاً اللہ کے لئے کیا تھا تو اسی وجہ سے میں نے اس بندے کے سارے گناہوں کو بخش دیا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس چیز کا مجھے تم لوگوں کے بارے میں بہت زیادہ اندیشہ ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا حضرت! شرک اصغر کیا ہے ؟ تو فرمایا کہ ریاکاری۔ جب قیامت کے دن تمام بندوں کو ان کے اعمال کی جزا مل رہی ہوگی، اس وقت خداوند عالم ریاکاری کرنے والوں سے خطاب کر کے فرمائے گا کہ جاؤ جن لوگوں کو دکھانے کے لئے تم دنیا میں (ریاکاری کی) عبادتیں انجام دیتے تھے (ان ہی سے اپنی عبادتوں کی جزا مانگو) دیکھو تو کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے اعمال کے لئے کوئی ثواب رکھا ہوا ہے ؟

حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے:

"اگر کوئی بندہ کسی عمل کو خدا کی خوشنودی اور روز آخرت کی نیت سے انجام دے اور اس میں کسی بندے کی خوشنودی بھی شامل کر دے تو وہ حکمِ شرک میں داخل ہے۔"

خلوص سے عمل کرنے والے کو آخرت کے اجر وثواب کے علاوہ دنیا میں بھی عزت وآبرو ملتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص خلوص نیت کے ساتھ کسی عمل خیر کو انجام دے تو چاہے اسے چھپانے کی کتنی ہی کوشش کرے، پروردگار عالم اس کی نیکی کو آشکار کر کے رہے گا اور اگر کوئی شخص برا کام انجام دیتا ہے تو چاہے اسے کتنا ہی مخفی رکھے پروردگار عالم اسے ظاہر کر کے رہے گا۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل انجام دے تو پروردگار عالم اسے

لوگوں کی نگاہوں میں بڑھا کر جلوہ گر کرے گا!اس کے بر خلاف ریاکار انسان اپنے جسم کو چاہے عبادتوں میں کتنا ہی تھکائے' خداوند عالم اس کے عمل کو لوگوں کی نگاہ میں مختصر رکھے گا۔"

ہم جو نیکی اللہ کے لیئے کرتے ہیں فی سبیل اللہ تو اس کے دو زبر دست فائدے ہیں (۱) دنیا میں عزت عطا ہوتی ہے اور مال اور اولاد میں ترقی ہوتی ہے ۔ (۲) ہم مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچتے ہیں۔

(1) عبداللہ نامی شخص قافلہ کے ساتھ حج کرنے جارہا تھا۔ قافلہ جب کوفہ تک پہنچا تو اسے وضو کرنے بیت الخلاء جانا پڑا۔ قافلہ سے الگ ہو گیا' سوچا بعد میں شامل ہو جاؤں گا۔ کوفے کی گلی میں دیکھا ایک بی بی اس کے پاس بچے بیٹھے تھے اور مردہ مرغی کو صاف کر رہی تھی۔ وہ بے ساختہ کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھا کہ اس کو مسئلہ نہیں پتا ہو گا کہ مردہ جانور کو کھانا حرام ہے۔ فوراً اس کے قریب آیا بولا مومنہ! تُو یہ کیا کر رہی ہے یہ تو گناہ ہے' حرام ہے مردہ جانور کھانا۔ یہ مرغی تو مری ہوئی پڑی تھی تُو اس کو کیوں صاف کر رہی ہے۔ وہ عورت جواب دیتی ہے کہ تُو میرا راز جاننا کیوں چاہتا ہے میں اپنا راز اللہ کے سوا کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ اللہ میرے لئے کافی ہے میں اپنا راز کسی کو بتانا نہیں چاہتی۔ اس نے بہت اصرار کیا کہ تجھے بتانا پڑے گا۔ تو اس نے کہا کہ یہ دونوں بچے جو میرے ساتھ ہیں' یتیم ہیں۔ میرا شوہر گزر چکا ہے۔ آج تین دن سے ہم فاقہ کر رہے ہیں' ہمارے گھر میں بالکل کھانا نہیں ہے۔ آج میں خوف محسوس کر رہی تھی کہ میرے دونوں بچوں کی جان جا رہی ہے میں گھر سے نکلی تا کہ کچھ بھی مجھے مل جائے' اتنا مل جائے کہ میرے بچوں کی جان بچ جائے۔ مجھے یہ مری ہوئی مرغی ملی' جان بچانا تو ہر صورت میں واجب ہے۔ میں

نے سوچا کہ اب میں اس کو صاف کر کے اتنا کھلاؤں کہ ان کی جان بچ جائے۔ اسلام اتنی اجازت دیتا ہے کہ اتنا کھالو کہ جان بچ جائے اس سے زیادہ کھائیں گے تو اس نجاست کا پھر ہم پر اثر ہو گا تو میں نفع مسائل خوب جانتی ہوں۔ میں اتنا ہی کھاؤں گی اور کھلاؤں گی اپنے بچوں کو کہ ان کی جان بچ جائے۔ حسین عبداللہ کہتا ہے کہ مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں حج کے لیئے جا رہا ہوں ادھر شریعت تو کہتی ہے کہ ان کا پہلا حق ہے تو جو مال میں لے کر جا رہا تھا حج کے لئے ان کے پاس رکھ دیا اور چلا گیا۔ میں نے حج کا ارادہ ترک کیا۔ افسوس کہ حج نصیب نہ ہوا مگر میں نے یہ سوچا کہ نہیں اسلام کا تو یہی مسئلہ ہے کہ انسان کا حق پہلا ہے۔ اسلام کے مطابق ہی میں نے کام کیا۔ اس بات کی دل میں خوشی ہوئی (روایت بتاتی ہے ان کا تو دوسرا حج تھا' ہاں اگر واجب حج ہوتا تو وہ الگ مسئلہ ہے۔ علماء سے پوچھنا ہوگا کہ اس کا کیا مسئلہ ہے مگر یہ تو مستحب حج تھا۔ واجب تھا مومنہ کی جان بچانا) میں تو گھر چلا گیا لوگ حج سے واپس آ رہے تھے اس زمانے میں حج پر جانا بہت بڑی بات ہوتی تھی اور یقیناً اسلام میں بھی اتنی بڑی بات ہے کہ کسی کے ساتھ جاؤ اس کو Wel Come کرے جو حج سے آ رہا ہے اس کو Recieve کر و اس کے استقبال کے لئے جاؤ' وہ عظیم عبادت ہے' تو آپ کو حج پر جانے کا ثواب مل جائے گا۔ اب وہ سوچتا ہے کہ میں تو حج نہیں کر سکا' میں استقبال کرنے تو جاؤں۔ لوگ گاؤں سے تھوڑا باہر نکلے تھے کہ جو لوگ حج کر کے آ رہے ہیں ان کا استقبال کریں' ان میں وہ بھی شامل تھا۔ اسے تعجب ہوا کہ ہر کوئی اس کے گلے لگ رہا ہے کہ تیرا حج قبول ہو' تو نے تو بہتر حج ادا کیا ہے۔ حیران ہو کر کہہ رہا ہے میں نے حج نہیں کیا' آپ لوگ کیوں خواہ مخواہ مجھے دلاسہ دے رہے ہو' میں نے تو حج نہیں کیا تو لوگ

بولے ''آپ اتنا جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔ آپ تو عرفات میں میرے ساتھ تھے'' کوئی کہنے لگا تم نے تو فلاں کھانا کھایا تھا میرے ساتھ، تم تو میرے ساتھ فلاں جگہ گئے تھے اور تمہارا احرام تو بہترین احرام تھا۔ ہم تو ان احرام کو دیکھ تو بہ بجالا رہے تھے حیران تھے کہ تمہاری عبادت میں جو خضوع و خشوع تھا اس دفعہ کی حج میں کسی کی عبادت میں نہیں تھا۔ تمہیں کیا ہو رہا ہے، تم کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ کیوں ایسی بات کر رہے ہیں۔ مگر لوگ کسی طرح مان نہیں رہے تھے۔ اس کو اتنی عزت مل رہی تھی کہ ہر کوئی آکر ان کو زیادہ گلے سے لگا رہا تھا کہ تمہارا حج تو قبول ہی ہو گیا ہے، گھر گیا اسی رات رسول اکرمؐ کو خواب میں دیکھتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے اس سے فرمایا ''عبداللہ تو کیوں سب کو منع کر رہا ہے کہ تو حج پر نہیں گیا تھا؟ کہا ''یا رسول اللہؐ مگر میں نہیں گیا تھا'' رسول اکرمؐ نے کہا ''نہیں بالکل نہیں تجھے کیا پتا کہ اللہ کے حکم سے بالکل تیری شکل کا، بالکل تیری شبیہہ جیسے ایک معصوم فرشتے نے تیرے نام سے پورا حج کیا ہے۔ تیرے نامۂ اعمال میں پورا حج آگیا ہے اور مقبول حج اور تجھے اب حج کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے تیری نیکی پسند کی کہ تو نے بیوہ، یتیموں کی جان بچائی۔'' ایک اور روایت کے مطابق رسولؐ نے یہ بھی کہا کہ ''اب ہر سال تیرے نام سے ملائکہ حج کریں گے۔'' اس شخص نے حج نہیں کیا اور اس کے نامہ اعمال میں حج لکھا گیا جبکہ وہ لوگ جو اتنی محنت و مشقت سے حج کرتے ہیں ان کے نامۂ اعمال میں حج ہوتا بھی نہیں ہے۔ مشہور واقعہ چوتھے اور چھٹے امامؑ کے زمانے میں ہم کو ملتا ہے۔ چوتھے امامؑ کے ساتھ زہری ہے، چھٹے امامؑ کے ساتھ ابوبصیر ہے۔

چوتھے امامؑ میدانِ عرفات میں ہیں، زہری کہتا ہے کہ اس دفعہ تو کتنا شور ہے

حاجیوں کا، بے شمار حاجی آئے ہیں۔ امامؑ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا" زہری اب دیکھ!" زہری نے دیکھا کوئی بندر کی شکل میں، کوئی سُوّر کی شکل میں بہت چند لوگ تھے جو انسان کی شکل میں تھے۔ زہری حیران ہوگئے کہ یہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ واپس امامؑ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، واپس وہ پہلے جیسے ہوگئے۔ امامؑ سے پوچھا کہ "یہ کیا" امامؑ نے کہا کہ "تجھے نہیں پتا کہ رسولؐ نے کہا ہے کہ آخر زمانے میں لوگ جو حج کریں گے تین قسم کے ہوں گے۔ مالدار جو ہے تفریح (Recreation) کے لئے جائیں گے جو Middle class لوگ ہوں گے وہ تجارت کے لئے جائیں گے Business کے لئے (سونا لے کر آؤ آکے بیچو) غریب لوگ فخر کریں گے کہ ہمارے پاس بھی پیسہ آگیا ہم بھی کچھ ہیں ابھی۔" تو اکثر لوگ جو بندر، سور کی جانور کی شکل میں نظر آرہے ہیں ان کی نیت الگ الگ ہے، کوئی تجارت کے لئے آیا ہے تو کوئی دکھاوے کے لئے، کوئی تفریح کے لئے جو مومن کی شکل میں نظر آرہے ہیں وہی خلوص سے فی سبیل اللہ آئے ہیں۔" یعنی یہ لوگ جو اتنی محنت اٹھاتے ہیں ان کے نامۂ اعمال میں حج نہیں، نیت اتنا کام کرتی ہے۔

اس لئے حضورؐ نے فرمایا "**اِنمّا الاَعمالُ بالنّیات**"

نیکی کرو تو بس فی سبیل اللہ دائیں ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے۔

(2) مشکل کیسے دور ہوتی ہے یا بڑی مشکل چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اگر نیکی کرو فی سبیل اللہ یہ قصہ صحیح بخاری میں بھی ہے، شیعہ و سُنّی علماء متفق ہیں۔

قصہ۔ بنی اسرائیل کا زمانہ تھا، تین شخص سفر پر نکلے غار میں آرام کرنے بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک برابر میں ایک پہاڑ تھا وہ گرا، غار پر نہیں گرا مگر پہاڑ کے

گرنے کی وجہ سے غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ زندہ تھے مگر ایسے ہو گئے جیسے قبر میں۔ کوئی کھڑکی کچھ نہیں تھا ایک دروازہ تھا وہ بھی بند ہو گیا۔ تینوں پریشان تھے۔ جانتے تھے کہ ذرّہ برابر نیکی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو جو اللہ کے لیئے کی جائے تو ضائع نہیں جاتی ان کا تو بدلا دنیا میں بھی ملتا ہے بلکہ مصیبت بھی ٹلتی ہے۔ چلو ہم تینوں یہ کریں کہ ہم ایک ایک نیکی کو یاد کریں جو فی سبیل اللہ کی گئی ہو۔ بس اس نیکی کے عوض ہم اللہ سے اس مشکل کو حل کرنے کی دعا مانگیں۔ پہلے شخص نے ہاتھ بلند کیا خدایا ایک دن میں نے قدم اٹھایا تھا گناہ کا کام کرنے کے لیئے اور مسلسل میرے دل میں یہ تھا کہ مجھے یہ گناہ کرنا ہی ہے۔ میرا پکا ارادہ تھا کہ میں یہ گناہ کر کے ہی رہوں گا۔ جب وہ دن آیا گناہ کرنے کا یکایک میرے دل میں تیرا خوف پیدا ہوا کہ میں نے سوچا نہیں اب خدا کی خوشنودی کے لیئے میں یہ حرام کام چھوڑ دیتا ہوں۔ کافی عرصے سے میری خواہش تھی کیسے میں نے اس پر قابو پایا خدایا تو ہی جانتا ہے۔ مجھے کرنا ہی کرنا تھا لیکن مشکل سے میں نے خود پر قابو پایا۔ میں نے جہادِ اکبر کیا، میں نے اپنے نفس سے زبردست جہاد کیا اور میں نے وہ گناہ نہیں کیا۔ خدا اگر تجھے میری یہ نیکی، میرا یہ جہادِ اکبر پسند ہو تو ہماری مدد کر کہ یہ غار کا دروازہ کھُل جائے۔ یہ دعا اس نے ختم کی کہ چھوٹی سی آواز آئی دیکھا کہ تھوڑا سا دروازہ کھلا۔ (یہ قصہ اصحاب کہف میں بھی ہے۔)

دوسرا آگے بڑھا خدایا ایک دن سردی کا موسم تھا، میں تھکا ہوا گھر میں آیا کہ میرے ضعیف والدین نے مجھے کہا کہ ہم کو تازہ دودھ اس وقت پینا ہے۔ ہمیں شدت کی بھوک بھی لگی ہے۔ سخت سردی کا موسم ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں فوراً تازہ دودھ مل جائے۔ اللہ میں اتنا تھکا ہوا تھا اور سردی کے موسم میں میرا دل چاہ

رہا تھا کہ ابھی میں بستر میں چلا جاؤں مگر صرف تیری خوشنودی کے لیئے میں نے سوچا کہ میں فوراً چلا جاؤں۔ میں چلا گیا دودھ لینے' بہت دور تھا میں دودھ لے کر واپس آیا تو میرے والدین سو چکے تھے میں آکر کھڑا ہو گیا۔ میں کیا کروں بستر تو مجھے دعوت دے رہا تھا میں نے سوچا کہ اگر میں بستر میں چلا جاؤں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ والدین اچانک اٹھ جائیں اور دودھ کی حاجت رہ جائے۔ پھر تو وہ بھی آدھی رات کو مجھے نہیں بلائیں گے کہ آ دودھ دے اور اگر میں ان کو نیند میں سے اٹھاتا ہوں تو یہ فکر ہوتی ہے کہ اتنی ضعیفی کا عالم ہے واپس ان کو اٹھادوں گا تو پھر نیند میں گڑبڑ ہو جائے گی۔ نیند واپس نہیں آئے گی تو باقی رات ان کے ٹہلنے میں نکل جائے گی۔ یہ بھی گوارا نہ تھا کہ ان کی نیند خراب ہو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ میں چلاؤں۔ ہر وقت تیر اتصور میرے دل میں تھا کہ خدایا میں کیا کروں۔ آخر ادھر ہی میں کھڑا رہا۔ پوری رات میں دودھ کا پیالہ لے کر کھڑا رہا۔ میرے والدین نہ اٹھے۔ حتیٰ کہ انکو بھی پتا نہ چلا کہ میں نے ایسی نیکی کی۔ صبح تو پھر نوکر چاکر آ گئے جو میرے والدین کی خدمت کرتے ہیں۔ میرا تو وقت ہو گیا دفتر جانے کا پھر نوکروں نے دودھ دے دیا۔ والدین کو پتا بھی نہ چلا کہ میں پوری رات کھڑا رہا۔ ان کو پتا تھا کہ میں نے دودھ لے لیا تھا اور آ گیا تھا مگر یہ نہیں پتا کہ ان کے سامنے میں پوری رات کھڑا رہا تھا۔ خدایا میں نے یہ تیری خوشی کے لئے کیا تھا اس لیئے نہیں کیا تھا کہ میری واہ واہ ہو جائے یا تعریف ہو جائے کیونکہ میں نے اپنے والدین کو بھی خبر نہیں ہونے دی کہ یہ آپ نے کیا کیا آپ تو سو گئے ہیں' میں پوری رات کھڑا رہا۔ میں نے کسی سے یہ تذکرہ نہ کیا۔ اے خدایا تجھے میری یہ نیکی پسند ہو تو یہ مشکل حل کر دے۔ تھوڑی سی ہلکی سی آواز آئی واپس دروازہ کھل گیا۔

(3) تیسرا شخص کھڑا ہوا۔ یاد کر رہا ہے کہ میں اپنی کوئی نیکی یاد کروں جو فی سبیل اللہ ہو صرف خدا کی خوشنودی کے لئے' یاد آیا کہ مجھے اپنے گھر میں رنگ کروانا تھا میں نے مزدوروں کو بلوایا۔ جب انہوں نے رنگ کر لیا تو میں نے سب کو ایک ایک درہم مزدوری کا دیا۔ اس زمانے میں ایک درہم بہت بڑی بات تھی۔ سب نے خوشی سے لے لئے مگر ایک نے انکار کر دیا کہ میں دو درہم لوں گا۔ ایک درہم میں ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ میں نے سوچا یہ انصاف کے خلاف ہو گا میں نے سب کو ایک درہم دیا وہی معاشرے کا دام ہے میں نے کوئی ناانصافی نہیں کی' یہ خواہ مخواہ کیوں منع کر رہا ہے۔ وہ بولا یا تو تُو مجھے دو درہم دے یا مجھے ایک بھی نہیں چاہیے۔ بس وہ ایک درہم چھوڑ کر چلا گیا کہ مجھے نہیں چاہیے۔ اس کا درہم میرے پاس پڑا رہا ایک امانت کے طور پر۔ میں نے اس کا ایک درہم کاروبار میں لگا دیا تاکہ جو ان کو ملے میں اس کے حساب سے لگاتار رہتا تھا۔ ایک دن کافی عرصے کے بعد وہ شخص آیا کہ میرا وہ ایک درہم دے دے آج میں بڑی سخت مشکل میں ہوں' تنگ دستی میں وہی ایک درہم مجھے ملے گا اس وقت میرے کام آجائے گا۔ ایک درہم کی وجہ سے میں نے جتنی کمائی کی تھی' زمین' گھوڑے' اونٹ جو ایک درہم کی وجہ سے اتنا مال بن گیا تھا میں نے اس کے حوالے کر دیا کہ یہ تیری ملکیت ہے۔ وہ شخص حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہو گیا حالانکہ میں اس کو 100 درہم دیتا تو وہ خوش ہو جاتا ایک کے بجائے سو درہم اس کو دے دیتا مگر نہیں تیرا خوف میرے دل میں تھا۔ تُو تو دیکھ رہا ہے ان کا ایک روپیہ میں نے استعمال کیا۔ ایک روپے کے عوض میں جتنی جائیداد آگئی ان کا حق ہو تا۔ تیرا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کو یہ جائیداد دے دی۔ اللہ تجھے میری یہ نیکی اگر پسند ہو تو یہ دروازہ کھول دے۔ ادھر یہ دعا ختم ہوئی کہ پورا غار کا دروازہ کھل گیا۔

ایک بہت بڑے مجتہد گزرے' نماز پڑھاتے تھے لیکن ہمیشہ پانچ منٹ پہلے سوچتے تھے پھر نماز پڑھانے آتے' سوچتے تھے کہ میرا عمل خالصتاً اللہ کے لئے ہے؟ یہ محراب میں آنا' Lead کرنا کیا اللہ کے لئے ہے یا اس لئے کہ لوگ ہاتھ چومیں آکر یا اس لئے کہ اتنا ہزاروں کا مجمع ہوگا۔ جب انہیں سو فیصدی یقین ہو جاتا تھا کہ ہاں یہ خالصتاً اللہ کے لئے' پھر آتے تھے مصلے پر ورنہ نماز جماعت نہیں پڑھاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک گھنٹا سوچنا عمل کے بارے میں کہ میرا عمل صحیح ہے یا نہیں ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔"

(کہ میرے عمل میں ریاکاری تو نہیں ہے' میرے عمل میں میرا نفس تو شریک نہیں)

خدا عمل کی زیادتی کو نہیں دیکھتا خدا عمل کے خلوص کو دیکھتا ہے۔

Quantity نہیں Quality دیکھتا ہے۔

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "عمل کرنا تو آسان ہے مگر عمل کو خالص بنانا مشکل ہے۔ مثلاً کوئی شخص ایک لاکھ روپے صدقہ دے رہا ہے بہت مشکل ہے کہ کسی کو نہ بتائے سوچے گا کہ چلو ایک کو تو بتادوں۔

قرآن گواہ ہے کہ شیطان نے خود اقرار کیا "میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کرلوں گا سوائے جو تیرے مخلص بندے ہیں" (جن کے پاس اخلاص کی تلوار ہے میرا زور ان پر نہیں چلے گا۔)

میرا خدا سب جانتا ہے کہ کس کی نیت میں خلوص ہے' کس کی نیت میں ریا ہے۔

غیبت کا گناہ

قرآن۔ غیبت کرنے والا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔ غیبت نفس کی بیماری ہے۔ وسائل الشیعہ میں پیغمبرؐ کی حدیث ہے:

الغِیبت اَشُھَد مِنَ الزنا

"غیبت کرنا زنا سے بد تر گناہ ہے"

مسجد میں 'امام بارگاہ میں بھی غیبت جہاں بیٹھے غیبت 'اتنا عظیم گناہ۔

قصہ۔ ایک بہت بڑے عالم' جن کا احترام امام خمینیؒ بے انتہا فرماتے تھے۔ ایسی کتاب آج تک فلسفۂ انسانی پر کسی نے نہیں لکھی۔

فرماتے ہیں کہ میں نے دو انسانوں کو غیبت کرتے ہوئے دیکھا (اس انسان کی بات کر رہا ہوں جو صاحب یقین تھے یقین کی منزل پر تھے) ان کے منہ سے آگ نکل رہی تھی۔ پیغمبرؐ کے سامنے کسی عورت نے غیبت کی پیغمبرؐ نے کہا الٹی کرو فوراً اس نے الٹی کی۔ اتنا غلیظ اور بدبودار گوشت نکلا کہ دیکھنے والوں کی طبیعت میں پریشانی آگئی۔ پیغمبر سے پوچھا یہ کیا ہے؟ پیغمبرؐ نے کہا کیا قرآن نہیں پڑھا کہ جو غیبت کرتا ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ یہ تیرے مردہ بھائی کا گوشت ہے۔

قرآن نے کہا (سورہ بنی اسرائیل)

قُل کُلٌّ یَّعمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ ط

ترجمہ: اے رسولؐ تم کہدو کہ ہر ایک اپنے طریقے پر کارگزاری کرتا ہے۔

حافظ فرمان علی صاحب رح (سورہ بنی اسرائیل پارہ پندرہ 15)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”غیبت کرنے والے کو جو خوراک ملے گی قیامت میں وہ خون اور پیپ کی شکل میں ہو گی۔“

جو زندگی بھر ہم غیبت کرتے ہیں وہ جمع ہوتا ہے اور خون اور پیپ کی شکل میں۔ اگر ہم مجلس حسینؑ میں آئے، ہم نے گریہ کیا، ہم نے نماز تہجد پڑھی، اعزاداری کی فرشتے کہتے ہیں کہ:

آسمان سے زمین کی طرف۔

”جہاں علم محمدؐ اور آلِ محمدؐ حاصل کیا جاتا ہے ہم ان مومنین کے نیچے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔“ اور وہ فرشتے جب آسمان میں جاتے ہیں تو فخر کرتے ہیں کہ ”ہم وہ ہیں کہ ہمارے پروں پر عاشقانِ حسینؑ بیٹھے تھے۔“

مجلس میں مومن اتنی پرواز کرتا ہے اور جب مجلس سے نکلے مومن کی غیبت۔ اب (قرآن کے مطابق) اللہ نے حکم دیا کہ غیبت حرام ہے۔ اور نفس اور شیطان نے حکم دیا کہ غیبت کرو۔ ہم نے غیبت کی اللہ کے حکم کے خلاف کیا۔ اس کا کیا مطلب ہوا کہ ہم نے شرک کیا۔ شرک در اطاعت خدا، شرک در حکم خدا۔ اللہ کے حکم میں ہم نے شیطان کے حکم کو شریک کر دیا۔ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر شیطان کے حکم کو لے لیا۔ یہ ہے شرک۔ جب بھی کوئی غیبت کرتا ہے، یہ شرک ہے۔ قرآن میں خدا فرماتا ہے:

”جو شرک کرتا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف گر رہا ہے۔“

جب انسان قرآن کی تلاوت کرتا ہے، مجلس سنتا ہے تو وہ عبادت کے ذریعے

آسمان کی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔ اتنی اونچی پرواز ہوتی ہے۔ تصوّر کیجئے کبھی جہاز میں جاتے ہیں، آسمان سے گریں گے تو کیا حشر ہوگا۔ یہی حشر گناہ گار انسان کا ہوتا ہے۔ آپ کی پرواز آسمان تک بلند تھی لیکن شیطان نے اس عمل کو ضائع و برباد کرنا چاہا۔ غیبت کی، آسمان سے انسان گرا زمین تک، ایمان ختم ہوگیا۔ یہ شرک ہے، غیبت سے بچیئے یہ زبان بہت خطرناک ہے۔ پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

"جہنم کے سات دروازے ہیں کچھ لوگ آنکھوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔(دوسروں کی ماں بہن کو حرام کی نظر سے دیکھیں گے خاص دروازہ ان کے لئے) کچھ لوگ کانوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے (غیبت سنیں گے، گانا سنیں گے، موسیقی سنیں گے، فتنہ فساد کی باتیں سنیں گے) کچھ لوگ پیٹ کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے ان کے لئے الگ دروازہ ہے۔(حرام کھائیں گے، لوگوں کا مال کھائیں گے یا Black Marketing کریں گے، رشوت کھائیں گے۔) ایک دروازہ ان لوگوں کا ہے جو زبان کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ سب سے زیادہ اسی دروازے سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔"

مولا فرماتے ہیں:

"جس نے زبان پر قابو کیا اس نے اپنا آدھا دین بھی بچایا اور آدھا ایمان بھی بچایا۔"

آیت اللہ مطاہری امام خمینیؒ کے شاگرد اور اس وقت قُم کے بہترین مدرسین میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ امام خمینیؒ تشریف لے آئے۔ امام خمینیؒ کو اس عالم میں ہم نے کبھی قم میں نہیں دیکھا۔ انتہائی غمناک اور انتہائی غمگین۔ حالتِ جلال میں تھے۔ درس کا وقت تھا پڑھاتے تھے اس وقت منبر پر گئے

اور انتہائی عجیب کیفیت میں تھے۔ آواز لرز رہی تھی اور فرمایا ''آج میں تمہیں درس دینے نہیں آیا۔ آج میں فقط ایک دو بات کرنے آیا ہوں کہ اگر تم دین نہیں چاہتے' اگر تم ایمان نہیں چاہتے' اگر اسلام نہیں چاہتے' اگر تقویٰ نہیں چاہتے' اگر اللہ کا فضل نہیں چاہتے' اگر کچھ بھی نہیں چاہتے تو خدارا اپنی شکلوں کو کُتّوں کی طرح تو نہ بناؤ' اپنی انسانی شکل کو تو برباد نہ کرو۔'' یہ کہہ کر منبر سے چلے گئے بعد میں پتہ چلا کہ امام خمینیؒ نے یہ کیوں کہا۔پتہ چلا کہ ایک طالب علم کسی مجتہد کی غیبت کر رہا تھا اور آپ نے ان کی غیبت سنی لہٰذا برداشت نہیں ہوئی آپ گھر میں چلے گئے۔''

وسائل الشیعه ''اجتنب الغیبته

''غیبت سے بچو'' کیونکہ غیبت جہنم کے کتّوں کی خوراک ہے۔

قیامت کے دن غیبت کرنے والا کتّے کی شکل میں آئے گا۔

طلباء کہتے ہیں کہ امام خمینیؒ تقریر کر کے چلے گئے کہ غیبت نہ کرو' اپنی شکلوں کو برباد نہ کرو اور تین دن تک شدید بخار میں بیمار رہے۔ حالانکہ خود گناہ نہیں کیا' خود غیبت نہیں کی' تین دن کیوں رہے یہ انسان متقی کی بات ہے۔ اگر انسان کسی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر' کسی کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھے' اگر کوئی انسان کسی کو دردناک عذاب میں دیکھے یقیناً اس پر بھی اثر ہوتا ہے۔ جو عارف باللہ ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح سے انسان خود کو جہنم میں جلا رہا ہے۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہزارہا غیبت کرتے ہیں اور ذرّہ برابر افسوس نہیں ہوتا۔ امام خمینیؒ' جو عظیم انسان بنے غیبت کرنے کی وجہ سے نہیں' غیبت سے بچنے کی وجہ سے۔

آیت اللہ مظاہری کہتے ہیں کہ 30 سال میں امام خمینیؒ اور علامہ طبا طبائی

(جنھوں نے 3 جلدوں میں تفسیر المیزان لکھی ہے) ان کے ساتھ رہا۔ کبھی غیبت تو چھوڑیئے غیبت کا شائبہ بھی اگر کسی جملہ میں ہو ایسا جملہ میں نے کبھی ان دو علماء کی زبان سے نہیں سنا اور کسی کو مجال طاقت نہیں تھی کہ ان کے سامنے غیبت کریں۔ یہ تقویٰ ہے' یہ آلِ محمدؐ کے ماننے والے ہیں۔

اگر ہم فتنے اور فساد کی جڑ کو تلاش کریں تو اس کے پیچھے غیبت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ غیبت کی وجہ سے طلاق ہوتی ہے' غیبت کی وجہ سے بھائی بھائی سے الگ ہو جاتا ہے' غیبت کی وجہ سے فساد ہوتے ہیں۔

امام خمینیؒ اپنی کتاب اربعین چہل حدیث میں لکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ کی یہ حدیث ہے کہ:

"قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی شکل کتے کی شکل ہوگی اور جب قیامت کا دن ہوگا اس کی زبان اتنی لمبی ہو جائے گی کہ تمام اہلِ محشر اس کی زبان کے اوپر چلیں گے اور اس کی زبان کو پامال کریں گے۔ اتنی لمبی ہوگی' اتنی کھینچی جائے گی کہ ان پر پڑی ہوئی فرش کی طرح اور تمام اہلِ محشر اس کی زبان کو پامال کریں گے۔"

امام خمینیؒ اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ اتنی زبان کیوں کھینچی جائے گی۔ اب مثلاً ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ایک مومن حیدر آباد میں ہے۔ ہم نے اس کی غیبت کی تو ہم نے اپنی زبان کو کھینچا۔ حیدر آباد تک۔ ایک مومن ملتان میں ہے ہم نے اس کی غیبت کی تو ہم نے اپنی زبان کو ملتان تک کھینچا۔ جا کر اس کی عزت کو نابود کیا ایک مومن کوئٹہ میں ہے اس کی غیبت کی اپنی زبان کو کوئٹہ تک کھینچا۔ ایک مومن امریکا میں یا لندن میں ہے ہم اپنی زبان کو اِدھر اُدھر پھیلا رہے ہیں اور

مومنوں کی غیبت کر رہے ہیں۔ لہٰذا قیامت کے دن تیرے عمل کی شکل میں کی جائے گی خدا زبان کا وہی حشر کرے گا کہ زبان فرش ہو گی۔

امام خمینیؒ کے آخری جملہ بھی یہی تھا کہ "غیبت سے بد تر کوئی گناہ نہیں ہے' غیبت سے بچو۔"

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں کہ "قیامت کے دن سب سے بُری حالت غیبت کرنے والے کی ہو گی۔"

جس کی غیبت کی جائے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔

اس کے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ چیخنے لگے گا' چلّانے لگے گا' اس کے اعمال نامہ میں لکھا ہو گا کہ تو شرابی ہے جبکہ اس نے کبھی شراب نہیں پی تھی' لکھا ہو گا تو زانی ہے جبکہ اس نے کبھی زنا نہیں کیا ہو گا' لکھا ہو گا کہ تُو نے جُوا کھیلا جبکہ اس نے کبھی نہیں کھیلا' نماز کی جگہ پر ہو گا کہ نماز تو نے نہیں پڑھی' روزے کی جگہ پر ہو گا روزہ نہیں رکھا' حج کی جگہ پر ہو گا تو نے حج نہیں کیا' خُمس کی جگہ پر خمس نہیں جبکہ وہ خمس کا پابند' نماز کا پابند' روزے کا پابند۔ اب یہ چیخے گا' چلّائے گا کہ "مالک رِا! میرا اعمال نامہ نہیں یہ کسی گناہ گار کا اعمال نامہ ہے" قدرت کی آوازِ پُر جلال آئے گی کہ "نہیں اے بد بخت! نہیں اے گناہ گار نہیں' اے غیبت کرنے والے! تیرا ہی اعمال نامہ ہے جن کی تو غیبت کرتا تھا تیری نیکیاں ادھر چلی گئیں اور ان کے گناہ تیرے اعمال نامے میں آگئے۔" یعنی محنت ہم کریں اور جزا کسی اور کو ملے۔ زبان انتہائی خطرناک ترین عضو ہے انسان کا۔

غیبت سے کیسے بچا جائے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”خوش نصیب ہے وہ انسان جو دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرنے کے بجائے اپنے عیبوں کو تلاش کرے۔“

جب اپنی بُرائیاں ملیں گی تو توبہ کریں گے‘ آنسو بہائیں گے۔

اگر انسان چوبیس گھنٹے میں پانچ منٹ متعین کرلے اور شروع سے لے کر آج تک کہ گناہ جو ہم نے کیئے تصور کریں گے تو اپنے آپ سے نفرت ہوگی اور انسان توبہ استغفار کی طرف بڑھے گا۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے گناہ تلاش کریں لیکن شیطان ہمیں اس واجب سے روکتا ہے‘ فلاں ایسا ہے‘ فلاں ایسی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مگر اس میں تو یہ برائی ہے اگر ہم نے بیان کیا تو جھوٹ تو نہیں بولا۔ امامؑ نے جواب دیا کہ ”اگر کسی مومن میں‘ مسلمان میں یہ برائی ہو اور تم بیان کرو یہی غیبت ہے۔ اگر اس میں یہ برائی نہ ہو اور تم بیان کرو تو یہ تہمت ہے‘ یہ تو غیبت سے بدتر گناہ ہے۔“

قرآن میں خدا نے کہا کہ دوسروں کی برائیوں کو نکالنا‘ دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرنا یہ صفت ہے شیطان کی۔ جب شیطان کو خدا نے جنت سے نکالا تو کیا کہا:

تو نے آدم کو مٹی سے خلق کیا میں آگ کا بنا ہوا ہوں۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ آدمی کا عیب ہے کہ وہ مٹی سے بنا ہوا ہے مگر خدا جانتا تھا کہ

یہی تو آدم کی فضیلت ہے کہ مٹی کے دامن میں گر ایک گندم کا دانہ دیا جاتا ہے تو وہ بہتر یا سو دانے واپس کرتی ہے اور اگر یہی دانا آگ کے حوالے کر دیا جائے تو آگ کچھ بھی نہیں دیتی۔

کسی کے عیب کو تلاش کرنا شیطان کی صفت ہے اور کسی کے عیب کو چھپانا یہ خدا کی صفت ہے خدا ''ستار العیوب'' ہے ''عیبوں کو چھپانے والا ہے'' اے انسان کسی اور کا عیب بیان کرنے سے پہلے تو اپنے گریبان میں جھانک کہ خدا نے کتنے تیرے عیبوں کو چھپا دیا۔

حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے:

''انسان ایسے ایسے گناہ کرتا ہے کہ اگر میں ستار نہ ہوتا' ان کے گناہوں کو ظاہر کر دیتا تو خدا فرماتا ہے کہ انسانوں کے جسم سے اتنی بدبو نکلتی کہ کوئی قریب آکر سلام بھی نہ کرتا۔''

سوچیں کہ خدا نے ہمارے کتنے عیبوں کو چھپایا۔ اگر وہ عیب ظاہر ہو جاتے تو ہم ذلیل ہو جاتے' ہم دنیا میں رسوا ہو جاتے۔ تو اگر خدا تیرے عیبوں کو چھپا رہا ہے تو تُو دوسروں کے عیبوں کو کیوں ظاہر کر رہا ہے اور اگر انسان نے کسی کے عیب کو دیکھا اور اسے چھپایا یہ چھپانا اللہ کی صفت پر عمل کرنا ہے۔ اب اس نے ایک نورانی صفت حاصل کی۔ تو یہ صفت افضل ہے پوری کائنات سے اور جو کچھ کائنات کے اندر ہے۔

ایک انسان صحرا (جنگل) میں سو رہا تھا اس کے جسم سے کپڑا ہٹ گیا اور ممکن تھا کہ بے احترامی ہو اس کا جسم عریاں ہو گیا تھا۔ دوسرا انسان وہاں سے گزر رہا تھا اپنی چادر اللہ کے لئے خالصتاً' اس انسان کے اوپر ڈالی تاکہ اس کی توہین نہ ہو۔ کوئی

آئے گا مذاق اڑائے گا' توہین کرے گا۔ پس یہ شخص چادر ڈھانک کر چلا گیا۔ اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں کہ فقط اس کام کی وجہ سے خدا نے اس کے سارے گناہوں کو بخش دیا کیونکہ یہ کام فقط اللہ کے لئے تھا کسی کو دکھانے کے لئے نہیں تھا تاکہ اس انسان کی عزت بچ جائے۔ اگر انسان کسی کی عزت کو بچائے تو خدا کا وعدہ ہے قیامت کے دن وہ آپ کی عزت کو بچائے گا کیونکہ

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ٥

جب خالق کائنات نے جنت کی تخلیق کی تو جنت نے خوشی سے کہا کہ "وہ شخص خوش قسمت ہے جو میرے اندر داخل ہوگا۔" تو خدا نے فرمایا کہ "اس میں کیا شک کہ جو تیرے اندر داخل ہو جائے اس سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں لیکن میری عزت و جلال کی قسم کہ میں تمام آدمیوں کو تیرے اندر رکھوں گا سوائے آٹھ گروہ کے (1) شراب کا مسلسل پینے والا (2) زنا پر اصرار کرنے والا (جو کہے کہ ہم نے کیا ٹھیک کیا) (3) وہ لوگ جو غیبت کیا کرتے ہیں چغلی کھایا کرتے ہیں' ایک کی بات دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔

عذابِ قبر

کتاب احوال موتلی کے اندر یہ واقعہ نکلا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی جو مدینے میں رہتے تھے' بعد وفات رسالت مآبؐ ایک طویل عرصے کے بعد ان کی بہن کا انتقال ہو گیا۔ جنازے کو دفن کر کے جب گھر واپس آئے تو پتہ چلا کہ کسی کی امانت جو ان کے پاس تھی وہ اسے اپنی کمر کے ساتھ باندھ کے قبرستان چلے گئے تھے چنانچہ شاید بہن کو قبر میں دفن کرتے وقت قبر

کے اندر رہ گئی۔ ایک مومن کی امانت تھی پیغمبرؐ کے صحابی تھے انتہائی گھبرائے۔ واپس آئے جنت البقیع کے قبرستان میں دل تو نہ چاہ رہا تھا لیکن قبر کو کھودا اور سوراخ کیا (اٹھنی کے برابر) ایک مرتبہ ایسا محسوس ہوا کہ قبر کے اندر ایک سناٹا سا ہوا اور ایک شعلہ لپکتا ہوا باہر نکلا۔ ایک لمحے کے لئے ان کے چہرے سے ٹکرایا اور تمام چہرہ جھلس کر رہ گیا۔ چہرہ ایسا سیاہ ہوا کہ تمام زندگی صحیح نہ ہو سکا۔ گھبرا کر واپس آئے لیکن حیران کہ ابھی چند لمحے ہی گزرے، میں نے اپنی بہن کو دفن کیا اتنی جلدی اس پر ایسا عذاب آیا۔ میرا یہ حال ہوا تو میری بہن پر کیا گزر رہی ہو گی کہ جس کو قیامت تک اس قبر کے اندر رہنا ہے اور جس کا تمام جسم انہی شعلوں کے درمیان لپٹا ہوا ہو گا حیران و پریشان اسی حالت میں سو جاتے ہیں۔ خواب میں دیکھا کہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔ گفتگو ہوتی ہے۔ سوال و جواب ہوتے ہیں، ایک مرتبہ کہتے ہیں یارسولؐ اللہ میرے ذہن میں ایک سوال گونج رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کا جواب ارشاد فرمائیں۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یارسول اللہؐ میں اپنی بہن کو دفنا کر آیا تو میرے ساتھ ایسا واقعہ گزرا، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میری بہن کا کیا قصور تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اتنا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جیسا تو نے بتایا اگر ویسا ہی عذاب تیری بہن کو دیا گیا ہے تو اس کا سبب صرف اور صرف یہ ہو گا کہ تیری بہن غیبت کیا کرتی ہو گی۔ ایک کی بات دوسرے تک پہنچاتی ہو گی، پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی کرتی ہو گی۔ یہ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھلتی ہے اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی والدہ کو جگایا اور ان سے اپنی بہن کے بارے میں دریافت کیا تو ماں نے تصدیق کی کہ ہاں تیری بہن کی دو ہی خرابیاں تھیں پہلی خرابی یہ تھی کہ وقت پر

نماز کو انجام نہیں دیتی تھی اور دوسری خرابی یہ تھی کہ پڑوس والوں کی دیوار سے کان لگائے کھڑی رہتی تھی اور جیسے ہی کوئی آواز اس کے کان پر پہنچتی تھی تو فوراً سارے محلّے میں اس کو عام کر دیا کرتی تھی۔

گوشت کھانا

پیغمبرِ اسلامؐ کے مشہور صحابی مائذ آپؐ کے پاس روتے ہوئے کانپتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہؐ میں نے زنا کا ارتکاب کیا آپ میرے اوپر حد کو جاری کیجئے۔ آپؐ نے واپس بھیج دیا کہ غور کرو اور پھر مجھے آکر بتاؤ کہ کیا واقعہ ہوا۔ دوسرے دن آتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے یہ فعل حرام کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ پھر واپس کر دیتے ہیں۔ تیسری مرتبہ بھی یہ ہوا اور چوتھی مرتبہ آکر جب اقرار کیا تو فقہ کی شرط پوری ہوئی یا چار گواہ یا چار مرتبہ اقرار۔ پیغمبر اسلامؐ کے اوپر ضروری ہو گیا کہ اس کے اوپر حد جاری کریں۔ چنانچہ اس کو بلا کر اس پر سنگ باری کر کے اس کو زنا کی سزا دی گئی اور مائذ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے بعد رسول اکرمؐ نے ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور دفن کیا۔ ایک مرتبہ آپؐ جا رہے تھے ایک مقام کی طرف پیچھے پیچھے کچھ انتہائی جلیل قدر صحابی مسلمانوں کے ساتھ آ رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر سے گزرے جہاں مائذ رہا کرتا تھا تو ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ یہ کیسا بد قسمت شخص تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ رہا لیکن اس کے باوجود اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا پتہ نہیں کہ اس پر آخرت میں کیا گزر رہی ہو گی یقیناً ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کا شکار ہو گا۔ خدا ہمیں ایسے زنا سے بچائے ایسی گفتگو کرتے کرتے پیغمبرؐ کے پیچھے آئے۔ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ پیغمبرؐ ایک فرابے کے پاس سے گزرے۔ جہاں مدینہ کا تمام

کوڑا اور کرکٹ جمع کیا جاتا ہے وہاں ایک مردہ گدھا پڑا ہوا تھا۔ پیغمبرؐ نے پیچھے آنے والوں کا انتظار کیا جب وہ آگئے تو کہا کہ اس گدھے کو کاٹ کاٹ کر اس کا گوشت کھاؤ۔ سن کر دونوں گھبرا گئے۔ یا رسول اللہؐ یہ آپ کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ کسی شخص کے لئے ممکن ہے کہ اتنا غلیظ ترین کام انجام دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو راستے میں اس سے بھی غلیظ ترین کام انجام دیتے ہوئے آرہے تھے۔ یہ سن کر وہ گھبرا اٹھے۔ یا رسول اللہؐ! ہم تو انتہائی سادگی کے ساتھ، شرافت کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ نہیں تم تمام راستے مائز کا گوشت کھاتے ہوئے آرہے تھے۔ تم مائز کی غیبت کررہے تھے لیکن تمہیں نہیں پتا کہ اس وقت مائز جنت الفردوس میں حوروں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چہل قدمی کررہا ہے اس کا جو مقام خدا کی بارگاہ میں ہے تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا تھا لیکن تمہارا جو مقام ہوگا خدا کی بارگاہ میں وہ بھی مجھے معلوم ہے لیکن میں تمہیں بتانا نہیں چاہتا۔

غیبت دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہے

غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر پورے گروہ کے اندر ایک بھی غیبت کرنے والا موجود ہو تو چاہے پیغمبر اولی العظم ہی کیوں نہ اس گروہ کے اندر شامل ہو، خالق کائنات اس گروہ کی دعا کو قبول کرنے سے انکار کردیتا ہے۔

عذابِ قبر

قبر کے عذاب کے سلسلے میں جب معصومؑ سے سوال کیا کہ قبر کے عذاب سے بچنے کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے۔ امامؑ نے یہی کہا کہ دو چیزوں کو ترک

کردو۔(۱) جھوٹ بولنا(۲) غیبت کرنا، چغلی کھانا، نکتہ چینی کرنا۔

غیبت کیا ہے؟

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہؐ آپ ہمیں غیبت سے اتنا ڈراتے ہیں اور غیبت کا اتنا بڑا گناہ بتاتے ہیں تو آپ ہمیں یہ بتایئے کہ غیبت کہتے کسے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے کہا کہ کسی مومن کے کسی عیب کا تذکرہ اس کی غیر موجودگی میں کرنا کہ اگر اس مومن کے کان تک یہ بات پہنچے تو اسے روحانی تکلیف پہنچے تو وہ غیبت کہلاتا ہے۔ چاہے یہ عیب اس کے جسم کے اندر موجود ہو یا یہ عیب اس کی عادتوں کے اندر موجود ہو، یہ عیب اس کے افعال کے اندر موجود ہو یا یہ عیب اسکے نسب کے اندر یا اس کے باپ دادا کے یہاں موجود ہو، یا یہ عیب اس کے لباس کے اندر موجود ہو یا یہ عیب اس کے خاندان کے اندر موجود ہو کوئی بھی عیب جو مومن کے اندر حقیقتاً موجود ہوں۔

غیبت صرف الفاظ ہی سے نہیں ہوتی غیبت افعال سے بھی ہوتی ہے ہاتھ پیروں سے بھی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جناب عائشہ سے ایک مسئلہ پوچھنے ایک عورت آئی اور انتہائی پست قدم چھوٹی سی عورت تھی جب جناب عائشہ کے پاس وہ عورت آئی اور مسئلہ پوچھا اور پھر چلی گئی تو جناب عائشہ نے اس کے جانے کے بعد اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس کے قد کے چھوٹا ہونے کی طرف اشارہ دلایا۔ پیغمبر اسلامؐ جو وہاں موجود تھے۔ اس مقام سے اٹھ کر جانے لگے۔ جناب عائشہ انتہائی حیران ہو کر سوال کرتی ہیں کہ یارسول اللہؐ آپ اس مقام سے کیوں تشریف لے جارہے ہیں یہ سن کے پیغمبر اسلامؐ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ تم اس

وقت غیبت کے فعل میں مشغول تھیں اس لئے میں اس مقام سے ہٹ گیا کہ عذابِ الٰہی آئے تو میں اس عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکوں۔

غیبت صرف یہی نہیں کہ انسان کسی کی برائی کرے بلکہ غیبت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان ظاہری طور پر کسی سے ہمدردی کرے لیکن یہ بھی غیبت ہے مثلاً یہ کہے کہ خدا کا شکر ہے کہ میں فلاں لوگوں میں شامل نہیں ہوں' خدا کا شکر ہے کہ میں فلاں محلّے میں رہنے والوں میں شامل نہیں ہوں' خدا کا شکر ہے کہ میرا تعلق فلاں خاندان سے نہیں۔ یہ بھی غیبت ہے آپ نے اپنی تو تعریف کی لیکن اس خاندان کی برائی کر دی' لیکن ہائے زمانے نے اس کو خراب کر دیا۔ ایسا لگ رہا ہے کہ آپ اس سے اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی شرعاً غیبت ہے کہ اس کے اندر اس کی برائی نکل رہی ہے۔ یہ بھی غیبت ہے کہ آپ کہیں کہ فلاں عالم کتنا مقدس تھا لیکن اب تو ہم جیسا رہ گیا ہے۔ زمانہ کسی کو چین نہیں لینے دیتا۔ غیبت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص آپ کے پاس آکر کہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اب آپ حیرت کا اظہار کریں کہ اچھا؟ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ شخص بھی ایسا ہو سکتا ہے' یہ بھی غیبت ہے بلکہ اس کا گناہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب آپ نے حیرت کا اظہار کیا ایک مرتبہ کہا کہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ ایسا تھا تو غیبت کرنے والے کی حوصلہ افزائی ہوئی وہ اپنے دل میں خوش ہو گا کہ میں نے ایک نئی اطلاع اس تک پہنچائی چنانچہ پھر وہ زیادہ سے زیادہ ایسے موقع کی تلاش میں رہے گا۔ ہر ایسا لفظ کہنا چاہیے جس کے اندر آپ کسی کے ساتھ ہمدردی ہی کا اظہار کریں لیکن اس اظہار ہمدردی میں بھی کسی کی برائی کا پہلو نکل رہا ہے تو شرعاً وہ غیبت ہے۔

غیبت سے بچنے کا ثواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ آپ اس کائنات میں سب سے زیادہ افضل ہیں یقیناً روز قیامت آپ سب سے بہتر وبلند مقام پر ہوں گے اور جنّت میں بھی آپ کے برابر کوئی نہ ہو سکے گا۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کے مقام کے بعد جنت کا جو مقام ہے وہ کس کو ملے گا۔ یہ سن کر (ہمارے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں) کہ پیغمبر اسلامؐ مسکرائے اور مسکرانے کے بعد کہا کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا کہ جنّت میں ایک ایسا گروہ بھی آئے گا جو میرے برابر ہو گا۔ میرے ہی مقام کو حاصل کرے گا میرے ہی ساتھ اٹھے گا اور بیٹھے گا۔ یہ سن کر تمام اصحاب متوجہ ہوتے ہیں۔ یا رسول اللہؐ وہ کون سا گروہ ہو گا جس کا اتنا بہتر مقام ہے آپ کے برابر مقام ان کو دیا جائے گا۔ آپؐ نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جو دنیا میں چار صفتوں کو اپنے اندر رکھتے ہوں گے۔ جن کے اندر چار باتیں ہونگی وہ ان چار باتوں کی وجہ سے یہ نگاہ قدرت میں اتنے بہتر قرار پائیں گے کہ پیغمبرؐ اسلام کی ہمنشینی جنت میں حاصل کریں گے۔ وہ جنت کے خالدین فیھا جو اس میں گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گیا۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ یا رسول اللہؐ وہ صفتیں ہمیں بھی بتا دیجئے تو پہلی صفت یہ کہ (۱) وہ اپنی نمازوں کو نیک بنائیں گے (۲) صاحبِ عیال (شادی شدہ ہو گا' اس نے ایک خاندان کی تشکیل دی ہو گی اور اپنے بچوں کو میرے متعلق اور میرے مقصد کے مطابق بتایا ہو گا (۳) مال کم ہو گا۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہؐ میں تو کاروبار کر رہا ہوں میرا کاروبار تو انتہائی ترقی پر ہے خدا نے برکت ہی برکت دی ہے۔ میرے کاروبار کے نتیجے میں میرے پاس مال ودولت کی کثرت ہو رہی ہے۔

یارسول اللہؐ! کیا میں آپؐ کی ہمنشینی سے محروم ہو جاؤں گا" تو آپؐ یہ فرماتے ہیں "میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ مال کو کم حاصل کرے گا۔ مال تو اس کے پاس جتنا بھی آئے اس سے مقصد نہیں لیکن اس کے پاس ہمیشہ رہے گا کم اگر زیادہ مال بھی آئے گا تو وہ خدا اور رسولؐ کے نام پر اللہ کے راستے میں اس کو تقسیم کرتا چلا جائے گا۔ تیسری صفت یہ ہے کہ مال اس کے پاس ہمیشہ کم ہوگا (۴) وہ کبھی کسی کی غیبت نہ کرے گا۔ کبھی کسی کی برائی نہ کرے گا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بھی برا کام ہو رہا ہے لیکن کبھی وہ آنکھ اٹھا کر دیکھے گا نہیں اگر اس تک یہ اطلاع پہنچ جائے تو کسی کو بتائے گا نہیں کسی کو خبر دار نہیں کرے گا۔ اس کے بعد ہمارے امامؑ نے کہا کہ "یاد رکھو! پیغمبرؐ کے اس فرمان کو سننے کے بعد وہ لوگ جو پیغمبرؐ کے ساتھ مخلص تھے ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ انہوں نے مٹی کے سنگ ریزے اپنے اپنے منہ کے اندر رکھ لئے تھے تاکہ زبان ہلانے کے قابل ہی نہ رہ سکیں۔ جب کبھی کوئی ضرورت پڑتی تھی تو وہ سنگ ریزے کو نکال کر گفتگو کرتے تھے اس کے بعد دوبارہ سنگ ریزے کو منہ میں رکھ لیا کرتے تھے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر ہماری زبان ہلنے کے قابل رہے تو ہم کسی کی غیبت کر کے پیغمبرِ اسلامؐ کی ہمنشینی سے محروم ہو جائیں۔ اتنی احتیاط۔

قیامت

حدیث "جس نے کسی مومن کو ذلیل کیا خدا اسے روز قیامت ذلیل کرے گا۔ سوال کیا گیا یا ابن رسول اللہؐ مومن کو ذلیل کس طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ جواب دیا کہ اسطرح سے کہ تمہارے سامنے کسی مومن کی غیبت کی جائے اور تم اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہو۔ ایک مرتبہ بھی اس مومن کی حمایت میں ایک لفظ بھی

اپنی زبان سے نہ نکالو تو یاد رکھو غیبت کرنے والا جتنی توہین کر رہا ہے اتنی ہی توہین تمہارے نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی اور جس نے ایک مومن کو ذلیل کیا خدا قیامت کے دن اس کو ستّر گناہ زیادہ ذلیل کرے گا۔ تمام کائنات کے مومنوں کے سامنے"۔

علماء کی غِیبت

عالم کے کسی فعل پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے کیونکہ عالم ہم سے زیادہ شریعت سے واقف ہیں۔ ہم اکثر علماء پر اعتراض کرتے ہیں۔ اپنی کم علمی کی وجہ سے ہم اکثر علماء کی غیبت کرتے ہیں اپنی نادانی کی وجہ سے۔

ایک عالم دین نجف سے چلتے ہیں مصر سے آتے ہیں اپنے دوست سے ملاقات کے لئے۔ رمضان کا مہینہ ہے دوست نے یہ دیکھا کہ نجف کا ایک ممتاز عالم میرے پاس آیا ہے ملاقات کی انتہائی خوش ہوئے۔ عالم سے عالم کی ملاقات مومن کی مومن سے ملاقات۔ اور درخواست یہ کی کہ آپ جب یہاں پر تشریف لا چکے تو ایسا کریں کہ جتنے دن آپ ہمارے پاس ہیں اتنے دن روزانہ نماز مغرب کے بعد کچھ مسائل فقہ کچھ وعظ و نصیحت کی باتیں مومنین تک پہنچا دیں تاکہ مومنین بھی اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ انہوں نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور یہ اعلان ہو گیا کل رات سے وہ مسائل فقہ کا آغاز کریں گے نجف کے ممتاز عالم۔ لوگ جوق در جوق گروہ در گروہ بڑا قصرِ اجتماع اس جگہ ہو گیا۔ پہلے دن تقریر کرتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ ہے پہلی تقریر ہے تقریر روزے کی فضیلت کے بارے میں کی۔ روزہ چھوڑنے کے گناہ کو بتایا روزے کے مسائل سے مومنین کو آگاہ کیا اور اس کے بعد درس ختم کر کے اپنے گھر جاتے ہیں۔ لوگ

بھی انتہائی مطمئن اور خوش کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اتنا بڑا عالم دین ہماری تربیت کے لئے یہاں پر آگیا۔ دوسرے دن یہ خبر پھیلنے لگی اور خبر کا بیان کرنے والا ایک مصدقہ راوی جوان عالم دین کی خدمت کے اوپر ماموریا گیا تھا۔ اپنے دوستوں کو بتاتا پھرتا ہے کہ تم لوگ بھی کس عالم کے درس میں جاتے ہو کہ خود تو روزے کی نصیحت کرتا ہے خود تو روزے رکھنے کے بارے میں بتاتا ہے' خود تو روزہ چھوڑنے کے عذاب سے لوگوں کو ڈراتا ہے لیکن یہ حالت کہ آج کا پورا دن اس نے اس حالت میں گزارا کہ کمرے کے اندر چھپ کر بیٹھا تھا اور کچھ نہ کچھ کھاتا رہا۔ مجھ سے بھی بعض اوقات اس نے کچھ کھانے پینے کی چیزیں منگوائیں۔ دروازہ بند کر کے کمرے کے اندر بیٹھ کر کھا رہا تھا۔ یہ بھی کوئی عالم دین ہم کو بتاتا ہے کہ روزہ رکھو اور خود تو روزہ نہیں رکھتا ہے۔ ایک سے دوسرے دوسرے سے تیسرا اور عالم کی غیبت کہ ہر مومن عالم کی غیبت سمجھنا تو اپنا فرض عین سمجھتا ہے ایک مرتبہ سب نے کان لگا دیئے کہ ہاں کسی عالم کی غیبت ہو رہی ہے۔ سننا بھی فرضِ عین اور دوسروں تک پہنچانا بھی فرضِ عین کہ اگر یہ غیبت نہ پہنچائی تو کہیں روز قیامت خدا سوال نہ کرے کہ میرے نائب کی غیبت تو نے دوسروں تک کیوں نہ پہنچائی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر چند ہی گھنٹوں کے اندر تمام مومنین تک یہ اطلاع پہنچ گئی۔ (عالم کی غیبت کا عام طور پر طریقہ یہی ہوتا ہے کہ ایک فعل کو دیکھا اور اس کے بعد بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ یہ صحیح بات ہے یا غلط۔ عالم کے پاس اس کا جواز ہے یا جواز نہیں۔ ایک مرتبہ لے کر دوڑ جاتے ہیں کہ وہ تو فلاں فعل حرام کر رہا ہے) یہ اطلاع پھیل گئی یہاں تک کہ اس عالم کے کانوں تک یہ بھی اطلاع آگئی اس طرح سے آپ کی یہ برائی کی جا رہی ہے۔ مومن

کا یہ فرض کہ اس پر جب تہمت لگائی جائے تو اس تہمت کو دور کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور اختیار کرے۔ جب یہ اطلاع دوسروں تک پہنچی تو ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ ہاں آج میں نماز مغرب کے بعد اس سوال کا جواب دوں گا۔ نماز مغرب ختم ہوئی مسائل تک آنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ دیکھا مجمع بے چین ہے لوگوں نے کھڑے ہو کر گرم گرم اعتراض کئے کہ آپ ہمیں بتانے کے لئے آئے لیکن آپ خود اس مسئلہ پر عمل نہیں کرتے خود آپ روزہ نہیں رکھتے۔ کہا "اے لوگو! تمہارا قصور ہے تم حقیقت تک نہیں پہنچے میں اس وقت حالتِ سفر میں ہوں اور حالت سفر میں روزہ رکھنا جائز ہی نہیں ہے۔ روزہ رکھنا میرے لئے حرام ہے میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ عینِ شریعت ہے"۔

چنانچہ عام طور پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ اس لئے کہ نہ ہم عالم کے مسائل کو سمجھے ہیں نہ ہم عالم کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں' نہ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ مسائلِ فقہ کس حد تک ان کو کس بات کی اجازت دے رہے ہیں۔ ہم تو غیبت کرتے ہیں جبکہ ہمارے امامؑ نے کہا کہ "یاد رکھو! کہ روز قیامت ہر ایک ہمارے قریب آسکتا ہے لیکن اگر غیبت کرنے والا ہمارے قریب آیا تو ہم اس سے دور ہٹ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم بھی اس کے قریب آنے سے گھبراتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہماری غیبت بھی شروع کر دے۔"

جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حرمت الجنة　　لا یدخلو الجنة　　لا یخلق الجنة

اس پر جنت حرام ہے۔ یہ جنت کے اندر داخل نہیں ہوگا۔ جنت ایسے لوگوں کے لئے بنائی ہی نہیں گئی ہے کہ جس میں یہ تین صفتیں موجود ہیں۔

۱) خون کو بہانے والا (محترم خون)

۲) شراب کا متواتر پینے والا -

۳) وہ شخص جو لوگوں کی غیبت اور برائی کرتا ہے وہ شخص جو ایک کی بات دوسرے تک لگاتا ہے۔

قبر کا عذاب

معصومؑ سے پوچھا گیا یابن رسول اللہؐ آپ نے قبر کے عذاب کا اتنا تذکرہ کیا تو آخر کوئی خاص سبب بھی ہے قبر کے عذاب کا یا نہیں۔ امام نے فرمایا بے شمار اسباب ہیں لیکن عذابِ قبر کا بنیادی سبب یعنی وہ خصوصیت کہ جس کا کرنے والا کسی بھی صورت میں عذابِ قبر سے نہیں بچ سکتا۔ ایمان اور علم کے کتنے ہی بڑے مقام پر فائز کیوں نہ ہو۔ تین ایسی چیزیں ہیں کہ ان کا کرنے والا کسی بھی صورت میں عذابِ قبر سے نہ بچے گا۔

۱) چغلی کھانا: ایک کی برائی / خرابی دوسرے کے پاس جا کر لگا دینا۔ یہ کہنا کہ تمہارے متعلق فلاں یوں کہہ رہا تھا۔

۲) لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائی کرنا

۳) جھوٹ بولنا

ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ ان سے بچنا تو ناممکن ہے لیکن روایت یہ بتا رہی ہے کہ غیبت کرنے والا جھوٹ بولنے والا کتنا ہی ناممکن اس کو سمجھے تو اگر اس کے لئے جھوٹ سے بچنا یہاں ناممکن ہے تو وہاں قبر کے عذاب سے بچنا بھی اس کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ چاہے کتنا ہی بلند مقام اس کا خدا کی بارگاہ میں موجود کیوں نہ ہو۔

غیبت کرنے سے بچنا اتنا مشکل نہیں جتنا غیبت کے سننے سے بچنا۔ بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جن کے سامنے اگر غیبت کی جائے تو وہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ روایت میں موجود ہے کہ:

جس کی غیبت کی جائے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔

"جس کی غیبت کی جائے اس کو اپنے دل میں کوئی برا خیال یا افسوس یا اپنے مومن بھائی کے بارے میں غلط اندیشہ نہیں لانا چاہئے۔"

غیبت کرنے والا فعلِ حرام کر رہا ہے لیکن جس کی غیبت کی جائے اس کے مراتب میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

ایک مرتبہ شیخ بہائی کے پاس ایک شخص آیا۔ عرض کی یا شیخ! "میں ابھی فلاں فلاں نشست سے مجلس سے اٹھ کر آرہا ہوں۔ جب میں وہاں سے چلا تھا تو آپ کے ایک ساتھی وہاں پر بیٹھا ہوا تھا اور متواتر آپ کی برائی متواتر آپ کی غیبت کئے چلا جارہا تھا۔ اس وقت شیخ بہائی حکومت ایران کے Cheif justice تھے۔ بجائے اس کے ان کو غصہّ آتا۔ یا بجائے اسکے کہ وہ افسوس کرتے۔ بجائے۔ اس کے کہ وہ اپنے کچھ ساتھی سے پوچھتے انہوں نے ایک عجیب کام کیا وہ یہ کہ اپنے گھر جا کر ایک تھال منگوایا اور اس میں تازہ تازہ کھجوریں رکھیں پھر اس کو ڈھکا اور اپنے غلام کو ایک خط لکھ کر دیا۔ کہا کہ جاکر یہ میرے اس ساتھی کے حوالے کردے کہ جس نے میری غیبت بھری مجلس میں کی تھی۔ یہ غلام اس ساتھی کے پاس پہنچا اور کہا کہ شیخ بہائی نے آپ کو یہ تحفہ بھجوایا ہے چونکہ آپ نے ان کی غیبت کی تھی۔ اس کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جس کی غیبت کی جائے اس کو غصےّ میں آتے ہر ایک نے دیکھا ہے۔ لیکن اس طرح سے تحفہ بھجواتے کسی نے نہ

دیکھا ہوگا۔ تھال کو کھولتا ہے خط کو کھول کر پڑھتا ہے تو اس میں شیخ بہائی نے یہی لکھا تھا کہ ''اے میرے ساتھی! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں اور جتنی آپ غیبت کرتے رہیں گے میرے شکر میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس لئے کہ آپ جتنی غیبت کرتے جارہے تھے میرے گناہ آپ کے نامۂ اعمال میں جارہے تھے۔ آپ کی نیکیاں میرے نامہ اعمال میں آرہی تھیں۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اتنی ساری اپنی نیکیاں مہیا کردیں۔''

گوشت کھانا

شیخ سعدیؒ اپنا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ بچپنے میں مجھے روزہ رکھنے کا شوق ہوا چنانچہ میں نے یہ چاہا کہ میں جب روزہ رکھوں تو ایسا روزہ رکھوں جو خدا کی مرضی کے مطابق ہو، اسی خیال کے تحت میں اپنے محلّے کی مسجد کے پیش امام کے پاس گیا اور کہا کہ آپ مجھے مسائل روزہ سکھائیں۔ مسائل کے بیچ میں ایک مسئلہ یہ بتایا شافعی فقہ کے مسئلہ ہے کہ روزے کی حالت میں دوپہر کے بعد مسواک کا کرنا ممنوع ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور مسائل اختتام تک پہنچائے اور جب میں اٹھنے لگا تو مجھ سے کہنے لگا کہ تم روزانہ میرے پاس آیا کرو میں نئے نئے مسئلے بتاؤں گا۔ اس شہر کا جو رئیس ہے حاکم ہے وہ تو انتہائی بڑھا ہے اس کی عقل جواب دے چکی ہے اس کو کوئی مسئلہ نہیں آتا اگر سیکھتا ہے تو میرے پاس آتا۔ میں گھر چلا آیا۔ جب اتفاق سے ایک دن اس رئیس کے پاس مجھے جانا پڑا اور میں نے بتایا کہ اس مسجد کے پیش امام نے کیا بتایا تھا اس نے کہا کہ اب جا کر اس سے یہ سوال کرنا کہ ایک طرف تو تو یہ کہتا ہے کہ دوپہر کے بعد روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز

نہیں ہے روزے کی حالت میں مسواک کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن کیا روزے کی حالت میں دوسروں کا گوشت کھانے سے روزہ باقی رہتا ہے۔ ایک طرف تو بتا رہا ہے مسئلہ کہ مسواک کرنا ممنوع ہے اور دوسری طرف تو غیبت کر کے تو خود دوسرے مومن کا گوشت کھا رہا ہے۔ اور یہ سمجھ رہا ہے کہ مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔

امام علیؑ نے فرمایا: "غیبت کرنا کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے" اس میں اتنی courage نہیں کہ وہ جس کی غیبت کرتا ہے اس کے منہ پر وہ بات کہے۔

غیبت کرنے سے خود کو کسطرح بچایا جائے ؟

۱) اگر انسان تجسس سے بچے اپنی inguistiveness پر کنٹرول کرے تو غیبت سے کافی حد تک بچ سکتا ہے۔

۲) غیر ضروری باتیں نہیں کرنی چاہیں۔ اسلام میں خاموش رہنے کی تعریف کی گئی ہے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ

۳) غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کا عیب تلاش کرنے کے بجائے ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اپنے عیبوں کو تلاش کریں جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا :

"خوش نصیب ہے وہ انسان جو دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرنے کے بجائے اپنے عیبوں کو تلاش کرے۔"

۴) ہو سکتا ہے کہ کسی میں کوئی ناپسندیدہ صفت موجود ہو۔ اگر ہم اس کو نرمی سے اور دوسروں کی غیر موجودگی میں اس کو اکیلے میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار دوستانہ انداز میں کریں تو اس سے نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہو گا اور ہم غیبت سے بچ جائیں

گے۔

۵)غیبت کرنے کے بجائے ہمیں اس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے۔

۶)امامؑ سے سوال کیا گیا کہ ہم غیبت نہیں کرنا چاہتے زبان سے نکل جاتی ہے اس کا کیا علاج ہے، تو امامؑ نے یہی کہا "تم اپنی عادت ڈال لو ہر مومن کی تعریف کی غیبت خود بخود چھوٹتی چلی جائے گی۔"

غیبت سننے سے پرہیز کس طرح کیا جائے ؟

۱)سب سے زیادہ ثواب اس کا ہے کہ موضوع بدل دیا جائے۔ جس کی برائی کی جارہی ہے اس کی تعریف کرو۔ اس طرح تین فائدے ہیں (i) غیبت کرنے والا گناہ سے بچے گا (ii) آپ خود گناہ سے بچیں گے۔(iii) جس کی غیبت کی جارہی ہے اس کی عزت بچے گی۔

۲)اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس جگہ سے دور ہٹ کے بیٹھے کہ آپ کو آواز نہ آئے۔

۳)یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس مجمع سے اٹھ کر چلا جائے۔

۴)اگر دور ہٹنا بھی ممکن نہ ہو تو جس کی غیبت کی جارہی ہے۔ ان کے لئے استغفار کرے توبہ کرے۔

ایک مرتبہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے چند عورتوں کو جنہوں نے جلا وطنی کے بعد آپ کا بہت ساتھ دیا تھا ان کو اپنے گھر دعوت دی۔ آپ ان کا بہت احترام کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کسی کی غیبت کرنی شروع کی تو آپ وہاں سے چلی گئیں سب عورتیں حیران ہو گئیں کہ خلقِ عظیم کی مالک اور مہمان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ جب دریافت کیا گیا تو بتایا کہ چونکہ غیبت ہو رہی تھی اس لئے وہاں سے چلی گئیں حدیث رسولؐ:

"جہاں غیبت ہو ایسے بھاگو جیسے بکری بھیڑیے سے بھاگتی ہے ایسے بھاگو جیسے اگر مردہ جانور میں سے بدبو آئے تو کیسے بھاگتے ہیں"۔

عیب جوئی

حدیث قدسی میں اللہ فرماتا ہے۔

"آپ کسی کا ایک عیب کھولیں گے تو خدا آپ کے ستّر عیبوں کو کھول دے گا۔
آپ کسی کا ایک عیب چھپائیں گے تو خدا آپ کے ستّر عیب چھپائے گا۔"

والدین

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر والدین کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا جہاں ذکر ہے تو ارشاد ہوتا ہے:۔

"خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنی والدہ کا وفادار بنایا اور خالق نے مجھے جبّار اور بد بخت انسان قرار نہیں دیا۔"

اور جہاں حضرت یحیٰؑ کا ذکر ہے وہاں پر بھی ایسا ہی جملہ ملتا ہے ۔

"خدا کا شکر ہے کہ خدا نے جناب یحییٰؑ کو والدین کا وفادار قرار دیا اور اسی خدا نے حضرت یحیٰؑ کو جبار اور گناہگار نہیں بنایا۔"

حضرت عیسیٰؑ کے والد نہیں تھے اسلئے ان کو والدہ کا وفادار قرار دیا۔

جو شخص والدین کا فرمابردار نہیں ہوتا وہ جبّار، بد بخت اور گناہگار ہوتا ہے۔

حضرت محمدؐ نے فرمایا:

"اے بندو! تم والدین کی نافرمانی سے باز رہو اسلئے کہ جنت کی خوشبو تک پہنچنے کے لئے ایک ہزار سال کا راستہ ہے اور اس ایک ہزار سال کے راستے کو جو والدین کا نافرمان ہے اور جو قطع رحم کرنے والا ہے وہ ساری زندگی طے نہیں کر سکے گا۔"

"اے میری اُمّت کے افراد جو اپنے والدین کو تکلیف دیتا ہے. گویا اس نے اپنے والدین کو تکلیف نہیں دی بلکہ مجھے تکلیف دی اور جو مجھے تکلیف دیتا ہے وہ خدا کو تکلیف دیتا ہے اور جو خدا کو تکلیف دینے والا ہے وہ ملعون ہوا کرتا ہے' شریف

نہیں ہوا کرتا ہے۔"

"جو عاق والدین ہے جو والدین کا نافرمان ہے وہ جتنی بھی بارگاہ الہٰی میں ٹکریں مارتا رہے جتنی بھی عبادت کرتا رہے جتنے بھی اعمال بجالاتا رہے وہ ہر جگہ پر پہنچ سکتا ہے لیکن جنّت میں نہیں پہنچ سکتا۔"

"تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کے روز قیامت خدا ان سے کلام نہیں کرے گا۔ اور ان کو کسی صورت میں پاک قرار نہیں دے گا۔ ایک لمحے کے لئے بھی اپنی رحمت ان تین قسم کے لوگوں پر نہیں کرے گا کسی نے پوچھا کہ فرمایئے۔وہ تین قسم کے لوگ کون ہیں ؟ تو ارشاد فرمایا پہلا شخص وہ ہے جو زندگی میں شراب پیتا ہے' دوسرا شخص وہ ہے جو اللہ کی رضاو قدر کی مخالفت کرتا ہے' تیسرا گروہ ان اشخاص کا ہے جو اپنے والدین کا احترام نہیں کرتے۔"

روایت میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ پیغمبرؐ کے دربار میں تشریف لائے اور حضرت جبرئیل نے آکر عاق الوالدین کے اوپر لعنت شروع کر دی اور پیغمبرؐ کے سامنے یہ جملہ فرمایا کہ "یارسول اللہؐ جو والدین کو اس دنیا میں راضی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں خدا کو کبھی راضی نہیں کر سکتا۔ اور ایسا شخص جو والدین کو یہاں راضی نہیں کر سکے گا خدا اس شخص کے گناہوں کو روز آخرت معاف نہیں فرمائے گا۔" جوں ہی جبرئیلؑ نے یہ کلام ختم کیا تو پیغمبرؐ نے کئی مرتبہ کہا:

یہ محمدؐ بھی تجھ سے یہی خواہش کرتا ہے کہ جو والدین کو اس دنیا میں خوش نہ کر سکا۔ روز آخرت تو ایسے شخص پر خوش نہ ہو۔"

ایک مرتبہ ایران میں ایک عالم نے یہ واقعہ سنایا کہ کوئی شخص اپنی والدہ کو مار رہا تھا تو عالم نزدیک سے گزرا اس نے کہا کہ (امام جعفر صادقؑ کی حدیث):

ملعون، ملعون من ضرب والدیه

وہ شخص ملعون ہے ملعون ہے جس نے اپنے والدین پر ضرب لگائی اس شخص نے کہا کہ قرآن میں ہے کہ

ولا تقو اللہ ھما اف ولا تنحر

یہ کہا گیا ہے کہ ضرب نہ مارو قرآن میں تو یہ کہا گیا ہے کہ والدین کے سامنے اُف نہ کرو تو میں اپنی والدہ اور والد کے سامنے کبھی اُف نہیں کرتا بغیر اُف کے ان کو مارتا رہتا ہوں۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں اس واقعہ کو لکھا ہے:

ایک نوجوان تھا جس کے سر کی طرف رسولؐ آکر کھڑے ہوئے۔ رسولؐ سے کہا گیا اس کا آخری وقت آچکا ہے آپؐ تشریف لائیں اور اس کو کلمۂ شہادت پڑھائیں تا کہ اس کا خاتمہ علیٰ الایمان ہو جائے تو رسولؐ تشریف لاتے ہیں اور اس شخص کو کہتے ہیں کہ تم کلمۂ شہادت پڑھو تو اس کی زبان بول نہیں سکتی تو رسولؐ اسلامؐ پوچھتے ہیں کہ کیا نوجوان کی والدہ زندہ ہے یا نہیں تو ساتھ کھڑی ہوئی خاتون کہتی ہیں کہ یا رسول اللہؐ میں اس کی والدہ ہوں تو ارشاد فرمایا کیا آپ اس پر ناراض ہیں تو اس کی والدہ نے کہا کہ جی ہاں یا رسول اللہؐ چھ سال ہو چکے ہیں نہ میرے بیٹے نے کبھی مجھ سے کلام کیا اور نہ میں نے کبھی اپنے بیٹے سے کلام کیا تو رسول اسلامؐ نے فرمایا کہ جب تک تم اس پر راضی نہ ہو جاؤ خدا اس کی زبان پر کلمہ شہادت کو جاری کر ہی نہیں سکتا۔"

والدہ اس کی راضی ہوئی پیغمبرؐ نے کلمہ فرمایا تو فوراً اس شخص نے کلمہ پڑھا اس کے بعد پیغمبر نے پوچھا کہ اے نوجوان یہ بتا کہ تمہاری نظروں کے سامنے کیا

ہے۔ کہنے لگا کہ ایک سیاہ رنگ کی بلا ہے جو اپنے خوف وہراس کے اندر میرے وجود کو لئے ہوئے ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ دیکھو میں چند کلمے تمہیں بتاتا ہوں اگر ان کلموں کو تم پڑھ لو تو یہ بلا دور ہو جائے گی اور اس کی جگہ نورانی شکل کا انسان آجائے گا تو اس نوجوان نے فرمایا کہ یارسول اللہؐ آپ فرماتے جائیں میں آپ کے پیچھے پیچھے ادا کرتا جاؤں گا تو ارشاد فرمایا کہ اے جوان تو ان جملوں کو پڑھ "اے خالق جو تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کر لیتا ہے اور اسے وہ بادشاہ کہ جو بڑی سے بڑی لغزش سے در گزر کر جاتا ہے۔ مجھ سے اس چھوٹے سے عمل کو قبول کرلے۔ اور میرے تمام کبیرہ گناہوں کو بخش دے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جوں ہی میں نے ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری کیا میں نے دیکھا کہ وہ سیاہ ڈراؤنی شکل کی بلا فوراً مجھ سے دور ہو گئی اور ایک نورانی شکل کا فرشتہ میرے سامنے نمودار ہو گیا اور پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی ان کلمات کو پڑھتا ہے خدا اس کے لئے رد بلا کر دیتا ہے۔

قرآن:

"ہم نے نصیحت کی انسانوں کو وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کیا کریں"

ایک شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں آیا کہ یارسول اللہ آپ دعا کریں تاکہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی توفیق پیدا کرلوں اور میں جہاد کرنے کے لئے میدان جنگ و میدان جہاد میں چلا جاؤں۔ پیغمبرؐ نے دعا کی اور فرمایا کہ اے بندۂ خدا اگر تو جہاد کرے گا تو خدا تجھے زندۂ جاوید قرار دے دے گا اور رزق اللہ کی طرف سے تجھے ملا کرے گا تو اس نے ایک آہ کھینچی پیغمبرؐ نے پوچھا کہ تم آہ کیوں کھینچ رہے ہو تو اس نے فوراً کہا کہ یارسول اللہؐ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ میں

جا کر جہاد کر سکتا ہوں لیکن ایک چیز میرے لئے مانع ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہیں وہ مجھے جہاد پر جانے نہیں دیتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں یہاں پر رہوں۔ جہاد پر نہ جاؤں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اس سے بڑا جہاد تو تمہیں نصیب ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ 24 گھنٹے کا تیرے والدین کا تجھ پر راضی ہو جانا اتنا ثواب رکھتا ہے کہ جو ایک سال جہاد فی سبیل اللہ میں لڑنے کا ثواب نہیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ والدین کا تابع فرمان بیٹا اگر والدین کی طرف ایک محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اسکے نامۂ اعمال میں ایک حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے (وہ حج جس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں) ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ اگر کوئی شخص ایک دن میں سو مرتبہ نگاہ کرے اپنے والدین کی طرف محبت بھری نگاہ فرمائے تو پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے خدا سو حج کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے دو ملائکہ کو خلق کیا ان کا کام فقط یہ ہے کہ ایک ملک ہمیشہ عاق الوالدین پر لعنت کرتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ ہمیشہ کے لئے والدین کے فرمانبردار پر درود بھیجتا رہتا ہے۔

ایک شخص تھا اسکا بیٹا جوان ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کی شادی کی۔ اب یہ شخص بوڑھا ہو گیا۔ اب (بیٹے) اس کی بیوی نے بہکایا کہ دیکھو یہ تمہارا بوڑھا باپ ہماری زندگی میں مزاحم ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اس کا کام تمام کر دیا جائے تا کہ ہم عیش و آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ اس نے اپنی بیوی کے کہنے پر اپنے والد کو کندھوں پر اٹھایا

اور اٹھا کر ایک دریا کے کنارے پر لے جا کر اپنے والد کو دریا میں ڈال دیا۔ دریا میں جاتے ہوئے اس کے والد نے یہ جملہ کہا بیٹا! خیال رکھنا کہیں تمہارے ساتھ بھی تمہاری اولاد یہ کام نہ کرے اور اس کے بعد یہ بوڑھا ہوتا ہے! اس کا ایک بیٹا ہے! اس کی شادی کرتا ہے بالکل وہی معاملہ اس کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کی بہو اس کے بیٹے کو بہکاتی ہے کہ اس کا کام تمام کردو۔ ممکن ہے یہ ہماری زندگی میں مزاحم ہو۔ وہ اپنے باپ کو کندھوں پر اٹھاتا ہے اور اسی دریا کے کنارے کی طرف لے کر جاتا ہے جب دریا کے کنارے کے پاس پہنچتا ہے تو یہ باپ جو کل بیٹا تھا جس نے اپنے والد کو وہاں دریا برد کیا تھا زار و قطار رونے لگتا۔ ہے اس کا بیٹا پوچھتا ہے کہ کیا تمہیں موت ڈرا رہی ہے؟ کیا تم موت سے ڈر رہے ہو۔ تو وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم! مجھے موت تو نہیں ڈرا رہی مجھے اپنے والد کی وصیت یاد آ رہی ہے میرے والد نے آخری وقت یہ جملہ کہا تھا کہ کہیں تیری اولاد تیرے ساتھ بھی وہی سلوک نہ کرے۔ مجھے وہ وقت یاد آرہا ہے اور میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے دور لے جا کر دریا بُرد کردو اس مقام پر دریا بُرد نہ کرو جہاں میں نے اپنے والد کو دریا بُرد کیا تھا۔ تو تھوڑی سی دور لے جا کر اس کے بیٹے نے اسے دریابرد کردیا۔

خدا دنیا میں بھی انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں تو فرمایا:

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنہیں عاق الوالدین کہا جاتا ہے۔ جو والدین کے نافرمان ہیں خدا ان کے عذاب کا انتظار آخرت کے لئے نہیں کرتا ہے بلکہ اس دنیا سے ان کا عذاب شروع کردیتا ہے اور آخرت تک ان کا عذاب جاری رہتا ہے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ شخص جو کسی مومن پر ظلم کرتا ہے۔

خدا اس ظلم کا بدلہ آخرت میں بھی دے گا اور اس دنیا میں بھی اسے عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور تیسری چیز جو آپ نے ارشاد فرمائی: ایسا شخص کہ جس پر مومن احسان کر رہا ہو اور وہ احسان کے بدلے میں مومن کے ساتھ برائی کر رہا ہو۔ خدا ایسے شخص کے عذاب میں بھی تاخیر نہیں فرماتا ہے بلکہ اس دنیا سے ایسے شخص کے عذاب کو شروع کر دیتا ہے اور آخرت تک اس شخص کا عذاب جاری رہتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دو چیزوں کی مجھے ضمانت دیدے تو میں بھی اس کے مقابلے میں دو چیزوں کی ضمانت دے سکتا ہوں پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! کونسی دو چیزیں تو ارشاد فرمایا اگر کوئی والدین کی اطاعت اور صلہ رحمی ان دو چیزوں کی مجھے ضمانت دے دے تو میں کثرت مال اور زیادتی عمر کی اسے ضمانت دے دوں گا۔

رسولؐ کے زمانے کا واقعہ ہے مدینے میں ایک شخص تھا خدا نے اسے سب کچھ دے رکھا تھا۔ امیر شخص تھا اس کے والدین بوڑھے ہوگئے تو اس نے اپنے والدین کے ساتھ ظلم شروع کر دیا۔ اس نے کبھی کوئی چیز اپنے والدین کو نہیں دی تھی تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ہی سالوں میں یہ شخص غربت وافلاس کا شکار ہو گیا اور اس کا صحیح وسالم بدن ایسے مرض کا شکار ہو گیا کہ لوگ اس کے پاس بیٹھنے سے کراہیت محسوس کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پیغمبرؐ نے منبر پر تقریر کے دوران یہ جملہ کہا کہ اے لوگو! تمہاری عبرت کے لئے اس جوان کی زندگی کافی ہے کہ جو کل امیر تھا کل رئیس تھا۔ کل تندرست تھا اور والدین کی نافرمانی کی وجہ سے آج مریض بھی ہو گیا آج فقیر بھی ہو گیا آج غمناک بھی ہو گیا اور فرمایا اے لوگو! ڈرو اس وقت سے کہ خدا والدین کی نافرمانی کی سبب تمہیں بھی عذاب میں مبتلا نہ

کردے۔"

حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر تم سکرات موت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا صرف ایک بعض روایات میں دو علاج ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ اپنے قرابتداروں سے قطع رحمی نہ کیا کرو۔

ان دو چیزوں کے بدلے میں خدا تم سے سکرات موت کو آسان کردے گا۔

اے لوگوں اگر تم یہ دو کام کرو تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ زندگی میں کبھی بھی فقر تمہارے دامن گیر نہیں ہوگا۔ تم ہمیشہ کے لئے بے نیاز رہا کرو گے۔

ایک شخص نے رسول اکرمؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ والد کا حق کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ والد کا حق یہ ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے اس کی اطاعت کرو پھر یہ پوچھنے لگا کہ والدہ کا حق کیا ہے۔ تو پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا (یہ تعجب کے معنی میں آتا ہے کہ میں افسوس کر رہا ہوں کہ تو والدہ کا حق پوچھتا ہے) اس نے کہا مولا! میں تو پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو۔ اگر تم پوری کائنات کی ریت کے ذرّوں کے برابر اور دنیا میں ہونے والی تمام بادشاہت کے قطروں کے برابر والدہ کے ساتھ احسان کرو تو تم اس کے ایک احسان کا بدلہ اسے نہیں دے سکتے۔

ایک شخص ہمیشہ زیارت امام حسینؑ کو جایا کرتا تھا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ جو بھی زیارت امام حسینؑ پر جاتا ہے مولا اس کی زیارت کا جواب دیتے ہیں۔ یہ ہمیشہ جاتا تھا اسے جواب نہیں ملتا تھا ایک بار اتفاق سے ایسا ہوا کہ اس کی بہت بوڑھی ماں تھی اس نے کہا کہ تم مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر مولا کی زیارت کے لئے لے

جاؤ ممکن ہے تمہاری بھی نجات ہو جائے۔میری بھی نجات ہو جائے تو یہ اپنی بوڑھی والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر لے آیا جناب امام حسینؑ کے حرمِ مقدّس کے پاس ہمیشہ جب یہ سلام کرتا تھا تو جواب نہیں ملتا تھا۔ آج جب اس نے مولا پر سلام کیا تو فوراً مولا کی قبر سے جواب ملا۔ تو اس نے ایک عالم سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ پہلے مجھے کبھی بھی جواب نہیں ملتا تھا اور آج میرے آقا نے مجھے جواب کیوں دیا۔ تو عالم نے فرمایا کہ دیکھو اس سے پہلے تم نے یہ سعادت اپنی والدہ کو نہیں دی تھی۔اب چونکہ تم اپنی والدہ کو واسطہ بنا کر امام حسینؑ کی بارگاہ میں آئے تھے تو امام حسینؑ نے تمہاری والدہ کو رد نہیں کیا اور سلام کا جواب دیا۔

ایک شخص رسولؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری والدہ زمین گھر ہے (یعنی وہ چل نہیں سکتی۔ ٹانگیں، پورا نچلا بدن خراب ہے) میں ہمیشہ اسے اپنے کندھوں پر بٹھا کر اِدھر اُدھر لے جاتا ہوں اور وہ اس قابل بھی نہیں کہ کھانا کھا سکے۔ میں نوالا اس کے منہ میں ڈالتا ہوں اور میں اسکے کپڑے تبدیل کرتا ہوں، غرض سارے کے سارے کام میں اس کے انجام دیتا ہوں آیا میں نے اس کے بعد اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا یا نہیں۔ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم نے اپنی والدہ کا حق ادا نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ کیسے میں نے اپنی والدہ کا حق ادا نہیں کیا۔آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ وہ تھی جس نے نو مہینے تمہیں اپنے شکم میں رکھا اور اس کے بعد تم اس سے دودھ پیتے رہے غذا کھاتے رہے اس کے تمام اعضأ و جوارح تمہاری حفاظت و نگہبانی پر لگے رہے۔ تیری والدہ کو سردی میں بھی تکلیف ہوتی گرمی میں بھی تکلیف ہوتی لیکن سب تکلیفوں کو برداشت کر کے تیری والدہ کی تمنّا یہ تھی کہ سب تکلیفیں برداشت ہیں ۔بس یہ میرا نورِ نظر زندہ رہ جائے لیکن اے شخص!

تیری والدہ کی خواہش تو یہ تھی اور تیری خواہش یہ ہے کہ تو جب بھی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو خالق کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ بار الٰہا جلدی میری والدہ کو اٹھا لے تاکہ میری مشکلات رفع ہو جائیں۔ فرمایا کہ کیا تیری خدمات اور تیری والدہ کی خدمات قابل قیاس ہیں۔ تیری والدہ تیری حیات کی خواہش کرتی تھی اور تو اس کی موت کی خواہش کرتا ہے۔ تو کیا تیری خدمات اور تیری والدہ کی خدمات کا قیاس کیا جاسکتا ہے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ آزمایا جاسکتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں خدا استثنیٰ کو قبول نہیں کرتا (یعنی اس میں سے کوئی چیز خالی نہیں ہے مثال کے طور پر والدین کا احترام ضروری ہے خواہ وہ مومن ہوں یا غیر مومن ہوں۔ یہ ہے استثنیٰ کا نہ ہونا اور استثنیٰ کا ہونا یہ ہے کہ مومن کا احترام کرو غیر مومن کا احترام نہ کرو) تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو قابل استثنیٰ نہیں ہیں جن میں سے کسی کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ پوچھا گیا کون کون سی چیزیں ہیں؟ فرمایا صاحب امانت کی طرف امانت کا پلٹا دینا اگرچہ صاحب امانت کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام تو وہ ہے جو کفار کو بھی اپنا حق دیتا ہے۔ جو کفار کو حق دیتا ہے وہ مسلمانوں کو ان کے حقوق کیسے نہیں دے گا (۲) وعدہ وفائی اگرچہ کافر سے بھی تم نے وعدہ کیا ہو اس کو بھی وفا کرو یہ اطاعت والدین۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کا ایک صحابی زکریا ابن ابراھیم امامؑ کی خدمت میں آیا۔ پہلے یہ نصرانی تھا اور پھر یہ مسلمان ہوا۔ کہنے لگا میری والدہ ابھی تک نصرانی ہیں تو کیا میں اس کا احترام کروں؟ فرزند رسولؐ نے کہا کہ پہلے سے زیادہ احترام

کرو۔ یہ شخص واپس کوفے آتا ہے اور آکر اپنی والدہ کا زیادہ احترام شروع کر دیتا ہے۔ چند دن گزرتے ہیں اس کی والدہ پوچھتی ہے کہ تم جب نصرانی تھے تو اتنا احترام تم میرا نہیں کرتے تھے اور اب جب تم مسلمان ہو گئے میں جبکہ تمہارے عقیدے کی مخالف ہوں تو تم میرا احترام زیادہ کرنے لگے ہو۔ فرمایا کہ مجھے فرزند رسولؐ نے حکم دیا ہے میں ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمہارا احترام زیادہ کرتا ہوں تو یہ بڑھیا ماں کہتی ہے کہ مجھے تو یوں لگتا ہے یہ تجھے فرزند رسولؐ نے نہیں کہا بلکہ خود رسولؐ نے کہا اس لئے کہ جن کتب کا میں نے مطالعہ کیا یہ تو رسولؐ کی خصوصیات میں سے ایک خاصیت تھی۔ وہ کہنے لگا نہیں رسولؐ تو اس دنیا سے جا چکے یہ فرزند رسولؐ ہے اور رسولؐ کا نواسہ ہے، رسولؐ کا نمائندہ ہے رسولؐ کی طرف سے منسوب ہے۔ یہ سب باتیں جب اس نے اپنی والدہ کو بتائیں تو فوراً اس کی والدہ نے کہا کہ اگر تمہارا اسلام یہ اخلاق رکھتا ہے تو مجھے اسی آن کلمہ پڑھا دو کہ دوسرے لمحے میں میرا انتقال ہونے والا ہو تو میں مسلمان مروں کافر نہ مروں۔ فوراً اس نے کلمہ پڑھا۔ خدا خاتمہ علی الایمان کرنے پر آئے تو یوں کر دیتا ہے۔ تقریباً ظہر کے وقت اس نے کلمہ پڑھا جیسے ظہر و عصر کی نماز اس نے پڑھی مغرب و عشاء کی نماز اس نے پڑھی جب عشاء کی نماز پڑھ چکی تو فوراً اس پر مرض طاری ہوا۔ بیٹے سے کہتی ہے کہ بیٹا مجھے وہی کلمات ذرا دوبارہ یاد کرا دو تو بیٹا وہی کلمات دوبارہ یاد کرا دیتا ہے۔ ابھی ان کلمات کا آخری جملہ خاتون کے منہ پر ہوتا ہے کہ اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

قرآن سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْ

لِلنَّاسِ حُسناً وَّ اَقِیمُو الصلوٰةَ وَاٰتُو الزکوۃ

اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور غریبوں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ اچھی (میٹھی میٹھی) باتیں کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

اے انسان جب تو اپنے والدین کے سامنے روبرو ہوتا ہے تو تجھے ان کے سامنے نہایت عاجزی تواضع کے ساتھ رہنا چاہئے۔

وَقُلْ رَّبِّ ارحَمهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیراً

"اور کہو (اے رسول) پروردگار تو میرے ماں اور باپ پر اسی طرح رحم کر جس طرح بچپن کے عالم میں انہوں نے میرے وجود پر رحم کیا تھا۔"

سورہ بنی اسرائیل

وَبالوَالِدَیْنِ اِحسَاناً اِمَّا یُبلُغَنَّ عِندَكَ الکِبَرُ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلاَ تَقُل لَّھُمَا اُفٍّ وَّلاَ تَنھَرْ وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیماً

اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو۔ اور ان کو نہ جھڑکو اور ان سے اس طرح گفتگو کرو جیسے ایک کریم نیک انسان گفتگو کیا کرتا ہے۔

ایک شخص حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے۔ اے فرزند رسولؐ میں آپ سے کچھ آیات کی تفسیر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

مولا اس آیت کی تفسیر فرمادیں: **وَبِالوَلِدَینِ اِحسَاناً**

آپ نے فرمایاان کے ساتھ پوری زندگی نیک بن کر رہو اور اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو قبل اس کے کہ وہ تم سے اس چیز کا تقاضہ کریں تم خود اس چیز کو ان کو عطا کر دیا کرو۔ تا کہ وہ بزرگ ہو کر تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے نظر نہ آئیں۔ اس شخص نے سوال کیا کہ اے فرزندِ رسولؐ! اگر میرے ماں باپ اتنے بے نیاز ہوں کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہ ہو تو پھر میں کیا کروں تو ارشاد فرمایا جتنے بھی بے نیاز ہوں تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم ہمیشہ کے لئے کچھ نہ کچھ اپنے والدین کی خدمت میں دیتے رہا کرو۔ اس شخص نے کہا کہ

قل لهما قولاً كريماً کا مطلب کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا:

اگر تیرے والدین ہاتھ اٹھا کر بار بار تجھے مار رہے ہوں تو تم اتنی مرتبہ ان کے لئے ہاتھ اٹھا کر استغفار کرتے رہو۔

مولا نے خود فرمایا۔

وحفظ لهما جناكا وحفظ کا مطلب کیا میں کس طرح اپنے آپ کو تواضع کے ساتھ پیش کروں تو فرمایا کہ جب کبھی بھی تو اپنے والدین کے ساتھ چل رہا ہو تو ان کے آگے نہ چل اور جب بھی تو کسی محفل میں بیٹھا ہو اور تیرا والد بھی وہاں پر موجود ہو یا تیری والدہ بھی وہاں موجود ہوں تو تیرے والدین کی آواز بلند ہونی چاہئے تیری آواز بلند نہیں ہونی چاہئے اور کسی صورت اپنے والد سے آگے نہ بیٹھو، وہاں بیٹھو کہ والد کی پشت تمہاری طرف ہو تمہاری پشت تمہارے والد کی طرف نہ ہو۔ تیرا ہاتھ تیرے والدین کے ہاتھ کے اوپر نہیں آنا چاہئے، نیچے رہنا چاہئے (یعنی یا تو تُو ان سے حاصل کر رہا ہے تو ہاتھ نیچے کر کے لے رہا ہے اگر تو اپنے والدین کو دے بھی رہا ہو تو اپنے ہاتھ کو اوپر نہ رکھو بلکہ اپنے ہاتھ

کو نیچے رکھو تاکہ احترام تیرے والدین کا ہو تیرا احترام شمار نہ ہو۔

ایک شخص پیغمبر اسلامؐ کے پاس آیا کہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو میں نے انجام نہ دیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کیا مطلب فرمایا یا رسول اللہؐ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ کیا نجات کا راستہ باقی ہے ؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ فرمایا اس نے۔کیوں نہیں آپؐ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں تمہارے لئے نجات کا راستہ ہے۔ تمہارے سب کے سب گناہ بخشے جا سکتے ہیں لیکن تھوڑا عرصہ لگے گا پوچھنے لگا مولا کتنا عرصہ لگے گا کونسا عمل کروں کے میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارا والد زندہ ہے یا نہیں ؟" تو کہنے لگا کہ اے میرے آقا میرا والد تو زندہ ہے پوچھا والدہ ؟ کہا والدہ زندہ نہیں ہے۔ کہا جاؤ تم اپنے والد کی خدمت کرو خدا والد کی خدمت کے بدلے میں تمہارے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔جب یہ شخص چلنے لگا تو پیغمبرؐ نے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اے میرے اصحاب یہ جو میں نے کہا کہ چند دن لگیں گے تمہیں مغفرت کے لئے یہ اس لئے کہا ہے کہ اس کی والدہ زندہ نہیں ہے اگر اس کی والدہ زندہ ہوتی تو ایک دفعہ اطاعت کرنے کے سبب خدا اس کے تمام گناہوں سے قلم کھینچ دیتا۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: !

جو شخص والدین کی اطاعت کرتا ہے روز آخرت نبیوں کے درجے سے نچلے درجے پر یہ شخص فائز ہوگا۔

جو عاق الوالدین ہے، جو والدین کا نافرمان ہے جہاں پر جہنم کی تہوں کے اندر فرعون اور فرعون والے جل رہے ہونگے اس سے تھوڑا سا اوپر اس کا بدن بھی

جل رہا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تم اپنے والدین کا احترام ضرور کرو لیکن یوں نہ ہو کہ والدین تمہیں معصیت / یا عذابِ خدا میں مبتلا نہ کریں۔

پہلے خدا کو خوش رکھنا ضروری ہے پھر ماں باپ کو خوش رکھنا ضروری ہے۔

کافی : حضورؐ نے ایک نوجوان سے فرمایا کہ تیری ضعیفہ ماں کا محبت بھری نگاہوں سے تیری طرف دیکھنا اور خوش ہونا تیرے لئے میرے ساتھ کئے ہوئے کئی جہادوں سے افضل ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے تو آپؑ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کی اطاعت کرنا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

صحیفہ کاملہ

۔۔۔۔۔میں اپنی خواہش پر ان کی خواہش کو ترجیح دوں اور اپنی خوشی پر ان کی خوشی کو مقدّم رکھوں اور ان کے تھوڑے احسان کو بھی جو مجھ پر کریں زیادہ سمجھوں اور میں جو نیکی ان کے ساتھ کروں وہ زیادہ بھی ہو تو اسے کم تصور کروں۔ اے اللہ! میری آواز کو ان کے سامنے آہستہ میرے کلام کو ان کے لیئے خوشگوار، میری طبیعت کو نرم اور میرے دل کو مہرباں بنادے اور مجھے ان کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آنے والا قرار دے۔ اے اللہ! انہیں میری پرورش کی جزائے خیر دے اور میری حُسنِ نگہداشت پر اجر و ثواب عطا کر اور کم سنی میں میری خبر گیری کا انہیں صلہ دے۔ اے اللہ! انہیں میری طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہو یا میری جانب سے کوئی ناگوار صورت پیش آئی ہو یا ان کی حق تلفی ہوئی ہو تو اسے ان کے گناہوں کا کفارہ، درجات کی بلندی اور نیکیوں میں اضافہ کا سبب قرار دے۔ اے برائیوں کو کئی گنا نیکیوں سے بدل دینے والے بارالہا! اگر انہوں نے میرے ساتھ گفتگو میں سختی یا کسی کام میں زیادتی یا میرے کسی حق میں فروگذاشت یا اپنے فرضِ منصبی میں کوتاہی کی ہو تو میں ان کو بخشتا ہوں اور اسے نیکی و احسان کا وسیلہ قرار دیتا ہوں اور پالنے والے! تجھ سے خواہش کرتا ہوں کہ اس کا مواخذہ ان سے نہ کرنا۔ اسلیئے کہ میں اپنی نسبت ان سے کوئی بدگمانی نہیں رکھتا اور نہ تربیت کے سلسلہ میں انہیں سہل انگار سمجھتا ہوں اور نہ ان کی دیکھ بھال کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ان کے حقوق مجھ پر لازم و واجب، ان کے احسانات دیرینہ اور ان کے

انعامات عظیم ہیں۔ وہ اس سے بالاتر ہیں کہ میں ان کو برابر کا بدلہ یا ویسا ہی عوض دے سکوں۔

۔۔۔۔۔ مجھے ان کے حق میں دُعا کرنے کی وجہ سے اور انہیں میرے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے لازمی طور پر بخش دے اور میری سفارش کی وجہ سے ان سے قطعی طور پر راضی و خوشنودی ہو اور انہیں عزت و آبرو کے ساتھ سلامتی کی منزلوں تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اگر تو نے انہیں مجھ سے پہلے بخش دیا تو انہیں میرا شفیع بنا اور اگر مجھے پہلے بخش دیا تو مجھے ان کا شفیع قرار دے تاکہ ہم سب تیرے لُطف و کرم کی بدولت تیرے بزرگی کے گھر اور بخشش و رحمت کی منزل میں ایک ساتھ جمع ہو سکیں۔ یقیناً تو بڑے فضل والا' قدیم احسان والا اور سب پر رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مایوسی

(دُعا)

اِنَّهُ لَا یایْئَسُ مِن رَّوحِ اللہِ اِلاَّ القومُ الکٰفِرُونَ (سورہ ۱۲ آیت ۸۷)
یقیناً خدا کی رحمت سے سوائے کافر لوگوں کے اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ خدا کی رحمت سے ناامیدی ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ فلاں گناہ توبہ کے بعد بھی بخشنے کے قابل نہیں یا میں بخشا جاؤں گا یا نہیں۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِی یَقبَلُ التَّوبَتَه وَیَعفُو عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعلَمُ مَا تَفعَلُونَ

(سورہ ۴۲ آیت ۲۵)

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور تم جو بھی کرتے ہو اسے جانتا ہے۔ اللہ نے گناہگاروں کو اپنی طرف پلٹنے کی دعوت دی ہے اور ان کو توبہ کا حکم دیا ہے۔ سورۂ زمر آیت ۵۴ میں اللہ فرماتا

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
پارہ ۲۴ سورہ زمر آیت ۵۲

"اے رسولؐ تم کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کبیرہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں (یعنی افراط کر کے حد سے گزر گئے ہیں) تم لوگ خدا سے ناامید نہ ہونا بے شک خدا (تمہارے) سارے گناہوں کو بخش دے گا بے شک خدا بڑا بخشنے والا ہے اور (بندوں پر) مہربان ہے۔"

ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی اگر کوئی عورت اپنے ہاتھ سے اپنے بچے کو قتل کرے تو کیا اس کیلئے توبہ ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر اس عورت نے ستر پیغمبروں کو بھی قتل کیا ہو اور وہ نادم ہو کر توبہ کرے اور خدا اس کی سچائی اور خلوص کو جانتا ہو بشر طیکہ دوبارہ گناہ نہ کرے گی اس صورت میں ضرور اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ بے شک توبہ کا دروازہ مشرق سے مغرب تک کھلا ہے اور یقیناً گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے سرے سے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

پریشانی' معصیت اور تکلیف کے وقت بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہونا غلط ہے۔ جس بندے نے مایوس ہونے کی بجائے خدا سے دعا کی تو اس نے ایسے اسے نجات دلائی کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا ارشاد الٰہی ہے۔

"جب میرے بندے میرے بارے میں تم سے پوچھیں تو کہہ دو کہ میں ان کے پاس ہی ہوں اور جب کوئی مجھ سے دُعا مانگتا ہے تو میں دُعا کرنے والے کی دُعا کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔"

"وہ کون ہے کہ جب مضطر و لاچار اسے پکارے تو وہ سنتا ہے اور ہر دکھ درد کو دور کرتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے -

دعا زمین و آسمان کا نور ہے -

دعا مومن کی ڈھال ہے -

دعا ہر بیماری کی شفا اور ہر بلا کو واپس کر دینے والی چیز ہے۔

"خدا نے تمہیں اس لئے پیدا کیا تا کہ امتحان لے کر یہ دیکھ سکے کہ تم میں سے احسن عمل کرنے والا کون ہے"۔

احسن عمل کرنے والا کون ہے۔

احسن عمل کسے کہتے ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام:

"سب سے بہتر عمل خدا کی بارگاہ میں دعا ہے"۔

اور سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ عفّت اور پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزاری جائے۔

ہمیں اس لئے پیدا کیا کہ امتحان لے کر دیکھے کہ ہم میں دعا کا سلیقہ کسے آتا ہے، وہ کون ہے کہ جو اپنے آپ کو خدا کے مقابلے میں بُرا نہیں سمجھتا۔ ذرا مصیبت نازل ہو ذرا پریشانی آجائے، نہ اِدھر جاتا ہے نہ اُدھر جاتا ہے نہ لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے نہ رشتہ داروں سے شکوہ کرتا ہے نہ جاننے والوں میں بیٹھ کر اپنی مصیبت پر روتا ہے، جہاں مصیبت آئی اس نے مصلےّ کو بچھایا اور ہاتھوں کو بلند کر دیا۔

کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا! روزی کا مسئلہ ہے رزق کی پریشانی ہے محنت کرتا ہوں مزدوری کرتا ہوں، ہر ممکن طریقے سے کوشش کرتا ہوں کہ اپنا اور اپنے بال بچّوں کا پیٹ پال سکوں۔ پھر بھی گزارا نہیں ہوتا ہے۔ امامؑ نے کہا کہ کیا کبھی بھی تو نے اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا بھی کی ہے کہا، مولا! اپنی کوشش کر رہا ہوں محنت کر رہا ہوں۔ بڑا اچھا کام ملا ہوا ہے، بڑی اچھی آمدنی ہے، حیرت اس بات پر ہے کہ وہ پیسے جانے کہاں پر ہیں۔ اب مجھے خدا سے دعا

کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ جب خدا نے مجھے روزگار عطا کر دیا ہے' مجھے دولت دے دی ہے تو اب میں خدا سے کیا دعا کروں۔ امام نے فرمایا کہ "یاد رکھو کہ جس نے خدا کے فضل سے کچھ نہیں مانگا وہ کبھی بے نیاز ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ لاکھوں بھی کمائے تو ہمیشہ اس کے گھر میں کمی رہے گی اور جو ملنے کے بعد بھی خدا سے دعا کرتا ہے خدا یقینی طور پر اس کی ضرورت کو پورا کرے گا۔ کیا تمہیں نہیں پتا کہ خدا کو اس سے زیادہ کوئی چیز پسند ہی نہیں ہے کہ خدا سے کچھ مانگنے کا ارادہ کیا جائے خدا کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے کہ جو کبھی خدا سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ خدا کی بارگاہ میں ہاتھوں کو نہیں پھیلاتا۔"

قرآن نے جہاں عبادت کا تذکرہ کیا فوراً دعا کا تذکرہ کر دیا۔

"ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔"

اگر کسی کے پاس عبادت ہے مگر دعا نہیں ہے اس کی عبادت اسی پھل کی مانند ہے کہ جس کے اندر چھلکا اور گٹھلی تو ہو لیکن رس موجود نہ ہو۔

معصومینؑ نے کہا کہ خبردار یہ مت سمجھنا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو آسمانوں میں لکھ دیا گیا ہے جیسا لوگ خیال کرتے ہیں دعا مانگ کر کیا کریں گے بیٹے اور بیٹی کا رشتہ آسمانوں میں لکھ دیا گیا ہے' زندگی اور موت کی حد آسمانوں میں لکھ دی گئی ہے۔ مصیبتیں اور راحتیں آسمانوں میں لکھی جا چکی ہیں۔ امامؑ نے فرمایا۔ خبردار! کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ سب کچھ آسمانوں میں لکھا جا چکا ہے اب ہم دعا کر کے کیا کریں' نہیں خدا کے پاس ایک اپنی منزلت ہے کہ جس پر خدا صرف اس مومن کو قیامت کے دن فائز کرے گا کہ جو مومن خدا سے دعا مانگتا ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے۔

میسر ابن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میسر دُعا مانگا کرو اور یہ نہ کہو کہ جو ہونا ہے وہ پہلے سے طے ہو چکا ہے۔ اللہ کے یہاں ایسے درجے ہیں جنہیں سوال ہی سے حاصل کر سکتے ہو۔ اگر کوئی بندہ اپنی زبان بند رکھے اور سوال نہ کرے تو اسے دیا بھی نہیں جاتا۔ لہذا تم مانگو تا کہ تمہیں دیا جائے۔ دیکھو کوئی دروازہ ایسا نہیں کہ اسے کھٹکھٹایا جائے اور وہ دستک دینے کے لئے کھول نہ دیا جائے۔

اب اگر کوئی یہ سوچ لے کہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے ویسا ہو کر رہے گا، دروازے کو نہ کھٹکھٹائے اور اس کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے وہ اپنا نقصان کر رہا ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ جو لکھا جا چکا ہے اس میں ردّوبدل کی گنجائش نہیں ہے، مایوسی کو دعوت دینا ہے اور مایوسی کفر ہے۔ اگر انسان یہ یقین رکھے کہ دعا مانگنے سے بدبختی کو خوشحالی و خوش نصیبی سے تبدیل کیا جا سکتا ہے تو اس کی مایوسی کو امیدی سے بدلا جا سکتا ہے۔ لیکن تقدیر پر تکیہ کر کے بیٹھ جائے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ محتاج اپنی فقیری دور کرنے کی کوشش نہ کرے بیمار علاج کی ضرورت محسوس نہ کرے اور مصیبت میں گھرا ہوا اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر نہ کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اے میرے ساتھیو! کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ مصیبتوں کو چھوٹا کس طرح کیا جاتا ہے اور خوشیوں کو بڑا کس طرح کیا جاتا ہے......"

(ہر ایک کے دل میں یہ خیال ہوتا کہ خدا راحت و مصیبت دونوں دیتا ہے لیکن راحت کا عرصہ بہت مختصر ہوتا ہے۔ مصیبتیں بڑی لمبی لمبی آتی ہیں، آتی ہیں تو جانے کا نام نہیں لیتی۔)

سب نے کہا مولا! ذرا جلدی سے بتایئے۔

امامؑ نے کہا "جب مصیبتوں کے دوران تمہارے دل میں یہ خیال آگیا کہ مجھے دعا مانگنا چاہیئے سمجھ لینا کہ مصیبت چھوٹی ہونا شروع ہو جائے گی اور راحت کے دوران جب تمہارے دل میں یہ خیال آگیا کہ راحت تو ہے' آرام تو ہے' سکون تو ہے لیکن فوراً خدا سے دعا کرلو کہ خدا اس کے بعد مجھ پر مصیبت نہ ڈال تو سمجھ لینا اب تمہاری راحت پھیلے گی اور اب تمہارا آرام کا زمانہ جتنا لکھا ہوگا بڑھا دیا اور اگر کبھی مصیبتوں پر مصیبتیں آتی رہیں تمہارے دل میں دعا کا خیال نہ آئے تو نہ سمجھ لینا کہ مصیبت کم نہیں ہو سکتی اسے بڑھنا ہی بڑھنا ہے اور جب کبھی راحت کے زمانے میں تمہیں بھول کر بھی دعا کا خیال نہ آئے تو سمجھ لینا کہ یہ راحت وہ ہے کہ جو پلک جھپکنے میں ختم ہو جانے والی راحت ہے تو اگر یہ راحت جلدی ختم ہو جائے تو خدا سے شکوہ نہ کرنا اپنے آپ کو برا کہنا اگر کوئی مصیبت پھیل جائے تو خدا کی بارگاہ میں شکوہ نہ کرنا اپنے آپ کو ملامت کرنا کہ کیوں میں نے مصیبت کے وقت دعا نہ کر کے اپنی مصیبت کو خود اپنے ہاتھوں سے پھیلا دیا۔"

امامؑ نے کہا کہ "جس نے مصیبت کے دوران دعا مانگی ایسا ہے کہ جیسے ایک دھاگے کو توڑ دیا جاتا ہے جتنی آسانی کے ساتھ دھاگے کو توڑ دیا جاتا ہے اتنی ہی آسانی کے ساتھ دعا مانگنے سے مصیبت ٹوٹ جاتی ہے' چاہے مصیبت طاقتور ترین ہو چاہے آفت سب سے عظیم آفت ہو لیکن جہاں دعا مانگی وہ اس طرح ٹوٹ جائے گی جس طرح دھاگہ ہاتھ کے جھٹکے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

امام رضاؑ نے کہا کہ "میں تمہیں وہ چیز کیوں نہ بتاؤں کہ جس سے خدا نے پیغمبرؐ کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ پیغمبرؐ سے بھی کہا کہ تمہیں اس پر عمل کرنا پڑے

گا"

لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کون سی چیز ہے تو امامؑ نے فرمایا کہ "مصیبت کے وقت دعا کرنا اس میں پیغمبرؐ کے لئے بھی معافی نہیں ہے اگر پیغمبر پر بھی مصیبت نازل ہو تو مصیبت دور نہیں ہو سکتی اور اگر دعا کرو تو (امام نے اپنی انگلیاں اور انگوٹھا بند کر کے مٹھی بنائی اور کہا) کہ مصیبت اس مٹھی کی طرح سے بھی طاقتور ہو تو جہاں تم نے دعا مانگی تو ایک لمحے کے اندر مصیبت دور ہو جائے گی۔

ایک بیمار آیا کہ مولا! شفا نہیں ہوتی تو امام نے کہا کہ تم نے کیا کچھ کیا ہے۔ بیماری کے لئے اس نے کہا مولاؑ یہ کیا اس طبیب کے پاس گیا' وہ دوا استعمال کی۔ امامؑ نے سب کچھ سنا کہا کہ کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک خدا کی بارگاہ میں دعا کرنا نہ سیکھو گے کیونکہ دعا ہر بیماری کی شفا ہے' دوا کے ذریعے بیماری میں شفا نہیں ہوتی ہے۔

لیکن ذہن میں یہ بھی رہے کہ خالی دعا سے کام نہیں چلے گا دوا بھی ضروری ہے۔ لیکن خالی دوا سے بھی کام نہیں چلے گا دعا بھی ضروری ہے۔

حضرت موسیٰؑ بیمار پڑے۔ ان کو معلوم تھا کہ امت کو سبق دینا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ دعا کی تاثیر کا مطلب یہ سمجھو کہ گھر بیٹھ جاؤ۔ جبرائیلؑ آئے اللہ کے نبی آپ بیمار ہیں علاج کروالیجئے۔ کہا کہ نہیں میں اپنے خدا کی بارگاہ میں دعا پیش کر رہا ہوں۔ مجھے خدا پر بھروسہ ہے' مجھے حکیموں' طبیبوں یا دواؤں کے اوپر کوئی اعتبار نہیں۔ خدا اگر صحت یاب کرنا چاہے گا تو صحت یاب کر دے گا اور اگر بیمار رکھنا چاہے گا تو بیمار کر دے گا' دوا کرنے سے کیا فائدہ' ایک طویل عرصہ گزر گیا' سال' دو سال' تین سال گزر گئے موسیٰؑ کی بیماری کو شفا نہ ہونے پائی۔ صحت یاب

نہ ہونے پائے' بیماری بڑھتی چلی گئی۔ خدا سے کہا خداوندا بڑا طویل امتحان ہو گیا' بڑا کٹھن امتحان ہو گیا ہے اب تو بیماری کا خاتمہ کر۔ جواب آیا موسیٰؑ جب تک دوا نہ کریں گے بیماری ختم نہیں ہو سکتی ہے۔ گھبرا کر کہا خداوندا میں تو تجھ پر بھروسہ کر کے بیٹھا ہوں مجھے دواؤں پر بھروسہ نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا موسیٰ اتنا تو بتا دے دواؤں میں اثر کس نے رکھا ہے' تاثیر کس نے رکھی ہے' دوا کو دوا بنانے والا کون ہے۔ اگر دوا کو تم نے استعمال کیا تو غیر سے مدد نہیں چاہی دوا میں اثر بھی ہم نے رکھا ہے۔ تم نے ہم ہی سے مدد چاہی' دعا کی اہمیت اپنے مقام پر۔

امامؑ نے کہا "خدا نے مصیبت اور دعا کو ساتھ ساتھ رکھا ہے جہاں پر مصیبت ہو گی جب تک دعا نہ آئے مصیبت ختم نہیں ہو سکتی ہے یہاں تک کہ آدم سے قیامت تک مصیبت اور دعا کے ساتھ ساتھ چلنا ہے۔"

امام موسیٰ کاظمؑ نے کہا کہ:

"راحت کے وقت دعا مانگو مصیبت کے وقت دعا مانگو اس مصیبت کا جو آچکی ہے اور اس کی کہ جو ابھی نہیں آئی ہے۔"

لوگوں نے گھبرا کر کہا کہ "مولا! یہ تو ہم نے سمجھ لیا کہ مصیبت جو آچکی اس کے لئے تو دعا مانگنی چاہئے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ جو مصیبت نہیں آئی ہے اس کی دعا کیسے مانگیں؟"

امام نے کہا "تمہیں نہیں معلوم کہ جو عام حالات میں راحت و آرام میں دعا مانگتا ہے تو فرشتوں کے کان تک اس کی دعا پہنچتی ہے۔ فرشتوں کے کان آشنا ہو جاتے ہیں' وہ پہچان لیتے ہیں اس دعا کے طریقے کو اب جو مصیبت میں دعا کرتا ہے اس کی آواز آسمان میں جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ آواز جانی پہچانی ہے فوراً

اس کو بارگاہ خداوندی میں لے جاؤ اور جب کسی ایسے مومن کی آواز آتی ہے جس کی آواز راحت میں نہیں آتی، مصیبت میں اس نے دعا مانگی فرشتے کہتے ہیں کہ اب تک کیا کر رہے تھے۔ اب تک کیوں تم نے دعا نہ مانگی۔ اب تک سو رہے تھے۔ یہ دعا تمہاری آرام و اطمینان سے آہستہ آہستہ بارگاہ الٰہی میں لے جائی جائے گی۔ ہر وقت دعا مانگو، ہر لمحے دعا مانگو۔ کیا تم یونسؑ کی قوم کو بھول گئے ہو۔ حضرت یونسؑ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

دعا جب کی جائے تو صحیح طریقے سے کی جائے جو معصومؑ نے بتایا ہے اور یہ بھی خیال کریں کہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے ایک طرف دعا کریں، دوسری طرف سے اپنی دعا کو ختم کرتے جائیں جیسے اگر ایک شخص "نمونیہ" کا شکار ہو، سردیوں کی ٹھنڈی راتوں میں ٹھنڈے پانی سے صبح سویرے نہاتا رہے وہ لاکھ حکیموں کے نسخے پر عمل کرے، لاکھ طبیبوں کی بات مانے لیکن ایک طرف اگر دوا کرے گا دوسری طرف اگر خود اپنی بیماری کو دعوت دے گا تو کبھی بھی بیماری ختم نہیں ہو سکتی ہے۔ تو دعا کیجئے تو خاص طریقے سے کی جائے، خاص مقام پر کی جائے، خاص انداز سے شروع کیا جائے، خاص انداز سے ختم کی جائے اور سب سے بنیادی شرط دعا کی یہ ہے کہ جب دعا کرو تو یہ یقین کر لینا کہ دعا کو قبول ضرور ہونا ہے۔ کبھی یہ دعا بیچ میں رک نہیں سکتی ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ہمارا عمل اس دعا کو پورا نہ کر سکے یا بعض اوقات ایسی مصلحتیں، ایسے حالات ہوتے ہیں کہ خدا جان بوجھ کر دعا کو پورا نہیں کرتا کیونکہ بعض ایسی دعائیں انسان مانگتا ہے کہ جس سے اس کی پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں، ایسی دعائیں مانگتا ہے جس

سے اس کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ بعض ایسی دعائیں مانگتا ہے جس سے اس کی جان چلی جاتی ہے۔ تو آپ دعا مانگیئے خدا مصلحت دیکھ کر فیصلہ کرے گا کہ دعا پوری کی جائے یا نہیں کی جائے۔

(1) ایمان کو خطرہ

مسجد نبویؐ کی پہلی صف میں بیٹھنے کے لئے اصحاب رسولؐ میں مقابلہ ہوتا ہے۔ کہ میں پہلے آؤں گا اور سب سے پہلی صف مجھے مل جائے۔ پیغمبرؐ یہ دیکھتے ہیں روز پہلی صف میں بیٹھنے والے بدلتے رہتے ہیں۔ آج کوئی جلدی آگیا کل کسی اور نے سبقت کرلی، پرسوں کوئی اور پہلے پہنچ گیا تو جتنے بھی پہلی صف میں بیٹھنے والے ہیں۔ مسجد نبویؐ کی پہلی صف سے رسول کی امامت میں پڑھی جانے والی پہلی صف ہے تو روزانہ ہر آدمی کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں پہلے آکر بیٹھوں لیکن ایک شخص ایسا ہے کہ اس کی جگہ کو کوئی نہیں چھین سکتا اس سے پہلے کوئی آہی نہیں سکتا، جلدی سے جلدی بھی کوئی آئے تو وہ یہ دیکھے گا کہ مجھ سے پہلے وہ شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک دن، دو دن، ہفتہ، مہینہ، سال، دو سال گزر گیا پیغمبر نے دیکھا اتنا نماز کا شوق، اتنا نماز کی رغبت کرنے والا میرا صحابی ہے کہ کبھی اس نے پہلی صف بھی ترک نہیں کی لیکن اس کے لباس اور چہرے سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ شخص غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔ یہ کہیئے کہ پیغمبرؐ کو رحم آگیا یا یہ کہیئے کہ ہم کو اور آپ کو پیغمبرؐ سبق دینا چاہ رہے تھے کہ دیکھو دعا قبول نہ ہونے میں کیا مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے۔ چنانچہ پیغمبرؐ سے سوال کیا کہ اے میرے صحابیؓ کیسی زندگی گزر رہی ہے کہا اللہ کے رسولؐ انتہائی غربت کے ساتھ رہتا ہوں، تین تین وقت فاقہ سے گزر جاتے ہیں، گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ پیغمبرؐ نے ہاتھ پھیلائے

خداوند عالم ہزاروں غریب مدینے میں آئے آج بھی بھلی زندگی گزار رہے ہیں۔ ایسا نمازی' ایسا جماعت کے ساتھ آنے والا' ایسا مسجد کے اندر حاضری دینے والا اب تک غریب کا غریب ہے۔ خداوند تو اس کی حالت کو بدل۔" ایک مرتبہ جواب آیا:

"اے میرے حبیبؐ میں جانتا ہوں کہ اس دعا کو پورا کر لیا تو کیا ہوگا لیکن بتانا ہے مجھے لوگوں کو اس لئے جبرئیل جو تیرے پاس ایک درہم لے کر آرہے ہیں یہ درہم لے لے اور اس صحابی کو بطور قرض دے دے اور کہہ کہ اس سے کاروبار کر (کیونکہ روایت میں بڑی سختی کے ساتھ تذکرہ ہے کہ صدقہ یا خیرات یا بھیک یا امداد ان سب سے بہتر قرضہ دینا ہے۔ ایک درہم جو انسان قرضے میں دیتا ہے وہ صدقے کے درہم سے 19 گنا یا 25 گنا فضیلت رکھتا ہے۔) پیغمبرؐ نے اسے کہا کہ: جا اس سے اپنا کاروبار شروع کر۔ اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ سے ملنے والا درہم جو جبرائیلؑ لے کر آئے تھے بارگاہ الٰہی میں ڈھالا گیا تھا کتنی برکت ہوتی۔ چنانچہ اب جو برکت کا آغاز ہوا تو چھوٹا سا کاروبار ایک درہم سے اس زمانے کے چار آنے کے برابر اس سے کاروبار شروع کیا۔ برکت ہوئی کچھ اس کی محنت' کچھ خدائی تحفہ' برکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کاروبار بڑھا' کاروبار جب بڑھتا ہے' مصروفیات خود بخود آ ہی جایا کرتی ہے (اسی لئے روایت میں آیا ہے کہ دولت کے لئے ہمیشہ یہ دعا کرو کہ خداوند اسے اس کی ضرورت کے مطابق عطا کر۔ ضرورت سے زیادہ عطا نہ کر اور دشمن کے لئے کہ خداوند اسے دیتا جا' اس کا گھر بھرتا جا اور ضرورت سے زیادہ اسے عطا کرتا جا) کاروبار بڑھتا ہے تو مصروفیت آتی ہے اور جب مصروفیت آتی ہے تو خدا کس کو یاد آتا ہے۔ اب تک مسجد میں آرہا تھا' اب تک نماز پڑھ رہا ہے لیکن

ایک دن دکان بند کرتے کرتے دیر ہو گئی' مسجد سے اذان کی آواز بلند ہو گئی۔ اب جو یہ گیا تو پہلی صف کیا ساری صفیں بھر چکی تھیں۔ آخری صف میں جگہ ملی۔ افسوس ہوا کہ آج اتنے سالوں کے بعد مجھے اپنی جگہ نہ مل سکی لیکن اصل چیز تو جماعت کی نماز تھی یہ تو مجھے مل گئی وہ تو میرے ہاتھ سے نہیں گئی (جب انسان بہانے بنا کر اپنے آپ کو مطمئن کرنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ اب وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا' جب تک غلطی کرنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ اب وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا' جب تک غلطی کر کے اعتراف کرے کہ ہاں میں غلطی کر رہا ہوں یہ دعا کے آداب میں ہے کہ جب تک کہ اعتراف کرلے کہ میں غلطی پر ہوں اس کے ایمان پر فرق نہیں پڑے گا لیکن جب اپنے گناہ کو بہانے کے پردے میں چھپا لے۔ تو سمجھ لینا کہ اب یہ مومن گیا کام سے۔) چنانچہ یہ مومن بھی گیا ہی گیا۔ چند دن گزرے کاروبار بڑھا' دکان بند کرتے کرتے اور دیر ہو گئی اب جو مسجد میں پہنچا تو پتا چلا کہ جماعت ختم ہو چکی۔ افسوس تو ہوا لیکن کہا کہ خیر کوئی بات نہیں اصل چیز تو نماز کا مسجد میں پڑھ لینا ہے۔ مسجد نبویؐ میں' میں نماز پڑھ رہا ہوں' میں نے کوئی حرام کام تو نہیں کیا۔ خیر یہاں تک بھی ہوتا تو غنیمت تھا اور کاروبار بڑھا' اور برکت ملی' چنانچہ دکان بند نہیں کر سکتا گاہکوں کا ہجوم ہوتا ہے ایک ایسا دن آیا کہ مسجد میں پورا دن جانے کا موقع نہیں ملا' نماز قضا ہو رہی تھی جلدی سے وقت دیکھا اور دکان ہی میں نماز پڑھ ڈالی۔ دل میں ملامت کی کہ ایک وہ دن تھا کہ پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے' ایک آج کا دن ہے کہ مسجد بھی نہ جا سکے۔ دل کو مطمئن کر دیا کہ اصل چیز تو یہ ہے کہ واجب نماز قضا نہ ہونے پائے باقی سب تو سنت چیزیں ہوتی ہیں۔ واجب نماز تو میں نے بچا لی۔ بس اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا لیکن کب

تک واجب نماز بچاتا اور کاروبار میں برکت ہوئی اور کاروبار بڑھا۔ ایک بار شام کا کوئی قافلہ مدینے آکر اترا' تمام لوگ دکانیں بند کر رہے تھے یہ بھی دکان بند کر رہا تھا۔ دیکھا کہ قافلہ آکر اترا ہے کوئی اور خریدنے والا نہیں اس وقت تو جس قیمت پر خریدوں گا بیچنے والا بیچے گا۔ مدینے کے بھاؤ کا یا مارکیٹ کا کیا پتا۔ چنانچہ معمولی قیمت لگائی اور اس نے بھی سوچا کہ ایک ہی گاہک سے چلو اس کے ہاتھ فروخت کرو۔ تمام رات خرید و فروخت ہوتی رہی تو آدھی رات کے بعد جو گھر گیا تو تھکن زیادہ تھی' آنکھ دیر سے کھلی پتا چلا کہ مغرب کی نماز قضا ہو چکی ہے۔ دل کو تکلیف تو ہوئی لیکن پھر یہ کہا کہ کون ایسا ہے جس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو اور پھر خدا نے قضا نماز بھی تو رکھی۔ توبہ توبہ اب آئندہ نماز قضا نہ کروں گا اور ابھی قضا پڑھ لیتا ہوں لیکن کب تک ایک وہ وقت آیا کہ ظہر' عصر کی نماز بھی گئی' مغرب عشاء کی نماز بھی گئی یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا پیغمبرؐ اسلام ایک دن جو گھوم کر دیکھتے ہیں۔ ایک خیال آگیا کہ اتنے دنوں سے وہ صحابی نظر نہیں آرہا ہے جو دو سال میں پہلی صف میں اپنی جگہ بیٹھا کرتا تھا۔ لوگوں سے پوچھا کہ کیا وہ بیمار تو نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ بستر سے اٹھنے کے قابل ہی نہ ہو۔ لوگوں نے کہا اللہ کے رسولؐ آپؐ جا کر دیکھیں مدینے کے بازار میں سب سے بڑی دکان ہے۔ انتہائی صحت و عافیت کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ پیغمبرؐ بیٹھے۔ جبرئیلؑ آئے۔ اللہ کے رسولؐ خدا نے پیغام بھجوایا ہے کہ اسی لئے میں دعا قبول نہیں کر رہا تھا اس مومن کی جو ہر نماز کے بعد کہا کرتا تھا کہ خداوندا مجھے آرام دے' میں اس کی حالت کو جانتا تھا اس لئے دعا قبول نہیں کر رہا تھا۔ اے میرے حبیبؐ اب اتنا بتا دیجئے کہ آپ کو اس کی یہ حالت پسند ہے۔ یہ آرام سے رہ رہا ہے' بڑی دکان ہے' بڑا گھر ہے' پیسہ ہے' یا اس

کو وہ حالت پسند ہے جب اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی، مسجد میں اول وقت آتا تھا، پہلی صف میں بیٹھتا تھا۔ پیغمبرؑ نے کہا کہ وہ پرانی حالت مجھے پسند ہے پھر اسے یہ کہیئے کہ تیرا کاروبار اتنا بڑھ گیا ہے اب میرا قرضہ واپس کردے۔ پیغمبرِ اسلام چلے اس نے آتا دیکھا۔ کھڑا ہو گیا۔ اللہ کے رسولؐ میری دکان پر تشریف لائے، میری خوش قسمتی دکان کی برکت بڑھ گئی ۔اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہئے تھا۔ پیغمبرؑ اسلام کو بٹھایا۔ پیغمبرؑ نے کہا اے میرے ساتھی!اب تو بڑی ترقی ہو گئی ہے، بڑی برکت ہو گئی ہے اب میرا قرضہ تو واپس کردے۔ کہا اللہ کے رسولؐ آپؐ ایک درہم کی بات کرتے ہیں پوری دکان آپ کی ہے کہا کہ نہیں مجھے صرف ایک درہم چاہئے۔ بڑے ادب واحترام سے ایک درہم نکال کر پیغمبرؑ کے حوالے کر دیا۔ پیغمبرؑ درہم لے کر آئے ادھر خدا کا تحفہ واپس ہوا ادھر کاروبار میں نقصان شروع ہوا یہاں تک کہ اتنا گھٹا کاروبار کہ اب رات کو جلدی آجاتا ہے، صبح کو جلدی جاگ جاتا ہے۔ اب جلدی جو آنکھ کھلتی ہے صبح کیسے گزاری جائے یاد آگیا کہ خالی وقت پڑا ہے چلو نماز ہی پڑھ لو چنانچہ نماز کا آغاز ہوا۔ صبح کی نماز پھر مغرب، عشاء کی نماز، پھر ظہر، عصر کی نماز ایک تو ایسا دن گزر گیا کہ بڑی دیر تک کوئی گاہک ہی نہ آیا پورا بازار خالی تھا۔ سوچا کہ بازار میں بیٹھ کر کیا کروں چلو تالا لگا کر چلوں مسجد میں جا کر نماز پڑھ لوں کچھ ثواب مل جائے گا۔ مسجد میں پہنچا جماعت ختم ہو چکی تھی لیکن نماز تو پڑھ لی۔ ایک ایسا دن آیا کہ اور زیادہ خالی دن گزرا سوچا کہ کیا کروں بیٹھ کر چلوں مسجد میں وہاں جو پہنچا تو معلوم ہوا کہ جماعت کی آخری صف میں جگہ ملی کچھ اور دن گزرے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے بڑھتے ایک دن جو پیغمبرؑ اسلام گھوم کر دیکھتے ہیں تو پہلی صف کے اندر وہ مومن بڑے اطمینان سے بیٹھے

ہوئے ہاتھوں کو پھیلا کر یہ دعا کر رہا ہے کہ خداوندا میری مصیبت کے دن اور اسی طرح عیش و رحت و آرام کے دن مجھے عطا کر۔ پیغمبرؐ اسلام نے سنا اور کہا کہ ہاں اس کے لئے یہی حالت بہتر ہے۔ اسی حالت میں دعائیں کرتا رہے تاکہ دنیا میں اس کا ایمان صحیح و سالم رہے۔

تو خدا کبھی دعا اس لئے قبول نہیں کرتا ہے کہ دعا کی قبولیت ہمارا ایمان ختم کر دیتی ہے۔ کبھی دعا کی قبولیت ہمارا گھر توڑ دیتی ہے، کبھی دعا کی قبولیت ہماری جان کو ختم کر دیتی ہے۔ انسان دعا مانگے اس یقین کے ساتھ کہ دعا کو پورا ہونا ہے، یہ بارگاہ الٰہی میں پہنچے گی لیکن ہمیشہ یہ توقع نہ کرے کہ میری ہر دعا قبول ہونا چاہئے اِس لئے کہ بعض دعاؤں کا قبول نہ ہونا ہی انسان کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

(2) تین مختلف مقامات پر معصومینؑ سے یہ روایت ہے کہ "جب کوئی مومن دعا کرتا ہے تو خدا اس کی دعا کو چار طریقوں سے پورا کرتا ہے:

(1) یا جس چیز کی اس نے تمنا کی وہ چیز اسے عطا کر دیتا ہے۔

(2) یا پھر خدا اس دعا کو پورا نہیں کرتا بلکہ اس دعا کے اجر کو قیامت میں رکھتا ہے (اور وہ اتنا بڑا اجر ہوگا کہ ذاتِ رسالتؐ نے ارشاد فرمایا کہ "روز قیامت جب مومنین دیکھیں کہ دنیا میں جو ہماری دعائیں پوری نہ ہو سکیں ان کا اتنا بڑا اجر ہے ہر مومن کی زبان پر ایک جملہ ہوگا کاش! خدا دنیا میں ہماری کوئی دعا پوری نہ کرتا تاکہ اس کے بدلے آخرت میں ہمیں اتنا بڑا اجر ملتا اور آخرت وہ مقام ہے کہ جہاں انسان حقیقتاً اجر اور نیکیوں کی تلاش میں ہوگا۔)

(3) یا خدا اس دعا کو تمہارے کسی گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے کہ تم نے دعا کی دوسری

طرف کوئی گناہ بھی انجام دیا، کوئی نماز قضا ہوگئی، کوئی روزہ چھوٹ گیا، کسی کی حق تلفی ہوگئی، کسی کی غیبت کر بیٹھے، کسی سے حسد کر لیا، کسی کے دل کو دکھایا یا تمہیں پتا نہ چلا، توبہ نہ کر سکے اب تمہاری جو دعا بارگاہ الٰہی میں پہنچے گی خدا کہے گا کہ اس دعا کا جو اجر و ثواب ہے اس کی وجہ سے اس گناہ کو معاف کر دیا دعا اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔

(4) جو دعا تم نے کی ہے اس کی وجہ سے خدا آنے والی برائی کو تم سے روک لے گا۔ تم نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا میرے رزق میں زیادتی کر دے۔ خداوند میں محتاج ہوں کہیں سے ایک ہزار روپے کا انتظام ہو جائے، تمہاری دعا پوری نہیں ہوگی تو یہ نہیں سمجھنا کہ خدا نے بخل کیا، خدا نے کنجوسی کی، نہیں بلکہ کوئی بڑی مصیبت تم پر آنے والی تھی خدا نے یہ دعا پوری نہ کی بلکہ اس دعا کے بدلے اس مصیبت کو روک لیا جیسا کہ علماء نے اس کی مثالیں دی ہیں کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آجاتی ہے اور آنے کے بعد وہ مصیبت جاتی ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری دعا کا اثر ہے۔ ہم بیمار ہوگئے۔ دعائیں مانگ مانگ کر ہم نے صحت پائی تو ہم نے کہا کہ خدا نے ہماری دعاؤں کو پورا کیا لیکن اگر کبھی ہم نے دعا کی اور آتی ہوئی بیماری رک گئی تو ہمیں پتا تک نہیں چل سکتا کہ ہماری دعا نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا تھا اور ہم یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہماری دعا کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔ تو انسان یہ تو سوچے کہ آج صبح میں گھر سے دعا مانگ کے نکلا تھا اور اس کے بعد میری دعا پوری نہ ہوئی لیکن کیا پتہ ہو سکتا ہے آج 50 مصیبتیں نازل ہوتیں اور دعا نے ان مصیبتوں کو روک دیا تھا۔ ہم نے ان مصیبتوں کو نہیں دیکھا اس لئے ہمیں احساس نہیں ہوا۔ ہمارے دل میں خیال آگیا کہ ہماری دعا ٹھکرا دی گئی ہے۔ مومن کی اس فکر کا

مطلب یہ ہے کہ خدا ہمیشہ مصیبتیں ڈالنے کے بعد واپس لے تب مومن کو احساس ہوگا۔ آنے والی مصیبت کو خدا روک دے تو مومن اس کی قدر نہیں کرتا۔ اس احسان کو نہیں مانتا کہ ہاں میرا خدا، کتنا بزرگ و برتر ہے کہ اس نے مصیبت آنے ہی نہ دی بلکہ آنے سے پہلے روک لی یا اور واضح مثال کہ آپ نے دعا کی کہ خدا مجھے ہزار روپے کی شدید ضرورت ہے کہیں تو میرا یہ انتظام کرادے۔ آپ دیکھ رہے ہیں آپ کی ہزار روپے کی ضرورت پوری نہ ہوئی لیکن معصوم سے ایک جملہ روایتوں میں موجود ہے جس کی تشریح اس طرح سے ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا آپ کو ہزار روپے دے دیتا لیکن پیچھے مصیبت آ رہی ہوتی کہ آپ کے دو ہزار کا نقصان ہو جاتا تو اب بجائے اس کے کہ خدا آپ کو یہ ہزار عطا کرے خدا نے اس دو ہزار کی آفت کو آپ سے ٹال دیا۔ لیکن آپ یہ سمجھیں کہ میں تو دعائیں مانگتے مانگتے تھک گیا' میری زبان میں طاقت نہیں رہی اور خدا میری کوئی دعا پوری ہی نہیں کر رہا ہے تو معصوم سے روایت ہے کہ ان چار میں سے کوئی ایک بات ضرور پیش آئے گی (1) یا دعا پوری ہو جائے گی۔ اس انعام کی اس نے عطا کی' اس تمنا کی شکل میں جو آپ نے خدا سے کی تھی (2) یا آخرت کا اجر ملے گا (3) یا گناہ کا کفارہ بن جائے گا (4) یا آنے والی بلا آنے والی مصیبت ٹل جائے گی لیکن کتنا ناشکرا ہے وہ انسان جو آنے والی مصیبت کے ٹالنے پر شکر ادا کرنے کو تیار نہیں ہاں مصیبت کے آجانے کے بعد یہ مصیبت ٹالے تو اس مصیبت کے ٹل جانے پر وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ بہر حال اس روایت کو ذہن میں رکھ کر اب گفتگو کو سنا جائے۔ معصوم نے یہ فرمایا کہ جب خدا تمہاری دعا کو قبول کر لیتا ہے تو یہ توقع نہ کرو کہ فوراً وہ تمہیں چیز بھی عطا کر دے گا۔ نہیں بعض بندوں کی آواز خدا کو انتہائی پسند ہے۔ ادھر

بندے نے کہا خداوندا! مجھ پہ یہ مصیبت آگئی ہے اسے ٹال دے، مجھے اس پریشانی سے نجات دلا دے۔ آواز پہنچی، آواز دی خدا نے فرشتوں کو کہ اے میرے فرشتو! فوراً اس کی دعا کو قبول کرلو لیکن خبردار ابھی اس تک اس انعام کو پہنچانا نہیں اسے ابھی ٹال دو اسے ابھی روک دو تاکہ دوبارہ یہ دعا کرے۔ مسلسل یہ دعا کرتا ہے اس کی آواز ہمیں انتہائی پسند ہے۔ تو ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ جس مومن کا مقام بلند ہوتا ہے، جس مومن کی آواز خدا کو پسند ہوتی ہے خدا اس کی دعائیں پوری کرتا ہے مگر ٹال کر ٹھہرا کر وقفہ کے بعد تاکہ بار بار اس کی آواز آسمانوں پر جائے خدا اس کی آواز کی تعریف فرشتوں کے سامنے کرے اور جس مومن کی آواز خدا کو ناپسند ہوتی ہے ادھر اس نے ایک مرتبہ دعا کی خدا نے کہ فرشتو! جلدی سے اسے دے کر خاموش کردو تاکہ اس کی آواز دوبارہ آسمانوں کی جانب نہ آنے پائے۔ امامؑ کا روایت میں جملہ یہ ہے "جاہل ہیں وہ لوگ جو کسی کی دعاؤں کے پورا ہونے پر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مقام خدا کی بارگاہ میں بلند ہے اور کسی کی دعاؤں کے پورا نہ ہونے پر یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کا وہ پسندیدہ بندہ نہیں ہے۔" اس چیز کی بعد میں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

(4) تیسری وجہ

موسیٰؑ اور ہارونؑ خدا کے اتنے پسندیدہ بندے تھے کہ خدا نے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ دونوں نے خدا سے دعا کی کہ خداوندا یہ فرعون ہماری بات نہیں مانتا ہے اس پر عذاب نازل کر۔ قرآن کے اندر آیت ہے خدا نے کہا:

"میں نے تمہاری دعا کو قبول کرلی"

چھٹے امامؑ کی روایت ہے کہ تمہیں پتا ہے کہ جب خدا نے دعا کو قبول کیا تو اس

کے چالیس سال کے بعد عذاب نازل کیا تھا۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی دعا قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ فوراً قبول ہوئی لیکن چالیس سال کے بعد عذاب آیا تو موسیٰؑ اور ہارونؑ جیسے پیغمبروں کی دعا بھی جب خدا قبول کرتا ہے لیکن چالیس سال بعد انہیں عطا کرتا ہے تو صاحبانِ ایمان کے ساتھ بھی کثرت سے ایسے واقعات ہوں گے کہ جب دعا آج قبول ہو گی لیکن عطیہ ملے گا پانچ سال بعد' دس سال بعد' پندرہ سال کے بعد اور اس کی وجہ بھی امامؑ نے بتائی کہ ہو سکتا ہے کہ آج جسے تم مصیبت سمجھ رہے ہو پانچ سال بعد اس سے بڑھ کر مصیبت آنے والی ہے اس وقت تمہیں اس دعا کی زیادہ ضرورت پیش آجائے تو خدا آج یہ چیز تمہیں دینے کے بجائے پانچ سال بعد یہ چیز عطا کرے گا۔ ہم نے اپنے ماحول میں یہ دیکھا بھی ہے کہ ماں باپ اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے سامان تیار کر کے رکھتے جاتے ہیں۔ لڑکی کے دل میں تمنا پیدا ہوتی ہے اتنا بہتر لباس ماں باپ نے بنایا ہے کاش! مجھے پہننے کی اجازت دے دیں لیکن ماں باپ منع کر دیتے ہیں! اس لباس کو رکھتے ہیں جان سے پیاری بیٹی کی ہر خواہش مانتے ہیں لیکن اس چیز کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے اس لئے کہ کبھی اس کی خواہش پوری ہو جائے گی لیکن پانچ سال بعد جب شادی ہو گی اس وقت یہ چیزیں اس کے لئے زیادہ ضروری ہوں گی۔ اس وقت اسے زیادہ ضرورت پیش آئے گی تو اس وقت اسے خاموش کر دو تاکہ بعد میں زیادہ ضرورت کے موقع پر اسے عطا کیا جا سکے۔ بس ایسا ہی بارگاہ الٰہی میں بھی ہے کہ آج مومن ایک چیز مانگتا ہے لیکن آج اس کا اس چیز کے بغیر گزارا ہو جاتا ہے۔ پانچ سال بعد اس کی اسے شدید ضرورت پڑے گی تو خدا دعا آج قبول کرتا ہے۔ عطا پانچ سال کے بعد کرتا ہے۔

اگر زبان سے ہو دل سے نہ ہو

(5)روایت پیغمبرؐ

''یاد رکھو! خدا وہ دعا قبول کرتا ہی نہیں ہے کہ جس کے زبان پر الفاظ ہو اور دل میں کوئی خیال نہیں ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، کس سے کہہ رہا ہوں، میری دعا کا مقصد کیا ہے۔''

کتنے ایسے ہیں جو اپنے مردوں کے لئے دعا کرتے ہیں لیکن دعا کے وقت ان کے دل میں اپنے مردے کی یاد نہیں ہوتی ہے۔''

مثلاً کسی نے کہہ دیا کہ وہ فاتحہ تو بغیر کسی تصور اور خیال کے ہم کیوں پڑھ رہے ہیں، کس لئے پڑھ رہے ہیں، بے اختیار زبان پر سورہ فاتحہ آگیا اس پر چل دیا رشتہ داروں کو احساس ہوا دیکھا یہ کیسے چاہنے والا ہے اپنی ضروریات کو روک کر ہمارے مرنے والے پر فاتحہ پڑھنے آئے تھے لیکن پیغمبرؐ کا یہ جملہ ہے کہ:

''یہ دعا قبول نہیں ہوگی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ جب مردے کے لئے بھی دعا کرو تو پہلے ذہن میں مردے کا تصور لے کر آؤ اور اس کے بعد پھر اس کے لئے دعا کرو تب اس دعا کا فائدہ ہوگا۔''

ایک مرتبہ مدینے میں بارش نہیں ہوئی، کافی لوگ آئے، پیغمبرؐ کے پاس اللہ کے رسولؐ! اب آپ ہی چل کر دعا کریں کہ رحمت خدا نازل ہو ورنہ تو پیاس سے تڑپ تڑپ کر لوگ مر جائیں گے اور بھوک سے بلک بلک کر لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ پیغمبرؐ نے کہا چلو۔ نکلے میدان میں، میدان میں جاکر پیغمبرؐ نے ہاتھ اٹھائے، دعا کی مدینے کے لوگوں نے کہا کہ ہم یہ سمجھے کہ اب اتنے بادل آئیں گے، اتنی بارش ہوگی کہ کہیں مدینے میں سیلاب نہ آجائے۔ رحمت اللعالمینؐ دعا

مانگ رہے ہیں' افضل کائنات دعا مانگ رہے ہیں' ان کی دعا اور پوری نہ ہو' لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ انتظار پر انتظار کر رہے ہیں' بادل آئے ضرور مگر برسا کوئی نہیں' لوگ حیران' تھوڑی دیر گزری پیغمبرؐ نے ہاتھ پھیلائے خداوندا بارش برسا مخلوقِ خدا پانی کی طلب میں تڑپ رہی ہے پھر کہا اشارے سے خداوند! ادھر بارش برسا ادھر بارش برسا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب دوسری دعا پیغمبرؐ نے مانگی تو فوراً بارش ہونے لگی اور مدینے میں ایسی نفع لانے والی بارش کبھی نہ ہوئی تھی۔ تو ہم نے پیغمبرؐ سے دریافت کیا اللہ کے رسولؐ یہ آپؐ نے دو دفعہ دعائیں مانگی اور خدا نے پہلی دعا پوری نہ کی دوسری دعا پوری کر دی اس کا سبب کیا ہے' اس کی وجہ کیا ہے سمجھ نہیں آتی۔ تو پیغمبرؐ نے کہا کہ پہلی دعا جو میں نے مانگی خالی رٹے ہوئے الفاظ دوہرائے تھے دل میں کوئی نیت اور خیال نہیں کیا تھا اور دوسری دفعہ جب میں نے دعا مانگی تو الفاظ کی ساتھ ساتھ دل میں بھی خیال لایا تھا کہ کس چیز کی میں دعا مانگ رہا ہوں۔ توہین رسالتؐ نہیں ہے پیغمبر کو درس دینا تھا کہ دعا مانگنے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ اگر نیت نہ ہو' خیال نہ ہو' ارادہ نہ ہو تو رسولؐ بھی مانگ رہے ہیں لیکن دعا قبول نہیں ہو رہی ہے اور جب نیت تھی' خیال تھا' ارادہ تھا تو ادھر نکلی ہونٹوں سے اور ادھر فوراً رحمتِ الٰہی نازل ہونے لگی۔

تو دعا قبول نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دل سے دعا نہیں نکلتی۔ زبان سے دعا نکلتی ہے۔ جوشن کبیر کے فضائل پڑھ لیجئے دعاءِ کمیل کے فضائل پڑھ لیجئے' دعائے مشلول کے فضائل پڑھ لیجئے' دعائے توسّل کے فضائل پڑھ لیجئے۔ ہم نے خود دیکھا ہے پچاس پچاس سال گزر جاتے ہیں لوگوں کو دعائیں پڑھتے ہیں' ذرہ برابر فائدہ نہیں ہوتا ہاں مصلحت الٰہی بھی ہوتی ہے۔ یہ بات نہیں کہ اس کی دعا

ٹھکرادی گئی ہوسکتا ہے خدا اسے اجر دے۔قیامت میں، ہوسکتا ہے اس کے کسی گناہ کا کفارہ بن جائے لیکن ایسا تو نہیں کہ ہم دعا جوشن کبیر پڑھے جارہے ہیں یہی پتہ نہیں کہ ہم پڑھ کیا رہے ہیں۔ سورہ واقعہ کا عمل رزق کے لئے لوگ کتنا کرتے ہیں سورہ مریمؑ لڑکی کی شادی کے سلسلے میں کتنا مجرب ہے، سورہ ہُود کے لئے پیغمبرؐ نے کتنی تاکید کی تھی کہ سورہ کو پڑھنے والے کی دعائیں اس طرح پوری ہوں گی کہ لوگ اس کو جادوگر کہہ دیں گے۔ اِدھر یہ دعا مانگتا ہے اُدھر یہ دعا پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن لوگ زندگی بھر سورۂ واقعہ، سورہ مریمؑ پڑھتے رہتے ہیں حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کبھی غور نہیں کیا، کبھی یہ نہیں سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ زبان پر الفاظ ہوں دل میں کوئی خیال نہ ہو۔ یہ نہیں کہہ رہے کہ خالی ترجمہ پڑھ لیا کرو کام چل جائے گا نہیں الفاظ امامت کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن یہ تو پتہ ہو کہ ہم پڑھ کیا رہے ہیں، مقصد کیا ہے، مطلب کیا ہے تو ایک یہ بھی وجہ ہے کہ دعا پوری کیوں نہیں ہوتی ہے۔

تنہا دعا کرنا۔

(6) حضرت موسیٰ الرضاؑ نے پیغمبرؐ کی ایک روایت ہم تک پہنچائی۔ آٹھویں امام نے فرمایا کہ:

"دعاؤں کے پورا نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ مومن اکیلے بیٹھ کے دعا کرتا ہے، تنہا دعا کرتا ہے۔"

یہ ایک حکم موجود ہے شریعت میں کے چپکے چپکے کی جانے والی دعا دل ہی دل میں کی جانے والی دعا ایسی ستّر دعاؤں سے افضل ہے کہ جو آواز سے کی جائے۔ اس طرح سے کی جائے کہ پڑوس والے سنیں، آس پاس والے سنیں، دوست سنیں اور

جو وہاں موجود ہوں وہ سنیں۔ جو دعا اس طرح سے کی جاتی ہے اس سے ستّر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے وہ دعا جو دل ہی دل میں کی جاتی ہیں۔ دل ہی دل میں پڑھی جاتی ہیں۔ روایات میں بڑی سختی کے ساتھ حکم ہے کہ دعائیں دل کے اندر پڑھی جائیں، دل میں پڑھی جانے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ الفاظ نکالے جائیں۔ اس طرح دعا پڑھی جائے زیادہ افضل ہے لیکن آٹھویں امام یہ کہہ رہے ہیں کہ "لوگ اکیلے دعا مانگا کرتے ہیں، رحمت خدا بڑی وسیع ہے، ایسے لوگوں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن یاد رکھو کم از کم چالیس مومن ہوں تب وہ دعا ایک جگہ بیٹھ کر مانگے تو خدا سب کی دعا پوی کرے گا اور اگر چالیس نہیں مل رہے، چار مومن دس دس مرتبہ ایک ہی دعا مانگے، چالیس کا عدد مکمل ہو جائے تب دیکھو خدا کتنی جلدی دعا کو پورا کرتا ہے۔ چار مومن بھی نہیں ملتے ایک مومن سے چالیس مرتبہ اپنی دعا پڑھ لے پھر دیکھو کہ کتنی جلدی نتیجہ نکلتا ہے، کتنی جلدی اثر ہوتا ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام:

"میں اپنے والد کو دیکھا کرتا تھا کہ میرے والد پر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی، جب کبھی انہیں دعا کی ضرورت ہوتی تو میرے والد اکیلے دعا نہیں مانگتے، کبھی تنہا دعا نہیں مانگتے، کوئی نہ ملتا تو گھر کے لڑکوں کو جمع کر لیتے، لڑکیوں کو جمع کر لیتے، کنیزوں کو جمع کر لیتے، غلاموں کو جمع کر لیتے اور کہتے کہ میں دعا مانگ رہا ہوں تم سب مل کر آمین کہنا۔"

مقصد یہ نہیں کہ چالیس کے چالیس دعا مانگیں۔ روایت پیغمبرؐ کے ایک نے دعا مانگی 39 نے آمین کہی یہ 40 کی دعا خدا کی بارگاہ میں بن جائے گی اور چالیس کو

برابر سے اجر ملے گا۔

تو دعا کے قبول نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان تنہا دعا کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

جان یا خاندان کے لئے خطرہ

(7) دعا قبول نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض دعائیں انسان کے ایمان کے لئے خطرہ ہوتی ہیں' خاندان کے لئے' خطرہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن نے بھی کہا کہ ''کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھتے ہو لیکن حقیقت میں وہ چیز تمہارے لئے اچھی ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے تم ایک چیز کو بہت اچھا سمجھتے ہو' تم کسی چیز سے محبت کرتے ہو لیکن وہ تمہارے لئے شر ہوتی ہے خدا تو جانتا ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو۔''

اس لئے کہتے جاتے ہو کہ میری دعا پوری نہیں ہوتی جس طرح اگر بچہ چھری مانگے تو ہر ممکن محبت کے باوجود ماں بچے کو چھری نہیں دے گی' چاہے بچہ رونے لگے' اس لئے کہ اس میں بچے کی جان کا نقصان ہے۔ اس طرح اگر دہکتے ہوئے انگاروں کی جانب بچے ہاتھ بڑھائے' سرخ سرخ انگارے باپ کو بڑی محبت ہے اپنے بیٹے سے لیکن پھر بھی بیٹے کو ادھر جانے نہیں دے گا اس لئے کہ باپ کو حقیقی محبت ہے اس لئے وہ بیٹے کا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ بیٹا رونے لگے دوسرے طریقے سے اسے بہلا دیا جائے گا مگر آگ عطا نہ کی جائے گی۔ جس طرح ایک طبیب کے پاس بیمار کہتا ہے کہ اتنے عرصے سے فلاں غذا نہیں کھائی' فلاں کھانا نہیں کھایا' ڈاکٹر صاحب اب پرہیز کو بڑا عرصہ گزر گیا ہے اب تو آپ اجازت

دے دیجئے' طبیب اطمینان سے 'محبت سے 'نرمی سے سمجھا کر بات ٹال دیتا ہے اس لئے کہ اسے پتہ ہے کہ اس شخص کو اس کھانے کی بڑی تمنا ہے لیکن آگے چل کر یہ اس کے لئے نقصان دہ ہو گا۔

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا' جو خدا کی بڑی عبادت کیا کرتا تھا۔ عابد حقیقی تھا' انتہائی خدا کی عبادت کی یہاں تک کہ پیغمبر کو خدا نے اس کے پاس بھجوایا اور کہا کہ اس سے کہہ دیں کہ اس کی عبادت کا اجر و ثواب ہم اسے آخرت میں عطا کریں گے لیکن اس دنیا میں جو اس نے عبادت کی ہے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ ہم اسے کوئی تحفہ 'کوئی عطیہ دیں اس سے جا کر پوچھ لے کہ اس کی خواہش کیا ہے۔ ایک خواہش یہ بیان کرے ہم اس کی خواہش پوری کریں گے۔ پیغمبر نے اس سے کہا کہ تیری کثرت عبادت کو دیکھ کر خدا نے تیری کوئی ایک خواہش پوری کرنے کا (دنیا میں) وعدہ کیا ہے۔ کہا کہ یا نبی اللہ بس میری یہ خواہش ہے کہ خدا مجھے یہ اختیار دے دے کہ کوئی سی تین دعائیں جب بھی میں مانگوں خدا فوراً قبول کر لے اور میری دعا کبھی نہ ٹھکرائی جائے۔

ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی سے پیام آیا:

"اے شخص ایسی خواہش نہ کر اس میں تیرا ہی نقصان ہے۔"

کہا کہ نہیں یا نبی اللہ خدا سے کہیئے کہ اگر اسے دینا ہی ہے تو جو میں مانگ رہا ہوں مجھے عطا کرے۔ خدا نے کہا کہ "اے میرے نبی کہہ دیجئے کہ تیرا نقصان ہے لیکن تیری ضد کو دیکھتے ہوئے ہم تیری یہ خواہش پوری کر دیں گے۔ کوئی سی تین دعائیں تو مانگ ہم تیری دعائیں فوراً پوری کر دیں گے۔"

اب جو یہ موقع ملا تو گھر میں آیا سوچا کہ میں کیا دعا مانگوں ایک مرتبہ یہ دیکھا کہ

میری بیوی بوڑھی ہو چکی ہے پہلے ہی خوبصورت نہ تھی۔ بڑھاپے نے اس کی شکل کو بگاڑ دیا ہے خداوندا میری بیوی کو دنیا کی خوبصورت ترین عورت بنا دے۔ ادھر دعا زبان سے نکلی اور ادھر خدا نے پورا کیا۔ اب جو دیکھا تو پتہ چلا کہ بوڑھی بیوی غائب ہو چکی ہے اور ایسا لگا جیسے کوئی مہ جبیں میرے گھر میں آکر بیٹھ چکی ہے۔ بڑا خوش ہوا خدا نے کس طرح سے میری دعا کو پورا کر دیا ہے۔ پورے شہر میں یہ خبر پھیلنے لگی۔ یہ بات حاکمِ وقت تک پہنچی اس نے عورتوں کو بھجوایا انہوں نے کہا کہ جیسا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ بس یہ جو سنا تو کہا جاؤ وہ عورت تو ہمارے قابل ہے 'بوڑھے شخص کے ساتھ زندگی گزار کر کیا کرے گی جاؤ اسے لے کر آؤ۔ آج سے یہ ہماری بیوی ہے۔ آئے لوگ گرفتار کیا گیا بیوی کو بادشاہ وقت کے محل میں پہنچا دیا گیا اب جو یہ دیکھا تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ خوبصورت بیوی کیا ہوائی تھی یہ بوڑھی بیوی میرے ہاتھ سے چلی گئی۔ کچھ نہ بچا۔ گھبرا کر کہا خدا اس کو دنیا کی سب سے بدصورت عورت بنا دے خداوندا اسے کتے کی صورت میں تبدیل کر دے تاکہ حاکم وقت سے میری جان تو بچے ادھر زبان سے یہ نکلا ادھر وعدۂ الٰہی تھا کہ پورا ہو گیا۔ بادشاہ اس عورت کے ساتھ بیٹھا دیکھا کہ وہ عورت 'عورت نہیں کتیا کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہے۔ گھبرا گیا تو لاتیں مار کر اسے باہر نکال دیا۔ گھوم پھر کر اپنے شوہر کے گھر میں آگئی اور دوسری روایت کے مطابق بدصورت عورت کی شکل بن گئی۔ شوہر کے گھر آئی شوہر پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا کہ اس عورت کے ساتھ تو ایک لمحہ گزارنا مشکل ہے اتنی بدصورت' بے اختیار زبان سے نکلا خداوندا اسے پھر ویسا ہی بنا دے جیسا پہلے تھی۔ ادھر یہ جو کہا تو معلوم ہوا کہ عورت تو اپنی اصلی شکل میں آگئی لیکن تین دعائیں تھیں جو فوراً قبول ہو گئیں اور سوائے

پریشانی کے اور کچھ دے کر نہ آئی تو امامؑ کا جملہ ہے کہ:

"ایسی کتنی ہی دعائیں تم مانگتے ہو جس کا نتیجہ بعد میں اتنا ہی خراب نکلنے والا ہوتا ہے تو وہ ارحم الراحمین خدا بعد کے نتیجے کو دیکھ کر پہلے ہی تمہاری دعا قبول نہیں کرتا۔ تم کہنے لگتے ہو کہ میری دعاؤں کا فائدہ نہیں ہے۔ میری دعاؤں میں اثر نہیں بعض لوگ تو اس شک میں پڑ جاتے ہیں کہ پتہ نہیں کوئی خدا ہے بھی یا خدا نہیں ہے۔ اتنے سالوں سے دعا مانگ رہا ہوں اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

تو بعض دعائیں خاندان کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

بعض دعائیں جان کو نقصان پہنچاتی ہیں' جان کے لئے خطرہ بن جاتی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں ایک شخص آیا سلام کیا۔ یا نبی اللہ میں آپ کے پاس ایک خواہش لے کر آیا ہوں انہوں نے کہا کہ بتا کیا خواہش ہے کہا آپ میرے لئے دعا کریں میں ایک دعا خدا سے سالوں سے کر رہا ہوں خدا نے میری وہ دعا پوری نہیں کی اب میں آپ کو واسطہ بنانا چاہتا ہوں میرے لئے یہ دعا کر دیجئے پوچھا کونسی دعا کہا یا نبی اللہ مجھے یہ معلوم کرنے کا بڑا شوق ہے کہ انسان جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں جانور کس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ مجھے جانوروں کی بولی سکھا دی جائے۔ میں دعا مانگ رہا ہوں خدا سے کہ خداوندا مجھے وہ علم عطا کر دے کہ میں سیکھ سکوں۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ اے شخص! جب خدا نے تیری یہ دعا پوری نہیں کی تو اب تم صبر کر کے بیٹھ جاؤ تمہارے ہی لئے فائدہ ہوگا۔ کہا نہیں یا نبی اللہ بڑی آرزو امیدیں لے کر آیا تھا۔ یہ دعا آپ کر ہی دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے ہاتھ بلند کر دیئے خداوندا اس کی دعا پوری کر دیجئے۔ اس کی دعا پوری ہو گئی۔ جانوروں کی گفتگو سمجھنے لگا اور اب اس کا کام یہ تھا کہ اپنے

گھر میں جو جانور بندھے ہوئے تھے ان کے پاس بیٹھ جاتا کہ آج وہ کیا گفتگو کر رہے ہیں۔ گھر کا طریقہ یہ تھا کہ دن بھر کے بعد گھر کے ملازم باہر نکلتے تھے گھر کا بچا ہوا گوشت ڈالا کرتے تھے گھر کا بچا ہوا دانا مرغیوں کو ڈالا کرتے تھے اور گوشت اور ہڈیاں کتے کے آگے ڈالا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے دیکھا کہ جب جانور کے سامنے ملازم کھانا ڈال کر چلا گیا تو مرغی نے ایک مرتبہ مخاطب کیا کتے کو اور یہ مرغی وہ تھی جو Family Planing کی عادی نہ تھی چنانچہ ایک مرتبہ کتے سے کہا کہ اے میرے ساتھی میرا خاندان بڑا ہو گیا ہے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اب اس معمولی سے اناج میں گزارا نہیں ہوتا ہے ایسا کر کہ آج تو اپنے حصہ میں سے ہمیں کچھ عطا کر دے تا کہ ہم لوگ پیٹ بھر کے کھا سکیں۔ تھوڑی تجھے بھوک اٹھانا پڑے گی۔ کتا آخر کتا تھا ایک مرتبہ غصّہ آکر کہتا کہ میں تیری خاطر کیوں بھوکا رہوں میں تیری خاطر اپنا کھانا کیوں چھوڑ دوں۔ کہا کہ مت گھبرا کل ہمارے مالک کے بیل کا انتقال ہونے والا ہے وہ بیل باہر پھینک دیا جائیگا تیری دعوت ہو جائے گی۔ تجھے خوب پیٹ بھر کر کھانے کو مل جائے گا کہا کہ مرغی کی بات پر بھروسہ کر لیتا ہوں کہ یہ تھوڑا سا میرے کھانے میں سے تو لے لے۔ اس شخص نے سنا تو گھبرا کر کھڑا ہو گیا یہ سینکڑوں کا بیل کل مر جائے گا کتنا بڑا نقصان ہو گا فوراً رسّا کھولا اس بیل کو لے کر بازار پہنچا فروخت کر دیا رقم کو گن کر واپس آگیا اگلے دن صبح اطلاع ملی کہ جس کے ہاتھ بیل بیچا تھا اس کے یہاں بیل کا انتقال ہو گیا دل ہی دل میں کہنے لگا کہ واہ یہ علم تو بڑے فائدے کا علم ہے۔ یہ تو بڑی اچھی دعا تھی جو میں نے قبول کروالی اچھا ہوا کہ یہی دعا مانگی کوئی اور دعا نہ مانگی اگلا دن کھانے کا وقت آیا۔ جانوروں کو ایک مقام

پر جمع کیا گیا آج جو کتے نے مرغی کو دیکھا تو ایک مرتبہ بھونکنے لگا کہا کہ کل تم نے مجھے اچھا بے وقوف بنایا تھا مجھے بھوکا بھی رکھا اور کچھ نہ ملا۔ مرغی گھبرا کر کہتی ہے کہ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے کل اس کا غلام مر جائے گا غلام کے مرنے کے بعد یہ اپنے گھر میں کھانا وغیرہ پکائے گا اس میں سے کل بچے گا تو زیادہ بچے گا تم پیٹ بھر کر کھالینا۔ اس نے جو یہ سنا تو کان کھڑے ہو گئے کہا اچھا غلام بھی میرا مارا جانے والا ہے فوراً غلام کو بازار میں لے کر پہنچا۔ بھائیوں میں اس غلام کو فروخت کرنا چاہتا ہوں کھڑے کھڑے غلام کو فروخت کیا اگلی صبح اطلاع آگئی کہ جو خرید کر لے گیا تھا اس کے گھر میں غلام کا انتقال ہو گیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ دو نقصانات سے اور اتنے بڑے نقصانات سے اس سے بڑھ کر علم کونسا ہو گا اور اس سے بڑی فائدے کی دعا کیا ہو گی۔ لیکن آج تیسری شام کو جو جانوروں کی گفتگو سنی تو کتا مرغی سے شکایت کرتا ہے اور مرغی جواب دیتی ہے کہ اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اب کل ہمارے مالک کا انتقال ہونے والا ہے اور اس کے انتقال کے بعد اب جو کھانا پکے گا تو وہ تو بڑی مقدار میں کھانا ہو گا۔ اطمینان سے کئی دنوں کا کھانا تو ایک وقت میں کھالیا۔ یہ جو سنا اب ہوئی گھبراہٹ اب کیا کیا جائے جلدی سے دوڑتا ہوا پہنچا حضرت سلیمانؑ کے پاس یا نبی اللہ کسی طرح سے آئی ہوئی بلا کو ٹال دیجئے یہ پیسے بھی صدقہ کرنے کو تیار' اپنا علم بھی واپس کرنے کو تیار' دعا بھی واپس لینے کو تیار لیکن یا نبی اللہ کسی طرح موت کو ٹال دیجئے کہا کہ "اے شخص تجھے پتہ نہیں کہ وہ بیلچو تھا وہ غلام کا کفارہ و صدقہ تھا تو نے بیل کو قربان کرنا گوارہ نہ کیا غلام تیری جان کا صدقہ تھا غلام مر جاتا تو تیری جان بچ جاتی تو نے غلام کو بچایا' اب کوئی چیز تیری جان کو نہیں بچا سکتی۔"

ہر دعا کے پورا ہونے کی تمنا بھی نہ کرنی چاہئے بعض دعائیں پیغمبر کے صحابی کی طرح ایمان کو ختم کر دیتی ہیں بعض دعائیں بنی اسرائیل کے عابد کی طرح خاندان کو تباہ کر دیتی ہیں اور حضرت سلیمانؑ کے صحابی کی طرح بعض دعائیں انسان کی جان کے لئے خطرہ ثابت ہو جاتی ہیں۔ اس لئے یہ توقع بھی نہ کرنی چاہئے کہ میری ہر دعا قبول ہو اس لئے کہ مصلحتِ الٰہی خدا ہم سے بہتر جانتا ہے۔ کیا چیز ہمارے لئے مفید ہے اور کیا چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے۔

کسی نے امام علیؑ سے پوچھا کہ مولا! میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن میں ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو پورا کروں گا تو کیا وجہ ہے کہ ہم دعاؤں پر دعائیں کرتے ہیں ہم خدا کی بارگاہ میں باربار گریہ وزاری کرتے ہیں لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ مولا نے ایک مرتبہ جواب دیا کہ

"دعا قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ

(۱) تم نے ایک طرف تو یہ اقرار کیا کہ خدا موجود ہے، تم نے خدا کو پہچانا لیکن خدا کے حق کو ادا نہیں کیا (یعنی خدا کے احکامات کو نہیں مانا۔)

(۲) تم نے رسولؐ کی محبت کا اعلان کیا لیکن رسولؐ کی سیرت و سنت و طریقے پر نہیں چلے۔

(۳) تم نے یہ کہا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور پھر قرآن کو نظر انداز کر دیا۔ قرآن کو پڑھا لیکن اپنی زندگی میں مخالفت شروع کر دی انسان کی۔

(۴) تم جہنم سے ڈرتے ہو لیکن اعمال تم ایسے کرتے ہو کہ تم خود کو دوزخ میں دھکیل رہے ہو۔ دوزخ سے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہو۔

(۵) تم کو جنت میں جانے کی خواہش ہے لیکن اعمال تم نے ایسے کئے جس کی

وجہ سے تم خود اپنے آپ کو جنت سے دور کرنے لگے۔

(۶) قرآن میں یہ کہتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم نے زبان سے دشمنی کا اعلان کیا لیکن دل سے شیطان کی مخالفت نہ کی بلکہ شیطان کی دوستی اختیار کی۔

(۷) تم نے دوسروں کے عیب تلاش کیئے جبکہ اس سے بڑا عیب تمہارے اندر موجود تھا اور تم نے دوسروں کو برا کہنا شروع کر دیا جبکہ دوسروں سے زیادہ تم برے کہلانے کے مستحق تھے۔

اب بتاؤ کہ جب تمہارا طریقہ یہ ہے تو تمہاری دعا قبول ہو تو کیسے ہو۔ جب کہ تم نے اپنے ہاتھ سے دعا کی قبولیت کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر مولا نے بتایا کہ دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں۔

دعائیں قبول ہونے کا طریقہ کیا ہے

(۱) اللہ سے ڈرو

حضرت موسیٰؑ کا گزر ایک شخص کی طرف سے ہوا جو ان کے اصحاب میں سے تھا۔ وہ سجدے کی حالت میں تھا۔ پھر جب موسیٰؑ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آئے تب بھی اسے سجدے میں دیکھا تو آپ نے فرمایا اگر تمہاری حاجت بر آوری میرے اختیار میں ہوتی تو میں خود تمہاری حاجت پوری کر تا خدا نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ:

"اگر یہ شخص میرے لئے اتنے سجدے کرے کہ اس کی گردن کٹ جائے پھر بھی اس کے اعمال قبول نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ جو چیز مجھے ناپسند ہے اس سے روگردانی نہ کرے اور جو مجھے پسند ہے اسے بجالائے (یعنی گناہوں سے پرہیز

کرے اور عبادت بجا لائے) ورنہ گناہ دعا کی قبولیت کو روک لیتا ہے۔"

بحار الانوار میں مولا فرماتے ہیں کہ

"اگر دعاؤں کو قبول کرانا ہے تقوٰی اختیار کرو (خوف خدا اختیار کرو پرہیز گار ہو۔"

(۲) اپنے عمل کو صحیح کرو -

عمل کو درست کیے بغیر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔

(۳) اپنی نیت کو خالص کرو۔

دنیا کو دکھانے کے لئے کوئی عمل نہ ہو بلکہ خالصتاً اللہ کیلیے ہو۔

(۴) نیکی کا پیغام سنو تو خود اپنے تک محدود نہ رکھو۔ گھر والوں کو بتاؤ محلے والوں کو بتاؤ، دوستوں کو بتاؤ نیکی پھیلاؤ۔

(۵) امر بالمعروف

اگر تمہیں پتا چلے کہ کوئی چیز حرام ہے کوئی چیز گناہ ہے یا کوئی چیز بدعت ہے تو خود اپنے تک اس کو محدود نہ رکھو۔ دوسروں کو بھی اس برائی سے روکنے کی کوشش کرو تو انسان ان ۵ باتوں کی مخالفت کرتا ہے ان ۵ باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اسی طرح مسجد نبوی میں امام جعفر صادقؑ سے سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ مولا قرآن کی یہ آیت سمجھ میں نہیں آتی:

"مجھ سے دعائیں مانگو میں پوری کروں گا۔

پھر دعائیں پوری کیوں نہیں ہوتیں۔"

چھٹے امامؑ نے بھی یہی کہہ کر تشریح کی کہ تم دعائیں مانگتے ہو لیکن

دعائیں مانگنے کا طریقہ تمہیں نہیں پتہ۔ جب دعا کرو تو پہلے طریقہ' سلیقہ سیکھو۔ پہلے یہ دیکھو کہ کس سے مانگ رہے ہو' اور کس طریقے سے اس سے مانگا جاتا ہے۔ پھر جب سائل نے کہا کہ مولا آپ بتا دیجئے آپ ہدایت کر دیجئے کہ دعائیں مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو امام نے کہا کہ جب دعا مانگو تو یہ بھی دیکھو کہ یہ وقت دعا مانگنے کے لئے مناسب ہے یا نہیں اگرچہ ہر وقت دعا مانگی جا سکتی ہے لیکن کچھ اوقات دعا مانگنے کے لئے زیادہ بہتر ہیں میرے مولا نے کہا کہ یہ بھی دیکھو کہ جس جگہ دعا مانگ رہے ہو وہ جگہ اس قابل ہے کہ یہاں دعا مانگی جائے یا دعا نہ مانگی جائے ہر جگہ پر دعا مانگ سکتے ہیں لیکن کچھ مقامات دعا مانگنے کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔ پھر امامؑ نے کہا کہ جب دعا مانگو تو دعا مانگنے سے پہلے یہ دیکھو کہ شرائط کو پورا کیا ہے یا نہیں اور دعا مانگنے کے بعد یہ دیکھو کہ شرائط کو پورا کیا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ کچھ باتوں کا خیال دعا سے پہلے رکھنا ضروری ہے' کچھ باتوں کا خیال دعا کے درمیان کرنا ہے اور کچھ باتوں کا خیال دعا ختم ہونے کے بعد کرنا ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو ان میں تو شامل نہیں ہو کہ جن کی دعا خدا نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم قبول نہیں کریں گے۔ اگر ان میں شامل ہو تو کوشش یہ کرو کہ اس میں سے نکل کر انکے اندر آجاؤ جن کے بارے میں صاف صاف اعلان ہے کہ اس کی ہر دعا ہم پوری کریں گے۔ راوی نے حیران ہو کر کہا مولا میں سمجھا نہیں امامؑ نے کہا کہ دو گروہ ہیں ایک وہ جن کی کوئی دعا پوری نہیں کی جائے گی اور ایک وہ جن کی ہر دعا پوری کی جائے گی تو اپنے آپ کو ان میں سے نکال لو کہ جن کی دعائیں پوری نہ ہونگی اور ان میں شامل کر دو جن کی دعائیں پوری ہونگی۔ ایک مرتبہ راوی یہ کہتا ہے کہ مولا آپ ہی یہ ساری باتیں کہہ دیجئے میں آسانی سے سمجھ لوں گا۔ امامؑ نے کہا:

(دعامانگنے سے پہلے جن باتوں کاخیال رکھناضروری ہے)

(۱) سب سے پہلے یہ دیکھو کہ تمہاراجسم اور لباس پاک ہے۔

(۲) پھر یہ دیکھو کہ تمہارالباس مباح ہے یا نہیں ہے (مباح کامطلب یہ ہے کہ ایسالباس جس میں کوئی حرام پیسہ نہ لگایا گیا ہو' ایسالباس جس کا خمس نکالا جاچکا ہو اگر خمس واجب ہے' زکوٰۃ واجب ہو۔ ایسالباس جس میں کسی انسان کا حق شامل نہ ہو جائز پیسہ کا ہے یا حرام پیسے کا۔)

(۳) تمہارے پیٹ میں اس وقت کوئی حرام غذا تو نہیں ہے اور یہ بھی دیکھو کہ تمہاراجسم حرام غذا سے توپلا بڑھا نہیں ہے۔ اگر تمہارے پیٹ میں کوئی حرام غذا ہے تو اس وقت تک دعا نہ مانگنا جب تک کہ وہ حرام غذا ختم نہ ہو جائے۔ اب ختم ہونے کے بعد وہ جائے گی کہاں جسم کا حصہ بنے گی۔ اس لئے امامؑ نے کہا کہ اس کے بعد توبہ کرنا۔

(۴) یہ دیکھو کہ تمہارارخ قبلے کی طرف ہو۔

(۵) خوشبو لگی ہوئی ہو۔

(۶) راہ خدامیں کچھ صدقہ کرو صدقہ کئے بغیر دعا نہ مانگنا۔"

(دعامانگتے وقت کس طرح سے مانگے)

(۱) سب سے پہلے جب دعاشروع کرے توخداکی حمد کرے' خداکی تعریف کرے۔

(۲) اس کے بعد اس کی نعمتوں کاشکرانجام دے۔

اب نعمتوں کاشکر کس طرح سے انجام دیاجائے حضرت داوٗد نے خدا سے کہا کہ

"خداوندا تو مجھ سے یہ کہتا ہے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر انجام دوں لیکن خداوندا خود ہی یہ بتا کہ تیری نعمتوں کا شکر انجام دیا جائے تو کس طرح سے انجام دیا جائے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ تیرا شکر ہے' اتنا کہنے کے اندر تیری کئی نعمتیں مجھ پر آچکی ہوتی ہیں' ایک نعمت کا شکر ادا کرنے جاتا ہوں تو چار پانچ نعمتیں اور مل جاتی ہیں کہ تو نے زبان کو طاقت دی کہ میں تیرا شکر ادا کر سکوں تو نے مجھے ایسا ذہن دیا کہ میں تیری معرفت کر سکوں۔ تو نے مجھے زندگی دی کہ میں تیرا شکر ادا کر سکوں تو نے مجھے سانس اندر لے جانے کی توفیق دی جس سے میں زندہ ہوں۔ پھر سانس باہر نکالنے کی توفیق دی جس سے میں زندہ ہوں خداوندا ایک نعمت کا شکر ادا کرنے جاؤں چار' پانچ' چھ' سات نعمتیں آجاتی ہیں" تو حکم ہوا کہ "اے داوٗد بس تم نے اتنا سمجھ لیا کہ تمہارا شکر ادا نہیں کر سکتے یہی ہمارا سب سے بڑا شکر ہے کہ جو تم نے ادا کر دیا۔ اس سے بہتر شکر ادا کیا ہی نہیں جا سکتا کہ انسان کے دل میں یہ خیال آجائے کہ ہاں خدا کی نعمتیں اتنی ہیں کہ میرے شکر سے بلند ہیں میں ان کا شکر ادا کر نہیں سکتا۔"

(۳) اس کے بعد درود

(۴) اس کے بعد اپنے گناہوں کی یاد میں نے کہا کیا گناہ کئے پوری زندگی کے گناہ کوئی یاد نہیں کر سکتا تو حکم یہ ہے کہ جس دن دعا مانگ رہے ہو کم از کم اس دن کے گناہ یاد کر لو ہاں آج میں نے ایک نماز قضا کی' آج میں نے کسی مومن کی غیبت بھی کر لی' آج میں نے کسی مومن کے دل کو تکلیف بھی پہنچا دی۔

(۵) توبہ اس دن کے گناہوں کی بھی اور گزشتہ گناہوں کی بھی توبہ کرو اور جب توبہ کر لی جائے اس کے بعد اب دعا شروع کرو۔

(۶) لیکن خبر دار پہلے اپنے لئے دعا نہ کرنا **پہلے دوسروں کے لئے دعا کرنا** اس لئے کہ میرے چوتھے امامؑ کا فرمان ہے کہ "جب کبھی مومن دعا کرنے کے لئے اپنی زبان کو کھولتا ہے اگر اس نے اپنے لئے دعا کی تو خدا اس کی دعا کو مرضی سے قبول کرے، نہ کرے، لیکن اگر اس نے کسی دوسرے مومن کے لئے دعا کی تو آسمان کی فرشتے پکار اٹھتے ہیں کہ تم کتنے اچھے مومن ہو کہ اپنے سے زیادہ غیر کا خیال رکھا۔ ہم بارگاہ الٰہی میں تمہارے لئے دعا کریں گے کہ خداوند اجتنا اس نے دوسروں کے لئے مانگا ہے اس سے دگنا اسے عطا کیا جائے اور معصوم فرشتوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے کبھی ٹھکرائی نہیں جاتی ہے۔

قصہ: عبداللہ ابن جندب میدان عرفات میں کھڑے ہیں تمام دن کھڑے رہے اور جب جانے کا وقت آیا عرفات سے چلنے کی باری آئی تو راوی حیران ہو کر ان کے پاس گیا کہا عبداللہ "میں نے سنا تم صبح سے شام تک دعا مانگ رہے تھے لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ تم نے سب کے لئے دعا مانگی اپنے لئے کوئی دعا نہ مانگی تمام دن تم دعاؤں میں لگے رہے پھر بھی اپنے لئے کوئی دعا نہ مانگ سکے اس کی وجہ کیا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے مولا امام موسیٰ کاظمؑ سے یہ سنا تھا کہ

"جب کوئی اپنے لئے دعا مانگتا ہے تو اب اس کی دعا کا پورا کرنا نہ کرنا خدا کی مرضی پر ہے لیکن جب کوئی مومن دوسروں کے لئے دعا مانگتا ہے اس کا ایک لاکھ مرتبہ گنا زیادہ مرتبہ رکھنے والی دعا خدا اس کے لئے پوری کر دیتا ہے۔"

تو میں نے یہ سوچا کہ ایک ایسی تمنا اپنے لئے کیوں کر دوں جس کا پورا ہونا نہ ہونا مجھے پتہ نہیں ایک لاکھ گنا بڑی تمنا کیوں نہ کر دو جو ہر صورت میں میرے

لئے پوری ہو جائے گی اگر میں غیروں کے لئے دعا مانگوں گا۔"

لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ غیروں کے لئے بد عا مانگنے کو ہر کوئی تیار ہے۔ کسی مومن کی دعا سن لیجئے، کبھی کسی رشتہ دار کا گلہ، کبھی کسی پڑوسی کی شکایت، کبھی کاروباری پارٹنر کے بارے میں خدا سے شکایت، کبھی دوستوں کے بارے میں شکایت، کبھی محلے والوں کا شکوہ، ہم اپنی ہر دعا کا آغاز ہی غیروں کے لئے بد عا سے کرتے ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام:

"فرشتے جب سنتے ہیں کسی مومن کو کہ اس نے کسی دوسرے مومن کے لئے دعا کی ہے تو کہتے ہیں کہ تم کتنے اچھے مومن ہو اور پھر کہتے ہیں کہ خداوندا جیسا اس نے دوسرے کے لئے کیا ہے اس سے دوگنا اجر اسے عطا کر اور جب کسی مومن کو سنتے ہیں کہ وہ دوسرے کی برائی کر رہا ہے تو کہتے ہیں تم کتنے بدتر مومن ہو اور پھر خدا سے کہتے ہیں کہ خداوندا اس نے جو دوسرے کے لئے برائی طلب کی ہے دوگنی برائی اور دوگنی آفت تو اس کے اوپر بھیج ے۔"

پیغمبرؐ کی حدیث ہے:

"زمین اور آسمان کے بیچ میں ایک پردہ لگا ہوا ہے جو دعاؤں کو اوپر جانے سے روک لیتا ہے لیکن جب کوئی مومن کسی غیر کے لئے دعا کرتا ہے تو ایک بار یہ پردہ کٹ جاتا ہے یہ پردہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے راستہ کھل جاتا ہے اور اب یہ دعا آسمانوں کی جانب بلند ہو سکتی ہے۔"

دس مرتبہ یا اللہ کہو

تین مرتبہ یارب کہو

ایک مرتبہ مَاشَاءَاللّٰہ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہ

اور اس کے بعد کہنا شروع کر و یارَبّ یااللّٰہ اور اتنی دیر تک کہتے رہو تمہاری سانس ٹوٹ جائے اور جب سانس ٹوٹ جائے تو اب اپنی دعائیں مانگنا شروع کرو۔

یہ خیال کرو کہ جب دعا زبان سے نکالی جائے توان باتوں کا خیال رکھا جائے:

(1) ہاتھ سامنے پھیلے ہوئے ہوں۔

(2) ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی جانب ہو۔

(3) نگاہیں ہتھیلیوں پر جمی ہوں۔

(4) یہ دعا نہ کرنا کہ خداوندا جو میری تمنائیں ہیں انہیں پورا کردے بلکہ خدا یہ پسند کرتا ہے خدا کو معلوم ہے کہ ہر مومن کی کیا کیا تمنا ہے لیکن خدا یہ پسند کرتا ہے کہ مومن ایک حاجت اسے تفصیل سے بتائے اور خدا اسے پورا کرتا جائے۔

(5) دعا با آواز بلند نہ مانگو بلکہ آہستہ آہستہ دعا مانگو اس لئے کہ ایک آہستہ دعا ستّر بلند دعاؤں سے افضل ہوتی ہے اور زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔

دعا مانگنے کے بعد جن باتوں کا خیال رکھنا ہے۔

۱) دعا مانگ کر فوراً چہرے پر ہاتھ پھیر لو اس لیے کہ جس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا گویا اس نے اپنی دعا کو اسی وقت قبول کرالیا۔ سوائے نماز کے قنوت میں کہ اس کے اندر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا حکم نہیں ہے۔ باقی ہر دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرو، دعا مانگنے کے بعد یہ یقین کرو کہ میری یہ دعا قبول ہوگئی۔ اس یقین کے ساتھ اپنے مقام سے اٹھو۔

۲) دعا کے اختتام پر بھی درود بھیجو۔

۳) بار بار دعائیں مانگتے رہو یہ انتظار نہ کرو کہ میں نے دعا مانگی ہے۔ اب پوری ہوئی اب پوری ہوئی ہے، نہیں بار بار دعا مانگتے رہو جو بار بار دعا مانگے گا اسی کی دعا پوری ہو گی۔

ایک حکم امام نے بتایا کہ وہ حکم امام نے کہا،

دعا سے پہلے بھی عمل کرو دعا کے دوران بھی عمل کرو دعا کے بعد بھی اس پر عمل کرو

کوشش یہ کرو کہ جس وقت دعا مانگی جا رہی ہو اس وقت تمہارے اوپر رقّت طاری ہو۔ آنکھوں کے اندر آنسو آچکے ہوں اسلئے کہ ان آنسوؤں کے آنے سے زیادہ دعا کو قبول کروانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

مومن کی آنکھ سے نکلے ہوئے آنسوؤں کا ایک قطرہ عذاب کے دریاؤں کو ٹھنڈا کر دے گا۔

قیامت میں ہر آنکھ روئے گی لیکن وہ آنکھ نہیں روئے گی جس کی آنکھوں میں خوف خدا سے دنیا میں آنسو آگیا تھا۔

خدا کی نگاہ میں مومن کی آنکھ کے آنسو کے قطرے سے قیمتی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

خدا کا وعدہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ اے موسیٰ تین چیزوں سے زیادہ مجھے کوئی چیز پسند نہیں جو بندہ ان تین چیزوں پر عمل کرے۔

موسیٰ نے کہا خداوندا وہ کونسی تین چیزیں ہیں۔ اللہ نے کہا کہ

۱) ایک تو دنیا میں زہد اختیار کرے (حرام کو ترک کرنا خواہشات کو روکنا)

۲) گناہوں سے پرہیز کرنا

۳) تیسرے میرے خوف سے باربار آنسو بہانا۔

اور اے موسیٰؑ جس نے دنیا میں زہد اختیار کی یہ میرا وعدہ ہے کہ آخرت میں اسے جنت عطا کروں گا۔

جس نے گناہوں سے پرہیز کیا یہ میرا وعدہ ہے کہ اس سے حساب وکتاب نہیں لوں گا۔

اور جس کی آنکھ سے میرے خوف سے آنسو نکلا یہ میرا وعدہ ہے کہ کوئی عذاب اس کے جسم کو چھو نہیں سکتا اور اگر چھو جائے تو عذاب اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

امامؑ نے کہا کہ اگر آنکھ سے آنسو نکل گیا تو سمجھ لو کہ دعا قبول ہو گئی ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ میں کیا کروں دعائیں مانگتا ہوں کوشش کرتا ہوں آنکھ سے آنسو آتے ہی نہیں، پیغمبرؐ نے کہا کہ اگر خود بخود نہیں آرہے تو کوشش کر کے نکالو اگر بالکل رونا نہیں آرہا تو رونے والوں جیسی صورت بنالو۔

۱۰) علماء کی قبر پر مانگی جانے والی دعا۔

۱۱) صالحین (یعنی اپنے محلّے اپنے ماحول اور اپنے زمانے میں ایسا شخص جو عالم تو نہیں تھا لیکن اتنا مقدس اتنا پرہیز گار تھا کہ لوگ اس کے تقدس اور پرہیز گاری کا حوالہ دیا کریں اس کے پرہیز گاری کی تعریف کیا کریں ایسے مومن کا انتقال ہو جائے اس کی قبر پر مانگی جانے والی دُعا

۱۲) والدین کی قبر پر مانگے جانے والی دعا باپ کی یا ماں کی قبر پر مانگی جانے والی

دعا۔ ان سب قبروں کے سلسلے میں سب سے زیادہ تیزی سے قبول ہوتی ہے۔

تواب جو لوگ سوال کرتے ہیں کہ ہم سہون جاکر دعا مانگتے ہیں ہم عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار پر جاکر دعا مانگتے ہیں۔ صحیح ہے یا غلط؟ کیا اس کا حکم ہے۔ امام کی روایت کہ کہاں کہاں مانگی جانے والی دعا بہتر ہے، جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ تو وہ مزار اگر اس فہرست کے اندر آجاتے معلوم ہو جائے کہ کسی عالم کا مزار کہ کسی شہید کا مزار ہے یا یہ کہ کسی صالحین کی قبر ہے یا والدین کی قبر ہے۔ تو یقیناً وہاں جاکر دعا مانگیں لیکن اگر اس فہرست میں نہیں آتا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ گھر کی دعا اور وہاں کی دعا دونوں برابر ہے۔

کس وقت دعا مانگو تو جلدی قبول ہوتی ہے۔

پانچویں امامؑ کی روایت ہے کہ جب میرے بابا پر کوئی مصیبت آتی کوئی حاجت پیش آتی تو فوراً دعا نہ مانگتے انتظار کرتے سایہ ڈھلنے کا جب سایہ ڈھل رہا ہوتا اس وقت دعا مانگتے یا انتظار کرتے جب سورج ڈوب رہا ہوتا تب دعائیں مانگتے۔

تو چند اوقات ہیں۔ جن کی پابندی صرف ہم اور آپ کے لئے نہیں بلکہ امامؑ نے بھی اپنے لئے ضروری کرلی تھی۔ تاکہ پتا چلے کہ دعا خدا اور بندے کا واسطہ ہے۔ جب کیا جائے جس مقام پر دعا مانگی جائے۔ جس محل میں دعا مانگی جائے پوری ہونی چاہئے لیکن کچھ خاص اوقات ہیں جو امام نے بتائے۔ سب سے پہلے تو

۱) آٹھویں امام سے کسی نے یہ پوچھا مولا میں کس وقت دعا مانگوں دن کا سب سے عمدہ وقت کونسا ہے۔ امام نے کہا یاد رکھو واجب نمازوں کا جو وقت ہے۔ اس سے بہتر اگر کوئی اور وقت ہوتا تو خدا اپنی نمازیں اس وقت واجب کرتا کہ خدا کی سب سے

بہترین عبادت یہ نماز ہے۔ پیغمبرؐ کی روایت بھی ہے کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے دنیا میں سب سے بہتر چیز مجھے نماز لگتی ہے تو آٹھویں امامؑ یہ فرمار ہے ہیں کہ سب سے بہتر وقت دعا کا وہ ہے جب نماز واجب ہوتی ہے یعنی

a) زوال کے وقت ۔

b) سورج کے ڈوبتے وقت ۔

c) صبح سویرے فجر کے وقت ۔

۲) مولا کا فرمان ہے کہ دعائیں مانگتے رہا کرو ہر اس وقت کہ جب رحمت خدا کے دروزے کھُل جائیں۔پوچھا لوگوں نے مولاؑ رحمت خدا کے دروازے کب کھُلتے ہیں امام نے کہا۔ جب

d) ہوائیں چلنے لگیں رحمتِ خدا کے دروزے کھُل جاتے ہیں۔

e) جب بارش ہونے لگے۔

f) جب مؤذن کی آواز بلند ہو جب اذان کا وقت ہو۔

g) جب دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی فوج کھڑی ہو اور فوج، فوج سے ٹکرائے جیسے ہی ٹکرائے یہ سب سے بہتر وقت ہے دعا کا۔

h) قرآن کی تلاوت کے وقت۔

i) صدقہ دینے کے وقت۔

j) جب کوئی راہ خدا میں شہید ہوتا ہے اور اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے ایک طرف تو بارگاہِ الٰہی اس ظلم کے اوپر جلال میں آجاتی ہے، دشمنوں کے اوپر لیکن اس شہید کے واسطہ سے رحمت خدا کے دروازے کھُل جاتے ہیں اور اب اس وقت کوئی دعا مانگے تو فوراً وہ دعا قبولیت کے مرحلے طے کر لیتی ہے بعض

لوگ پوچھتے ہیں کہ 23,21,19 شب قدر کی راتیں بھی ہیں اور ساتھ ساتھ ان راتوں میں شہادت کی اور غم کی راتیں بھی ہیں۔ دعائیں مانگے تو کیسے مانگیں اچھا نہیں لگتا کہ ایک طرف تو غم منائیں اور دوسری طرف اپنی صحت کی سلامتی کی کاروبار کی دعائیں مانگے۔ تو اس روایت کو سن لیجئے کہ جب بھی کسی مظلوم کا پہلا خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو دشمنانِ خدا کے لئے جلال آتا ہے خدا کو لیکن دوستدارانِ خدا کے لئے رحمتِ خدا کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس وقت جو دعا مانگی جائے وہ دعا فوراً قبولیت کے مرحلے طے کر لیتی ہے۔

مجھ سے ایک رشتہ دار آکر ملتا ہے، جس نے مجھے کافی تکلیف پہنچائی، میں جب اسے دیکھتا ہوں بے اختیار بد دعا آجاتی ہے لیکن میں نے دیکھا کہ اب تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا تو اگر یہ بد دعا بری ہوتی تو امام فوراً منع کر دیتے اے شخص تو غلط کام کر رہا ہے فائدہ کیا ہوگا۔ امامؑ نے منع نہیں کیا بلکہ امامؑ نے کہا کہ اے شخص! ایسا لگتا ہے کہ تو غلط طریقے سے بد دعا کرتا ہے۔ کہا مولا! میں سمجھا نہیں۔ امامؑ نے کہا کہ یہ بتا کہ تو کب بد دعا کرتا ہے۔ کہا کہ مولا جیسے ہی اس کی شکل دیکھتا ہوں امامؑ نے کہا کہ پھر یہ بد دعا قبول نہیں۔ جب بد دعا کرو تو اس وقت بد دعا کر کہ جب وہ تجھ سے مل کر واپس جا رہا ہو۔ پیٹ کو دیکھ کر پشت کو دیکھ کر بد دعا کر۔ دیکھ کہ کتنے جلدی تو اسے پورا کرتا ہے۔ راوی یہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ جب میں مدینے سے کوفے آیا۔ پہلی ہی مرتبہ اس سے ملاقات ہوئی جب وہ سلام کر کے واپس گیا میں نے پیٹ کو دیکھ کر بد دعا کی اور اسی رات کو میں نے سنا کہ میرے پڑوس میں ایک شور اٹھا۔ لوگوں سے پوچھا تو پتا چلا کہ وہ آپ کا دشمن ابھی تک صحیح وسالم تھا پتا نہیں چند گھنٹوں میں کیا ہوا کہ یہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

مدینے کے حاکم نے جب امامؑ کے غلام کو شہید کردیا۔ تمام رات مصلےّ پر امام کہتے رہے اور صبح کو یہ کہتے ہوئے سجدے میں گئے کہ اب دیکھو کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اِدھر امام سجدے میں گئے اور اُدھر حاکم مدینہ دنیا سے رخصت ہوگیا۔

بددعامیں خاص طور سے یہ تذکرہ ہے کہ اگرباپ اگر بیٹے کے خلاف بارگاہِ الٰہی میں اس کے کسی ایسے عمل سے ناراض ہو کربددعا کریں کہ جب بیٹا غلطی پر ہو تو یاد رکھو کہ پھر کائنات کی کوئی چیز بیٹے کو نہیں بچاسکتی یہاں تک کہ کچھ علماء لکھتے ہیں کہ میدانِ جہاد میں بھی اگر باپ کافروں کی جانب سے آئے اور بیٹا مسلمانوں کی جانب سے 'تولڑنا تو واجب ہے لیکن بہتر یہ ہے بلکہ بعض علماء حکم یہ قرار دیتے ہیں کہ بیٹاباپ پر تلوار نہ اٹھائے اسے چھوڑ دے اپنے کسی ساتھی کے لئے۔ یہاں تک موجود ہے کہ جب باپ نے جناب سیدّہ کو دربار عام میں بُرا بھلا کہا معاذ اللہ گالیاں دیں اور بیٹے نے آکر دسویں امامؑ سے پوچھا کہ مولا میرا باپ کافر ہو گیا ہے بنت رسولؐ کے بارے میں بھرے دربار میں یہ کہا ہے امام نے کہا کہ وہ واجب القتل ہیں لیکن تو اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو قتل نہ کر کسی اور کو یہ کام کرنے دے اسلئیے کہ جس بیٹے نے ایسے باپ پر ہاتھ اٹھایا چاہے باپ برابر غلطی ہو بیٹا سراسر صحیح ہو اسلئے کہ ایسے بیٹے پر بھی خدا کا عذاب آگیا تھا جس نے اپنے باپ کو اسلئے قتل کیا کہ اس نے شہزادی کی شان میں گستاخی کی۔ حقیقت میں بیٹے پر عذاب بعد میں آگیا تھا تو باپ کی بددعا سے خاص طور پر بچو۔ اور خاص طور پر اس بے گناہ بیوی کی بددعا سے بغیر کسی قصور کے طلاق دی جارہی ہو۔ ان دو بددعاؤں سے ہر وقت بچتے رہو۔

۳) باپ کی دعا نیک بیٹے کے حق میں۔

۴) بیٹے کی دعا اپنے والدین کے حق میں۔

۵) مریض کی دعا کہ جب کوئی بیمار ہو جائے اب جو دعا کرے جس کے حق میں دعا کرے خدا فوراً پوری کرے گا۔ اگر ایسے ہی اس کی دعا کو قبول ہونا ہے تو وہ پہلے اپنے مرض سے تو نجات پائے۔ وہاں تو خدا اس کی دعا قبول کرتا نہیں اور دوسرے مقام پر یہ کہہ رہا ہے کہ دعا قبول ہو جاتی ہے مرض یا بیماری امتحان مومن ہے لیکن اس امتحان کی حالت میں مومن جو دعا کرے گا جس کے لئے دعا کرے گا خدا قبول کرے گا اسلئیے حکم یہ ہے کہ مریض کو سنو فوراً عیادت کے لئے جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے لئے دعا کر دے اور تم جاؤ تو وہاں سے مقبول، قبول شدہ دعا لے کر آؤ۔

۶) روزہ دار کی دعا۔ جو بھی روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے وقت افطار اگر حرام چیز سے اس نے روزہ نہیں کھولا تو جو دعا اس کی زبان سے نکلے گی فوراً بارگاہِ الہٰی میں پوری ہو جائے گی۔

۷) جہاد پر جانے والے کی دعا۔

جہاد سے آنے والے کی دعا۔

۸) حج اور عمرے پر جانے والے کی دعا۔

حج اور عمرے سے آنے والے کی دعا۔

جو حج پر یا عمرے پر جاتا ہے اس کی دعا کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ امامؑ نے کہا کہ جب وہ گیا ہو حج یا عمرے پر تو تم اس کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرو۔ شاید اسی سے خوش ہو کر واپس آکر وہ تمہارے لئے دعا کر دے تا کہ تم ایک مقبول دعا اپنے

لئے حاصل کرلو۔

۹) وہ دعاجو کوئی مومن دوسرے مومن کے حق میں کرتا ہے جب کہ وہ غیر حاضر ہو جب کہ وہ اس مقام پر موجود نہ ہو۔

۱۰) جس نے بلاو مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے ہی دعا کرلی۔ آج خدا نے اسے راحت و آرام دیا تو اس نے آج ہی کہہ دیا خداوندا تو نے مجھے رزق کی جانب سے بے فکری عطا کی ہے خداوندا میری دعا یہ ہے کہ آئندہ اگر کوئی مصیبت آنے والی ہے تو تُو اس مصیبت کو مجھ سے ابھی سے دور کردے اسی طریقے سے آنے والی مصیبت کے بارے میں جو دعا کر کے بیٹھے گا اس کی دعا فوراً قبول ہو گی۔

وہ لوگ جن کی دعا کسی صورت میں کسی حالت میں قبول نہیں ہوتی

۱) وہ پڑوسی کہ جو اپنا پڑوس تبدیل کر سکتا ہے لیکن تبدیل نہ کرے لیکن اپنے پڑوسی کی تکلیف سے گھبرا کر کہے خداوندا مجھے کتنا خراب پڑوسی ملا ہے تکلیف پہنچاتا رہتا ہے اذیت پہنچاتا رہتا ہے خداوندا تو اسے عذاب میں گرفتار کر خُداوندا تو اسے مجھ سے دور کردے۔ تو اگر کوئی پڑوسی کیلئے دعا کرے جبکہ پڑوسی حقیقت میں ظالم بھی ہو جبکہ یہ شخص اپنا پڑوس بدل سکتا ہو پھر بھی نہ بدلے تو خدا کہتا ہے اے شخص جب میں نے تجھے پڑوس بدلنے کا اختیار دیا ہے تو تُو بجائے اس کی بد عا کرنے کے اپنا پڑوس کیوں تبدیل نہیں کرتا۔ تیری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

۲) دوسرا وہ شخص کہ جس کی بیوی اس کے حق کو ادا نہ کرے اور اسے تکلیف پہنچائے اذیت پہنچائے وہ اپنے گھر کے سکون و آرام کو کھو چکا ہو ہر ممکن مصالحت کی کوشش میں ناکام ہو چکا ہو اس کے بعد یہ کہے کہ خداوندا میری بیوی

میرے حق کو ادا نہیں کرتی ہے تو کسی طریقے سے مجھے میری بیوی سے نجات دلا۔ فوراً انکار آجاتا ہے بارگاہِ الٰہی سے جب ہم نے تجھے طلاق کا اختیار دیدیا ہے تو آخر تو طلاق کو استعمال کر کہ اپنی بیوی کو کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔ ہم سے یہ دعا کیوں کر رہا ہے۔

(طلاق کی کتنی مذمت اسلام میں ہے لیکن یہ اس مقام پر نہیں ہے جب طلاق کے علاوہ کوئی علاج ہی نہیں)

۳) وہ شخص جو گھر میں بیٹھ کر خدا سے کہے کہ خداوندا تیرا وعدہ ہے کہ تُو ہر ایک کو روزی دیتا ہے مجھے بھی میری روزی دے تو حکم یہ ہے کہ خدا کہتا ہے میں نے گھر میں بیٹھنے والے سے وعدہ نہیں کیا نکل کر کوشش کیوں نہیں کرتے میں تیری دعا قبول نہ کروں گا۔

۴) جس نے کسی کو قرضہ دیا امانت دی کوئی چیز کسی کے حوالے کرنے کی اور بھروسہ کر لیا میرا دوست ہے میرا ساتھی ہے کیا لکھا پڑھی کروں کیا گواہ رکھوں اور اسنے بغیر کسی لکھا پڑھی کے بغیر گواہ کے اس کے حوالے کر دے اور بعد میں جب وہ لینے والا انکار کر دے واپس نہ کرے یہ کہے خداوندا مجھ پر کتنا بڑا ظلم ہو گیا مجھے واپس دلا دے میری امانت میرا قرضہ میرے پیسے واپس آجائیں۔ خدا کہتا ہے کہ جب میں نے قرآن تک میں کہہ دیا کہ جب بھی کسی کو کوئی چیز دو تو دو عادل گواہوں کی موجودگی میں لکھوا کر دو تو نے میرے حکم پر کیوں عمل نہ کیا۔ میں تیری دعا کو قبول نہ کروں گا۔ تُو خود اپنی غلطی کی سزا بھگت۔

۵) جسے خدا نے دولت دی رزق دیا۔ پیسے دیئے اور اس نے اُن کو خرچ کرنا شروع کیا۔ چاہے نیکی کے کام میں خرچ کرے چاہے اپنے لئے خرچ کرے۔ بڑی

کثیر دولت جو اس کی ضرورت کے لئے کافی تھی خرچ کرنے بیٹھ گیا۔ اب کہتا ہے۔ خداوندا میرے پاس کچھ نہ رہا دوبارہ مجھے عطا کر تو خدا کہے گا کہ جب میں نے عطا کیا تھا فضول خرچی کرتے ہوئے خرچ کر دیا اب مجھ سے مانگتا ہے اب میں تجھے عطا نہیں کروں گا۔

۶) جو غافل ہو۔ دعائیں پڑھ رہا ہو لیکن اسے پتا بھی نہ ہو کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔

۷) جس کا دل سخت ہو خدا اس کی دعا کبھی قبول نہیں کرتا۔ اسی لئے حکم یہ ہے کہ پہلے روؤ آنسو بہاؤ تا کہ دل نرم ہو جائے اور اب تمہاری دعا قبولیت کے مرحلے پر پہنچ سکے۔

۸) وہ شخص جو دل کی گہرائی سے دعا نہ کرے۔

قصہ : جب نادر شاہ کاظمین میں آیا امام موسیٰ کاظمؑ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ امام جو دور و نزدیک ہر ایک کی دعائیں قبول کرتے ہیں ان امام کے روضے کے دروازے پر کچھ فقیر بیٹھے ہوئے ہیں اس حالت میں کہ وہ اندھے ہیں اور اپنے اندھے ہونے کا واسطہ دے کر بھیک بھی مانگ رہے ہیں اور دعا بھی کرتے جارہے ہیں کہ میرے آنکھوں کی بینائی واپس آجائے۔ نادر شاہ نے منظر دیکھا۔ ایک مرتبہ جلال آگیا تلوار کو کھینچا اور کہا کہ میں جارہا ہوں زیارت پڑھنے۔ اگر میری واپسی تک بھی تم اندھے رہے سب کی گردنیں اُڑا دوں گا یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا روضے کے اندر۔ یہاں ہاتھ پیروں میں لرزا طاری ہو گیا۔ سب کو موت سامنے نظر آنے لگی ایک مرتبہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔ نادر شاہ نکل کر آیا دیکھا کہ جو چند لمحے تک سب کے سب آنکھوں

کے اندھے تھے۔ چند لمحوں کے اندر اندر سب بینا ہو چکے ہیں۔ ایک مرتبہ فقیروں سے کہا کہ اتنے سال سے دعا مانگ رہے تھے آج تک دعا قبول نہ ہوئی اور اب چند لمحوں میں دعا قبول ہو گئی اس کی وجہ بتا سکتے ہو سب نے سر جھکا لیا ہم خود حیران ہیں۔ ہم سالوں سے دعا مانگ رہے ہیں امامؑ نے آج تک پوری نہیں کی، پوری بھی کی تو چند لمحوں میں۔ کہا کہ ہاں، اس لیے کہ آج سے پہلے تم کبھی بھی دل کی گہرائی سے دعا نہیں مانگتے تھے لیکن آج تمہیں موت نظر آنے لگی تھی آج تمہیں یقین ہو گیا تھا کہ اگر تمہاری آنکھیں صحیح نہ ہوئیں تو میں قتل کر دوں گا۔ تو موت کو سامنے دیکھ کر تم نے دل کی گہرائی سے دعا مانگی اس لیے تمہاری دعا فوراً قبول ہو گئی۔ تو وہ شخص جو زبان سے دعا کرے دل کی گہرائی سے دعا نہ کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

حسدُ

قرآن:۔

کیالوگوں میں یہ جذبہ پیدا ہو چکا ہے کہ خدا جب کسی کو اپنے فضل سے عطا کرتا ہے تو وہ اس شخص سے حسد کرنے لگتے ہیں ان کے دلوں میں اس شخص سے حسد پیدا ہونے لگتا ہے۔ کیا لوگ ایسی چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے اپنی جانب سے عطا کی ہے۔

ایک دن شیطان فرعون سے ملاقات کے لئے اس کے پاس گیا۔ فرعون بھی پہچان گیا مسکرا کر استقبال کیا۔ بات چیت ہونے لگی۔ دوران گفتگو فرعون نے شیطان سے یہ دریافت کیا کہ اے شیطان! کیا مجھ سے بڑھ کر بھی تو کسی سے راضی ہے کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی تجھے خوش کرنے والا ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ اے فرعون! یقیناً تو میری بڑی خدمت کر رہا ہے میرے مقصد کو مکمل طور پر پورا کر رہا ہے لیکن تجھ سے زیادہ میں تیرے پڑوسی سے راضی اور خوش ہوں۔ اتنا سنتے ہی فرعون حیران ہو گیا میں اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہوں میں اتنے بندگانِ خدا کو بہکاتا ہوں اور شیطان مجھ سے زیادہ کسی اور سے راضی ہے آخر وہ کس طرح سے لوگوح کو بھکا رہا ہے وہ اس طرح سے شیطان کے مقصد کو کامیاب بنا رہا ہے۔ شیطان سے کہا کہ میں تیری بات نہیں سمجھا وہ کون ہے میرا پڑوسی۔ شیطان نے کہا چل میرے ساتھ۔ اسے لے کر چلا۔ رات کا وقت تھا دروازے کے قریب پہنچا کہا کان لگا کر سن کہ تیرا پڑوسی کیا کہہ رہا ہے۔ فرعون نے دیکھا مصلاّ بچھا ہوا ہے بیٹھا

ہوا ہے دعا کے لئے ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں اور گڑ گڑا کر خدا کو پکار رہا ہے۔ فرعون کی حیرت اور بڑھ گئی کہ اے شیطان میں تو اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہوں اور یہ تو اس اصلی خدا کو مان رہا ہے وہ اس سے دعا کر رہا ہے اور رات کی تاریکی میں دعا کر رہا ہے۔ یہ کیسے تیرا ساتھی ہو گیا یہ کیسے مجھ سے زیادہ تجھ سے قریب ہو گیا۔ یہ تو خدا کو ماننے والا ہے یہ تو تیرا دشمن ہے کہا نہیں غور سے اس کی دعا کو سن۔ سنا کہ وہ دعا کر رہا تھا کہ خداوندا میرے پڑوسی کے پاس ایک گائے ہے جو انتہائی کثیر مقدار میں دودھ دیتی ہے۔ میں اپنی عبادتیں پیش کر کے تجھ سے التجا کرتا ہوں تو کسی طریقے اسے اس گائے کو ہلاک کر دے اس لئے دودھ دینے والے جانور سے محروم کر دے۔

شیطان نے فرعون سے کہا کہ اب بھی تُو نہیں سمجھا ہو گا آ میرے ساتھ میں تجھے کچھ اور دکھاتا ہوں یہ کہہ کر دروازہ کھولا۔ اس دعا مانگنے والے کا شانہ ہلایا اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں (اتنا دعا میں مستغرق تھا کہ پتا بھی نہ چلا کہ کمرے میں آیا) اے شخص! ہم نے تیری دعا کو سنا یقیناً تیرے پڑوسی کے پاس دودھ دینے والی گائے ہے لیکن اور تیرے پاس کمی ہے۔ ایسا کر تو یہ دعا نہ مانگ ہم تیری کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔ ہم تجھے دو گائے دیں گے جو اس سے بڑھ کر دودھ دینے والی ہو گی۔ پڑوسی نے کہا نہیں مجھے اپنے لئے دو گائیں نہیں چاہیے میں اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا میری دعا تو یہ ہے کہ خدا اسے اس گائے سے محروم کر دے۔

فرعون کہتا ہے کہ شیطان یقینی طور پر آج میں سمجھ گیا کہ تو مجھ سے زیادہ اس سے کیوں خوش ہے۔ حقیقت میں ہونا چاہئے کیونکہ یہ مجھ سے زیادہ گمراہی کے راستے پر ہے۔

سورۂ فلق

کسی کی نعمت دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ خدا اس سے اس نعمت کو چھین لے۔
حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو اس لئے اگر دل میں حسد ہے تو نہ نماز فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ حرام سے بچنا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔
مومن طاق ابن نعمان (امام کے عظیم صحابی جن کا نام مومن طاق رکھنا یعنی ایسا مومن جن کی مثل کوئی پیدا نہیں ہوا حاسدوں نے ان کا نام شیطان طاق رکھا) انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ مجھے یہ بتایئے کہ کون کون سے کام ایسے ہیں جو مومن مر جائے گا لیکن کبھی نہیں کرے گا تو امام نے تفصیل بتائی۔
اس تفصیل میں امام نے کہا کہ ہمارا مومن ہمارا مومن کتا نہیں ہو گا ہمارا مومن کوا نہیں ہو گا۔ پوچھا گیا مولا اس کا مطلب کیا۔ امام نے کہا کہ ہمارا مومن ایسا نہیں ہو گا کہ کتے کی طرح سے جو اسے کھلائے اس کے پیچھے دوڑتا چلا جائے۔ بلکہ ہر وقت ہمارے احکامات کی پیروی کرے گا۔ ہمارا مومن کوا نہیں ہو گا یعنی کوے کی طرح لالچی نہیں ہو گا کہ جہاں سے دو پیسے ملنے کی امید وہاں بھاگا بھاگا چلا جا رہا ہے بغیر اس خیال کئے ہوئے کہ اس ملک میں اس علاقے میں ایمان محفوظ رہ سکتا ہے یا نہیں رہ سکتا واجبات کی پابندی ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی۔ یہ دیکھے بغیر کے دینے والا کس طرح سے دے رہا ہے کیسے دے رہا ہے۔ بھاگا بھاگا چلا گیا۔ اور مومن آلِ محمدؐ کبھی حاسد نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر تمام دنیا کے برابر سونا اور چاندی راہ خدا میں خیرات کر دے اور اس کے بعد کسی مومن سے

معمولی سا حسد کرے تو خدا یہ تمام اس کی خیرات نہ صرف یہ کہ بیکار کر دے گا بلکہ یہ ساری خیرات جہنم کی آگ میں گرم کی جائے گی اور یہ گرم گرم سونا اور چاندی جو اس نے دیا ہے اس سے اُس کے پورے جسم کو داغا جائے گا۔ (لیکن حسد اس وقت تک گناہ نہیں ہے جب تک دل ہی دل میں رہے کیونکہ ایسا کوئی نہیں سوائے انبیاء اور آئمہ کے جس کے دل میں کسی کے خلاف حسد پیدا نہ ہو۔ حسد کی یہ ساری بُرائی اس وقت ہے کہ جب حسد یا زبان سے ظاہر ہو یا ہاتھ پیروں سے ظاہر ہو۔ انسان کسی حاسد کی جب برائی کرے زبان سے یا اپنے عمل سے۔ دل میں اگر جلن پیدا ہوئی تو وہ گناہ نہیں ہے یہ قابلِ معافی ہے۔)

علماء :۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ایک حسد کی وجہ سے 30 گناہ کرے۔

حجاج نے ایک حاسد اور ایک بخیل کو بلایا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حاسد کا حسد زیادہ ہے یا بخیل کا بخل۔ اس نے اِن سے کہا کہ کوئی چیز مانگو (خواہش کرو) جو پہلے مانگے گا اس کو ایک ملے گی اور دوسرے کو دُگنا ملے گا۔ (بخیل ہمیشہ لینا چاہتا ہے کچھ دینا نہیں چاہتے اور حاسد کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے ملے یا نہ ملے دوسرے کو نہ ملے اور دوسروں کا اچھا نہیں دیکھ سکتا۔)

اب حاسد اور بخیل دونوں چپ رہے کیونکہ بخیل نے سوچا کہ مجھے دُگنا ملے اور حاسد یہ سوچ کر چپ رہا کہ اسے دُگنا نہ ملے۔ بہت دیر ہو گئی۔ حجاج نے کہا کہ زیادہ وقت نہ دونگا۔ یہ سن کر حاسد نے کہا کہ اچھا میری ایک آنکھ نکال دے۔ حجاج نے پوچھا کیوں تو اس نے کہا کہ میری ایک آنکھ نکال تا کہ اس کی دو آنکھ نکلے۔

دو دوست تھے۔ دونوں نے ایک ساتھ علم حاصل کیا۔ ایک بہت آگے نکل گیا۔ دوسرا دوست اس سے حسد کرنے لگا۔ وہ حاسد ایک غلام کا بہت خیال کرتا تھا۔ ایک دن غلام سے کہنے لگا کہ میں تیرا اتنا خیال کرتا ہوں میں تجھے اپنی پوری ملکیت دوں گا۔ پڑوس میں میرا دوست رہتا ہے مجھے اس کی عزت ختم کرنی ہے۔ تو مجھے اس کے گھر کی چھت پر قتل کرنا بھلے میری جان چلی جائے لیکن اس کی عزت خراب ہوگی کہ اپنے دوست کو قتل کیا۔ لیکن ہوا یوں کہ جب وہ غلام قتل کر کے بھاگنے لگا تو پکڑا گیا۔ ساری بات کھل گئی اور حاسد کی ہی بے عزتی ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

آخری زمانے میں دو گروہ حسد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (۱) علماء کا (۲) عورتوں کا۔

شاہ عباس کو یہ حدیث سن کر بہت افسوس ہوا۔ کہا میں نہ ھُوں! اس زمانے میں دیکھوں وہ زمانہ آتو نہیں گیا امتحان لینا چاہا۔ ایک دن وہ دو علماء شیخ بہائی اور میر داماد کے ساتھ جا رہے تھے ایک گھوڑے پر میر داماد دوسرے پر شیخ بہائی۔ میر داماد کا گھوڑا پیچھے پیچھے تھا اور شیخ بہائی آگے آگے تھے۔ شاہ عباس نے میر داماد سے کہا کہ شیخ بہائی گھوڑا کتنا تیزی سے چلا رہے ہیں ان کو اتنا فخر بھی نہیں ہونا چاہئے۔ میر داماد نے جواب دیا کہ اُن کا قصور نہیں ہے ان کے گھوڑے کو فخر ہے کہ کس کو لے جا رہا ہے۔ پھر شاہ عباس نے شیخ بہائی سے کہا کہ میر داماد کا گھوڑا اتنا آہستہ جا رہا ہے کہ مزہ نہیں آتا ہے۔ شیخ بہائی نے کہا کہ اُن کا قصور نہیں ہے گھوڑے پر علم کا اتنا بوجھ ہے علم کا۔ علم کے بوجھ کی وجہ سے آہستہ جا رہا ہے۔ شاہ عباس نے سجدہ شکر کیا کہ شکر ہے وہ زمانہ نہیں آیا۔

حسد اسی لئے بڑا گناہ ہے کہ حسد دوسرے گناہوں کو دعوت دیتا ہے۔ ایک تو خود حسد گناہ پھر اس کے بعد غیبت ہوتی ہے پھر اس کے خلاف سازش ہوتی ہے پھر اس کے خلاف ہاتھ پاؤں سے کوشش کی جاتی ہے پھر اس کے خلاف انسان بد دعائیں کرتا ہے اور ایک اس منزل پر پہنچتا ہے کہ اپنے آپ کو فنا کرتا ہے تاکہ اس منزل کو نقصان پہنچ جائے۔

کبر

مومن کے لئے سب سے ضروری ہے کہ جو کام بھی کرے چاہے مختصر سے مختصر لیکن صرف خدا کیلئے کرے کہیں بھی ذاتی خواہش' ذاتی عزت کا خیال نہ ہو کوئی عزت عزت نہیں اگر خدا اس پر راضی نہ ہو اور کوئی ذلت ذلت نہیں اگر خدا اس کو ہمارے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے۔

جب کبھی مومن اپنی زندگی کے غلط راستے کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر آتا ہے اور شیطان کے لئے وجۂ پریشانی بن جاتا ہے تو شیطان کے پاس مومن کو بہکانے کا اور راستے سے ہٹانے کا یہی ایک راستہ رہ جاتا ہے۔.

پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرما رہے ہیں:۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں شیطان رنگ برنگی لباس پہن کر حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے سوال کیا کہ تُو کون ہے۔ شیطان نے اپنا تعارف کرایا میرا نام ابلیس ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بے اختیار کہا کہ خدا کسی کو تیرا ہمسایہ نہ بنائے۔ میں اس لیے آپ کے پاس آیا تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں آپ کا بہت بڑا مقام اور رتبہ ہے میں آپ کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ حضرت موسیٰ! نے پوچھا کہ ایک بات تو بتا وہ کونسا عمل ہے کہ جب کوئی مومن کرتا ہے تو تجھے اس پر مکمل قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ مکمل طور پر وہ تیرے قابو میں آجاتا ہے۔ شیطان نے جواب دیا کبرؔ یا نبی اللہ جب کسی مومن کے دل میں کبرؔ آجاتا ہے تو وہ اب مکمل طور پر میرے قابو میں آجاتا ہے۔ کبر یعنی ؔخود

پسندیؔ اپنے اوپر فخر کرنا۔(غرورؔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھنا خود کو بڑا سمجھنا۔اور کبرؔ کے معنی ہیں صرف اپنی ذات پر فخر کرنا) خاندان پر علم اور عبادت پر کسی بھی چیز پر۔جب انسان کو اپنے اعمال بہت بڑے بڑے نظر آنے لگتے ہیں۔بس یہ شخص پوری طرح سے میرے قابو میں آجاتا ہے اب اس کے بعد میں اس کے بڑے بڑے گناہوں کو اس کی نگاہوں میں چھوٹا کر دیتا ہوں اور اس کی چھوٹی چھوٹی عبادت کو اس کے نگاہوں میں بڑا کر دیتا ہوں اور پھر ایسا میرے پھندے میں پھنستا ہے اس طرح وہ میرے قابو میں آتا ہے کہ نکل ہی نہیں سکتا۔

پیغمبرؐ نے اس روایت کے آخر میں فرمایا اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ایک مرتبہ حضرت داؤدؑ پر وحی آئی تھی کہ اے داؤد گناہگاروں کو خوشخبری سناؤ اور نیکو کاروں کو حق کے راستے پر چلنے والوں کو جا کر ڈراؤ۔حضرت داؤد نے کہا خداوندا گر میں گناہگاروں کو خوشخبری دوں تو کس چیز کی۔اللہ نے کہا کہ جا کر گناہگاروں کو یہ خوشخبری سناؤ کہ میں ہر وقت اور ہر لمحے توبہ قبول کرنے والا ہوں اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔کسی وقت بھی کیسا ہی وقت ہو گناہگار سچّے دل سے توبہ کرے میں توبہ قبول کر کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔اور نیکو کاروں کو ڈراؤ کہ خبردار اپنے اعمال کو دیکھ کر فخر نہ کرنا (نمازیں' روزے' عبادتیں دیکھ کر فخر نہ کرنا کہ اب تو ہم نے میدان قیامت کی مکمل تیاری کر لی ہے ہم نے ساری نیکیاں انجام دے دی ہیں اب ہمیں کس چیز سے گھبرانا ہے۔نیکو کاروں سے کہو کہ کیا تمہیں نہیں پتا کہ جو شخص بھی قیامت میں حساب و کتاب کے لئے آیا وہ ہلاک ہو گیا۔جس کا حساب و کتاب لیا گیا اس کی ہلاکت یقینی ہے۔اسلئے کہ چوتھے امامؑ روتے روتے کہتے ہیں کہ "الٰہی میدان قیامت میں جب حساب و کتاب

کا مرحلہ آئے تو تُو میرے ساتھ اپنے فضل ورحمت سے سلوک کرنا۔ اپنے عدل سے میرے ساتھ سلوک نہ کرنا"۔

نیکوکار کو خبردار کہیں اپنے اعمال پر فخر کرنا نہ شروع کردینا کہ ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔

امام محمد باقرؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عابد اور ایک فاسق۔ عابد ایسا کہ ساری زندگی عبادت میں گزاری۔ فاسق ایسا کہ ساری زندگی گناہوں میں گزاری۔ دونوں اپنے اپنے گھر سے نکلے اور دونوں ساتھ ساتھ چلے اور مسجد کے دروازے پر پہنچے اور دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ عابد اپنی ان ساری عبادات کے ساتھ جو اسے جنت کا حق دار بنا رہی ہے اور فاسق اپنے ان سارے گناہوں کے ساتھ جو اسے جہنم کی جانب لے جا رہے ہیں۔ جتنی دیر بھی یہ ٹھہرے دونوں ساتھ مسجد کے باہر آئے لیکن اب جو یہ مسجد کے باہر آئے تو عابد کی ساری عبادتیں ضائع ہو چکی ہیں اور وہ جہنم کا حق دار بن چکا ہے اور فاسق کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں اور وہ جنت کا حقدار بن چکا ہے۔ جب مسجد میں گئے تھے عابد جنّتی تھا فاسق جہنّمی تھا۔ جب کچھ دیر بعد باہر آئے تو فاسق جنّتی بن گیا۔ اور عابد جہنّمی بن گیا۔ پوچھا گیا امامؑ سے کہ خدا عدل کرنے والا ہے۔ یہ فاسق کچھ دیر جو یہ مسجد میں گیا تو اس نے مسجد کو دیکھا اپنے گناہ اسے یاد آئے۔ ایک مرتبہ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اس نے سچے دل کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی چنانچہ اب جو باہر نکلا جہنمی سے جنتی بن گیا۔ اور عابد جب مسجد کے اندر گیا تو اس نے مسجد کو دیکھا اپنے برابر میں کھڑے ہوئے فاسق کو دیکھا۔ بے اختیار اس کے دل میں اپنی عبادتیں یاد آگئیں۔ ہاں میں اس سے کتنا اچھا میں نے کتنی نمازیں پڑھی ہیں۔

میں نے کتنے روزے رکھے ہیں میں نے کتنی دعائیں پڑھی ہیں۔

میں نے کتنی مرتبہ قرآن کو ختم کیا۔ میں نے کتنی راتیں جاگ جاگ کر خدا کی عبادت کی میں نے کتنی تسبیحیں پڑھی بس بے اختیار اس کے دل میں اپنی عبادتیں یاد آئیں اور اپنی عبادتوں پر فخر و غرور کا جذبہ پیدا ہو گیا اس نے سوچا کہ میں خدا کا کتنا نیک بندہ ہوں میں خدا کی کتنی عبادت کرنے والا بندہ ہوں۔ جہاں اس نے یہ سوچا اس کی ساری عبادتیں ضائع ہو گئیں۔ اس کی ساری عبادتیں ختم ہو گئی۔ خدا کا اعلان ہے "میں سب سے بہترین Partner ہوں جب کوئی آدمی کسی بھی نیکی کو میرے لئے اور کسی دوسرے کے لئے انجام دے ہم دو کے لئے تو میں اپنے پورے حصے کو چھوڑ کر اس دوسرے کے حوالے کر دیتا ہوں۔ تم نے ایک نیکی کی خدا بھی راضی ہو جائے۔ خدا کہہ رہا ہے کہ میں بہترین Part-ner ہوں تم نے یہ نیکی میرے اور دنیا والوں کے لئے کی میں اپنا حصہ بھی دنیا والوں کو دے دیتا ہوں' لے جاؤ اس کی پوری عبادت اور تم ہی اسے اجر دینا۔ اب اس کا اور میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

تو مومن کے لئے سب سے مشکل مرحلہ یہ نہیں ہے کہ وہ غلط راستے سے سیدھے راستے پر آجائے اس سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ سیدھے راستے پر قائم رہے اپنی عبادت کو ضائع نہ کرے۔

جب خدا انسانوں پر رحمت کی بارش کرتا ہے کبھی اس کو اتنا مال دے دیا تو اس کو غرور آجاتا ہے۔

اگر کوئی ایسی خاصیت آپ میں ہے جو دوسروں میں نہیں ہے یہ خیال پیدا ہوا اب فرض یہ ہے کہ آپ خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے مجھے دوسروں سے زیادہ

طاقت دی یا دوسروں سے زیادہ علم دیا یا دوسروں سے بہتر دولت دی، دوسروں سے بہتر ماحول دیا، دوسروں سے بہتر والدین عطا کیئے۔ اب فریضہ یہ ہے کہ یہ خیال پیدا ہونے کے بعد شکر کرنا چاہئے خدا کا۔ اگر شکر ادا کیا تو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں لیکن اگر یہ خیال پیدا ہونے کے بعد یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ مجھ میں یہ صلاحیت ہے۔ کسی اور میں نہیں اس لئے سب میرے مقابلے میں پست ہیں۔ تو اب یہ غرور پیدا ہو گیا تکبر پیدا ہو گیا۔ غرور کہتے ہیں اس خیال کا پیدا ہونا اور تکبر کہتے ہیں اس کو اپنے کردار سے عمل سے ظاہر کرنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر غرور ہو گا وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

ایک عالم کشتی میں سوار ہوئے۔ بہت اعتماد تھا ان کو اپنے علم پر۔ پوچھنے لگے کشتی والے سے کہ کیا تم نے جغرافیہ پڑھی ہے۔ کہا نہیں۔ مولانا نہیں پڑھی۔ کیا تاریخ پڑھی ہے۔ کہا تاریخ سے بھی میں آگاہ نہیں ہوں۔ کہا حساب جانتے ہو۔ کہنے لگا حساب کیا ہے؟ کیا نوحہ جانتے ہو کہا، اس کا نام تو سنا ہی نہیں۔ کہنے لگے افسوس آدھی زندگی تم نے برباد کر دی۔ یہ کہہ کر کونے میں بیٹھ گئے۔ اب بیچ دریا میں جب کشتی پہنچی تو طوفان آگیا اور کشتی ڈوبنے لگی۔ الٹنے والی تھی تو کشتی والے نے ان سے پوچھا کہ مولانا صاحب آپ نے نوحہ پڑھی ہے علم پڑھا ہے۔ منطق پڑھی ہے، حساب پڑھا ہے، جغرافیہ پڑھی ہے، تاریخ پڑھی ہے کیا آپ نے تیرنا بھی سیکھا ہے یا نہیں سیکھا۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے تو نہیں سیکھا۔ موقع ہی نہیں ملا تو کہنے لگے کہ میں نے تو اپنی آدھی زندگی برباد کی آپ نے تو اپنی پوری زندگی

برباد کردی۔

حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے کہ اگر ایمان کو کوئی مضبوط کرنا چاہتا ہے اور دل کو خالص کرنا چاہتا ہے تو چار موت کا سامنا کرے۔حقیقی موت سے پہلے:۔

(۱) سرخ موت : مصیبتوں پر صبر کرے۔

(۲) زرد موت : روزہ رکھے۔انسان جب روزہ رکھتا ہے۔تو تقوٰی حاصل ہوتا ہے۔

(۳) سیاہ موت : جہاد بالنّفس اپنے نفس سے جہاد کرے۔ نفس مسلسل ہم کو گناہ کی جانب لے جارہا ہے اس کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے یہ سیاہ موت ہے۔

مثلاً اس دنیامیں جب انسان کو خدا نعمتوں کی بارش دے دیتا ہے۔اس کو اتنا مال دے دیا کہ غرور آجاتا ہے فخر آجاتا ہے۔کبھی خدا ان کا کاروبار اتنا تیزی سے چلا رہا ہے کہ غرور آجاتا ہے۔کبھی انسان کسی Social Work کی وجہ سے مشہور ہوجاتا ہے یا تو خوبصورتی کی وجہ سے تکبر آجاتا ہے کسی کو اس کے علم کی وجہ سے Diploma اور degree کی وجہ سے فخر و غرور آجاتا ہے۔جہاد بالنّفس کرنا پڑتا ہے تاکہ اس میں ڈوب نہ جائے اتنی خطرناک بیماری ہے غرور کی کہ علماء دین کہتے ہیں کہ جب جہاد بالنّفس کرو تو سب سے پہلے اپنے آپ کو غرور سے بچاؤ کیونکہ جب تبہ غرور پیدا ہوتا ہے وہاں عقل پر آفت آنی شروع ہوجاتی ہے کیونکہ غرور اور عقل ساتھ نہیں رہ سکتے ۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

تین چیزوں کے ساتھ تین چیزیں نہیں ہوتیں :

(۱) غرور اور عقل : جس کے سر میں غرور ہو گا اس میں عقل نہیں ہو گی۔ جتنا غرور بڑھتا چلا جائے گا اتنی عقل کم ہوتی چلی جائے گی۔

(۲) جس آنکھ میں حرص اور طمع (لالچ) ہے اس میں شرم نہیں ہو گی۔

(۳) حسد ہو تو ایمان نہیں ہوتا۔

تو غرور پیدا ہو جائے تو عقل پر آفت آتی ہے اور ایک مرتبہ عقل پر آفت آجائے تو وہاں سے شروع ہوتی ہے گناہانِ کبیرہ کی فہرست۔

تو دیکھیں جہاد بالنفّس کرنے والے لوگ دنیا سے گزرے ہیں ان کے قصوں کو یاد کر کے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ یہی تو قرآن کہہ رہا ہے کہ عقل مند ہی تو عبرت حاصل کرتے ہیں قصّوں سے :۔

محمود غزنوی اہلبیتؑ کا کٹر دشمن تھا اس نے امام کے ماننے والوں کا قتل عام کیا ہے۔ وہ شکار پر گیا تھا وہاں اسے ایک غلام نظر آگیا "ایاز" وہ ایاز بہت عقلمند شخص تھا۔ اس کی بہت تعریف ہو رہی تھی محمود غزنوی نے اس کو اپنی غلامی میں لے لیا دربار میں لایا اس وقت وہ پرانا گندہ لباس پہنے ہوئے تھا کیونکہ وہ ایک غریب شخص تھا۔

محمود غزنوی نے محل میں لانے کے بعد اس کو بہترین لباس پہنایا تیار لیا۔ ایاز کا یہ اخلاق تھا کہ دن بہ دن وہ اتنی کامیابی حاصل کر رہا تھا دربار میں کہ لوگوں کو حسد ہونے لگا محمود غزنوی کو اتنا ان کا کام اور اخلاق اور ذمہ داری جو نبھا رہا تھا محمود غزنوی کو اتنی پسند تھی کہ وہ دن بہ دن اس کی Post اس

کا مقام دربار میں بڑھتا جارہا تھا کہ تمام درباریوں سے اوپر آگیا۔ سارے گاؤں میں ایاز کی شہرت اور تعریف ہونے لگی۔ انہیں حسد ہوگئی درباریوں نے شکایت شروع کردی۔ محمود غزنوی سے کہ ایاز ایسا کررہا ہے ایاز ویسا کررہا ہے۔ مسلسل اس کی شکایت جاری تھی محمود غزنوی کے پاس مگر محمود غزنوی سنتا ہی نہیں تھا کیونکہ اس کو بہت پسند تھا یہ غلام، مگر ایک بات کی شکایت اتنی بڑھ گئی کہ اور شکایت یہ تھی محمود غزنوی سے کہا گیا کہ تیرا یہ غلام ایاز کو بھلے تُو اتنا چاہتا ہے مگر ہمارا دل کہتا ہے کہ یہ تیرے خلاف اسلحہ جمع کررہا ہے تیرے ہی خزانے میں سے خزانہ اٹھا اٹھا کر ایک کمرے میں جمع کررہا ہے کیونکہ ہم ہر روز رات کو ایک چیز دیکھتے ہیں کہ رات ایک کمرا میں کسی کو جانے نہیں دیتا ہے تیزی سے کھول دیتا ہے جلدی سے اندر جا کر بند کردیتا ہے۔ روز رات کو سونے سے پہلے یہ کام کرتا ہے اور جب کمرا کُھلتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں صندوق ہے اور جب کمرا بند کرلیتا ہے تو آواز آتی ہے کہ صندوق کو کھولتا ہے پھر آواز آتی ہے کہ صندوق بند کرتا ہے پھر جب کمرے میں سے نکلتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کمرے میں بس صندوق ہے اور کچھ نہیں ہے تو یہ صندوق میں اسلحہ جمع کررہا ہے تیرا خزانہ وہاں جمع کررہا ہے ایک کے بعد دوسرا کتنے لوگ ایک ہی شکایت کرنے کے لئے محمود غزنوی کے پاس آگئے تو تُو اس کی اتنی تعریف کرتا ہے اتنا مقام دے رہا ہے مگر دیکھ یہ تیرے خلاف یہ جمع کررہا ہے آخر اس کا دماغ بگڑ گیا اور کہا کہ آج رات جب یہ ایسا کرے تو مجھے ضرور بلانا۔ محمود کو خبر دی گئی بس وہ وقت آگیا ہے۔ محمود آیا ایاز کے کمرے میں گھس گیا اس کی ساتھ سب لوگ گھس گئے اس نے صندوق کھولا حیران ہوگئے سب دیکھ کر کہ صندوق میں وہی لباس اور وہ جوتے جس دن وہ محل میں آیا

تھاوہ لباس پہنا ہوا تھاوہ پھٹا ہوا لباس اس میں پڑا تھااور جو ٹوٹا ہوا جوتا پہنا تھااس دن وہی اس میں پڑا ہوا ہے۔ محمود حیران ہو گیا پوچھا ایاز سے کہ کیوں ہر روز تو یہ حرکت کر رہا ہے اس میں تجھے کیا مل رہا ہے سب سے پہلے تو کیوں اتنا چھُپ چھُپ کے کر رہا ہے جب سب تجھ سے پوچھ رہے ہیں تو تُو کیوں کمرے کو بند کر کے چھپ چھپ کے کر رہا ہے' تو کہا کہ پہلے میرے گھر والے یہ چیزیں دیکھ لیں گے تو پھینک دیں گے کہہ دیں گے کہ جب تیرے پاس یہ شاہی لباس سب کچھ ہے تو یہ تُو کیوں رکھ رہا ہے اِس لئے میں چھُپا کر کر رہا ہوں دوسری بات یہ کہ میں نفس کا جائزہ لے رہا ہوں آپ دیکھتے ہیں کہ میری کتنی شہرت ہے اِس شہر میں ہر ایک کی زبان پر میرا نام ہے۔ حاسد لوگ بھی مجبور ہو گئے ہیں انہیں بھی میرا نام لینا پڑتا ہے۔ اس سے میں گھبراتا ہوں کہ کہیں میں اس میں بھی نہ ڈوب جاؤں اللہ نے مجھے یہ عہدہ دے دیا ہے اللہ کی طرف سے مجھے یہ مقام ملا ہے بس مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ اس میں میں ڈوب نہ جاؤں غرور و تکبّر مجھے نہ آجائے کہ درباریوں میں سب سے بڑا مقام میرا ہے بس مجھے یہی خوف رہتا ہے کہ تھوڑا سا ناراض اگر بادشاہ کو میں نے کر دیا تو کل مجھے یہاں سے نکال دے گا تو یہی لباس مجھے نصیب ہو گا تو کیوں میں اپنی اصلیت کو بھول جاؤں ہر روز اپنی اصلیت کو میں یاد کرتا ہوں کہ ایاز یہ تیری اصلیت ہے غرور نہ آنے پائے بس میرے نفس کا جائزہ میں اس طرح سے لیتا ہوں کہ خدا مجھے غرور سے بچائے۔ جب محمود نے دیکھا کہ لوگ خواہ مخواہ اس کی چُغلی کھا رہے تھے یہ تو اتنا سیدھا آدمی ہے تو مزید اس کا عہدہ بڑھا دیا۔

ایک مرتبہ تکبر آجائے تو بڑی بڑی نفس کی بیماریاں وہیں سے شروع ہوتی ہیں۔

غصّہ :

قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ جس کے پاس تقویٰ ہے اللہ کے نزدیک وہ قابلِ فخر ہے۔ مالدار والدار اللہ کچھ نہیں دیکھے گا سب کو ایک کفن ملے گا سب کو ایک زمین ملے گی۔ عرب میں ایسا تھا کہ غلام کو ساتھ نہیں بٹھاتے تھے کچھ گھرانے ہیں آج بھی جو بہت بری طرح سے treat کرتے ہیں اپنے نوکروں کو بالکل گدھے جیسے سمجھتے ہیں نوکروں کو۔ جب جانور پر رحم کرنے سے خدا اتنا راضی ہوتا ہے تو کیا نوکروں کا ہم ایسا حال کریں گے لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اتنی دولت دی ہے تو نوکر کو جیسے چاہے treat کرو۔ وقت سے زیادہ کام کراتے ہیں۔ اللہ نے وہی جسم ان کو دیا ہے وہی ہم کو دیا ہے یہ ظلم ہے کچھ لوگ زیادہ پیسہ دے کر ان کو خوش کر دیتے ہیں لیکن آخر جسم تو وہی ہے ایک کو اتنا زحمت نہیں دینا چاہیئے۔ دوسرا نوکر رکھ لیں ہم کام زیادہ ہو تو ہم کو بھی ان کا ہاتھ بٹانا چاہیئے ظلم نہ ہو وہ تو مجبور ہے۔ ان کو کام کرنا ہے انہیں تنخواہ چاہیئے۔

امام رضاؑ کا مشہور دستر خوان دو سال مامون رشید نے ولی عہدی سونپی۔ دستر خوان پر جب تک غلام نہیں آتے تھے امام ایک لقمہ منہ میں نہیں ڈالتے تھے۔ لوگ اعتراض کرتے تھے۔ ابھی آرہے ہیں آپ شروع تو کریں آپ فرماتے تھے کہ نہیں غلام کے بغیر لقمہ میرے منہ میں نہیں جائے گا ایک ہی دستر خوان پر میرے غلام بیٹھیں گے میرے ساتھ تب مجھے لذت آتی ہے کھانے میں۔ جنہوں نے کام کیا جنہوں نے محنت کی اور ہم آرام سے کھائیں ہرگز نہیں پورا حق ہے غلام کا۔

لوگ سلمان کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے ایک تو وہ عجم تھے ایک مرتبہ مسجد میں

سب بیٹھے ہوئے تھے سلمان بھی تھے عربوں نے سوچا یہ قیمتی موقع ہے سلمان کو ذلیل کرنے کا سب نے اپنا نسب کہنا شروع کیا فلاں نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں' میں ان کا بیٹا ہوں' کسی نے کہا میرا دادا اتنا بڑا بردار تھا' فلاں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں' میرا دادا ایسا سردار تھا' ہر ایک نے اپنی سنانی شروع کردی۔ آخر کار سب ہنسنے لگے۔ سلمان تُو اپنا نسب بتادے سب خوش تھے کہ ابھی سلمان کی توہین ہوگی ان کے تو نہ باپ دادا کو کوئی جانتا ہے نہ کچھ۔ یہ کیا بتائے گا۔ عجم ہے نہ عربی جانتا ہے کیا بتائے گا۔ سناٹا ہے سب خوش خوش ہیں مسکرا رہے ہیں سلمان نے کہا کہ میرے مولاؑ نے تو مجھے تین باتیں بتائیں ہیں میں تین باتیں جانتا ہوں جو میرے مولا نے مجھے سبق دیا ہے کہ تو ایک نجس قطرے سے دنیا میں پیدا ہوا ہے اور تیرا خاتمہ نجاست ہے تیری میت نجس ایسی نجس کہ کوئی چھوئے تو غسل واجب یعنی تیری ابتداء نجس تیری انتہا نجس اور درمیان میں تو شکم میں نجاست اٹھا کر گھومتا پھرتا ہے بس میرا نسب یہ ہے۔سب خاموش ہوگئے۔

ہمارے لئے سلمان نے بہت بڑا سبق دے دیا کہ اپنی ابتداء اور انتہاء کو تو دیکھو۔ مٹی کا پتلا۔ یہ غرور کس بات کا اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہیئے۔مٹی میں ہی جانا ہے۔ اتنا غرور کیوں اللہ جو نعمت چھین لینا چاہے تو کبھی بھی چھین سکتا ہے۔

(۴) سفید موت :۔
گوشہ نشینی

شادی کی مثال۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کہ صحیح شادی ہو' مسلمانوں کے طریقے سے پردے کا انتظام گانا و موسیقی نہیں ہو لیکن اگر پھر بھی نہیں سمجھ رہے ہیں تو نہ شرکت کریں ایسی شادی نہیں

اسراف والی شادیوں میں شریک نہ ہوں زحمت تو ہو گی لیکن خدا اجر دیگا۔ بہت مشکل ہو گی اسی لئے سفید موت کہا ہے۔ اماموں نے رسول ﷺ نے کتنی مشکل اٹھائی دین کے لئے۔ جب معاشرہ نہیں سنتا رسولؐ کی محنت پر پانی پھیر رہے ہیں تو گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیئے دور رہنا چاہیئے اس قسم کی شادیوں سے۔ ہم امامؑ کے لئے ان کی مصیبتوں پر روتے ہیں انہوں نے، ننھے ننھے بچوں نے کتنی مصیبت اٹھائی دین کو بچانے کے لئے۔ ہم ان کی مصیبت پر روتے ہیں اور ان کے مقصد کو بھول جاتے ہیں۔

جھوٹ

یعنی خلاف حقیقت بات کی خبر دینا چاہئے یہ خلافِ حقیقت بات جو ہم بتا رہے ہیں سنجیدگی سے بتا رہے ہوں یا مذاق میں بتا رہے ہوں۔ مذاق کا جھوٹ بھی حرام ہے بلکہ اتنی سخت حدیثیں ہیں چوتھے امامؑ کی حدیث۔

''اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ چاہے چھوٹا جھوٹ ہو چاہے بڑا جھوٹ ہو چاہے سنجیدگی سے بولا جائے مذاق میں بولا جائے۔''

مولائے کائنات کی حدیث:

''کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا جب تک وہ جھوٹ کو ترک نہ کرے مذاق والا اور سنجیدگی والا بھی۔''

پیغمبرِ اسلامؐ کی حدیث:

''میں ضامن ہوں' جنت میں سب سے بلند مرتبہ میں ایک مکان کا' جنت کے درمیانی مرتبہ میں ایک مکان کا' جنت کے باغ میں ایک مکان کا اس آدمی کے لئے جو جھگڑے کو چھوڑ دے چاہے وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو' جھوٹ کو چھوڑ دے چاہے وہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو اور جس کا اخلاق اچھا ہو۔''

پیغمبرؐ بتا رہے تھے کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''قیامت کی نشانی یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک جھوٹ مذاق بن جایا کرے گا۔ اللہ کی لعنت ہو جھوٹے پر اگرچہ وہ مذاق ہی میں جھوٹ کیوں نہیں بول رہا ہے۔''

جھوٹ حرام ہے چاہے سنجیدگی سے بولا جائے چاہے مذاق میں بولا

جائے۔ جھوٹ حرام ہے چاہے کسی کو ہنسانے کے لئے بولا جائے' رُلانے کے لئے بولا جائے یاڈرانے کے لئے بولا جائے۔ (چاہے دین کے لئے ڈرار ہے ہوں مثلاً نماز پڑھانا ہے کسی کو لیکن صحیح حدیث کے بدلے جھوٹی حدیثیں پڑھ کر سنادیں۔ڈرار ہے ہیں اللہ کی خاطر مگر وہ بھی جھوٹ ہے۔)

جھوٹ حرام ہے چاہے انسان اپنی پریشانی کو دور کرنے کے لئے بولے مثلاً ایک آدمی بہت غریب ہے اب اس کو پیسے چاہیئے ہیں تین وقت کا کھانا اس کے گھر میں ہے اگر بتادے گا تو شاید فی الفور کوئی اس کی مدد نہ کرے۔ اب وہ جھوٹ بولتا ہے تاکہ میری مدد ہو جائے یہ بھی حرام ہے۔

اسی طرح اپنی دولت کی کثرت کو بتانا یہ بھی حرام ہے۔اپنے والدین یا خاندان کی بڑائی کو بتایا جبکہ ایسا نہ ہو یا اپنے عہدے کی بڑائی کو بتانا کہ Office میں میرا تو اتنا بڑا عہدہ ہے جبکہ اتنا بڑا عہدہ نہ ہو یہ بھی حرام ہے۔ کلاس میں میری اتنی عزت ہے۔لڑکوں میں یا میں Monitor ہوں کلاس کا یہ بھی حرام ہے۔ چاہے یہ مذاق میں جھوٹ بولے جا رہے ہوں چاہے سنجیدگی سے گھر کے دروازے پر کوئی آیا ہم گھر میں تھے ہم نے اس کو واپس کر دیا کہ نہیں ہیں۔یہ بھی حرام ہے اور خاص طور پر وہ جھوٹ کہ آپ کسی کے گھر میں گئے اس نے آپ کو کھانے کے لئے کچھ پیش کیا آپ نے تکلفاً کہا کہ نہیں' نہیں میرا پیٹ بھرا ہوا ہے کہ میرا دل نہیں چاہ رہا ہے۔

جب پیغمبرؐ اسلام کا نکاح حضرت عائشہ سے ہوا اور رخصتی کی رات آئی تو جب وہ رخصت ہو کر رسول کے گھر میں آئیں تو احمد اسماء بنت عمیر جناب عائشہ کی بڑی بہن بھی ساتھ آئیں جب یہ سب پہنچ گئے پیغمبرؐ کے حجرے میں تو پیغمبرؐ

نے اسماء کو بلایا اور دودھ کا ایک برتن دیا کہا کہ جو عورتیں آئیں ہیں رخصت کرنے کے لئے یہ سب دودھ ان کو پلادو۔ عرب میں دودھ ایک مکمل غذا مانا جاتا ہے بلکہ آج بھی دیہاتوں کے اندر جو چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں وہاں دودھ ایک عام غذا ہے۔ جناب اسماء نے وہ برتن لیا اور آگے چلیں جو آٹھ دس عورتیں میکہ سے سسرال تک ساتھ آئیں تھیں۔انہوں نے سنا ایک مرتبہ تکلفاً مروتاً پیغمبرؐ دے رہے ہیں کہا کہ نہیں ہمیں دودھ کی کوئی خواہش نہیں ہے،یہ زحمت نہ کریں تو پیغمبرؐ نے اس وقت کہا کہ تم بھوک اور جھوٹ اس گناہ کو جمع نہ کرو۔ بھوکی تو ہو ساتھ میں جھوٹ کے گناہ کو بھی اس کے ساتھ جمع نہ کرو۔ جناب اسماء نے حیران ہو کر کہا اللہ کے رسولؐ کیا اتنا کہہ دینا یہ بھی جھوٹ میں لکھا جائے گا۔ پیغمبرؐ اسلام نے کہا ہاں میدانِ قیامت میں اس کا بھی حساب ہو گا کہ اگر کسی آدمی کو بھوک ہے۔ کھانا مل رہا ہے اور وہ تکلفاً اور مروتاً منع کردے کہ نہیں مجھے خواہش نہیں ہے نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا ہے۔نہیں میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔

ہر وہ چیز جو حقیقت کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے۔

چند مقامات جن کو اسلام نے جھوٹ نہیں مانا ہے۔

(۱) اصلاح مومن: دو آدمیوں کے جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے۔

(۲) نقصان سے بچنے کے لئے: مثلاً ظالم حملہ کر رہا ہے اس وقت جھوٹ بول دینا،ذین اپنے مال کو بچانے کے لئے جھوٹ بول دینا Custom میں مال لا رہے ہیں اگر سارا مال بتادیں تو سارا مال ضبط ہو جائے گا۔ عزت کو بچانے کے لئے۔ جان کو بچانے کے لئے ایسا نقصان جس کی ایک اہمیت ہو۔

(۳) جہاد جنگ میں: مثلاً مسلمان جہاد کر رہے ہیں اور کسی دشمن نے ایک آدمی کو پکڑ لیا کہ بتاؤ ان کے tark کیا ہیں، رائفلیں کہاں ہیں، فوج کہاں ہیں، پوزیشن کہاں ہیں اب سچ سچ بولیں گے تو اتنا نقصان ہو جائے گا یہ جائز ہے۔

(۴) محاورے میں: سینکڑوں مرتبہ میں نے تمہیں منع کیا ہے ایسا کام نہ کرو چاہے اس نے دس دفع منع کیا ہو مگر سینکڑوں کہہ دیا ہو۔ اس کا مطلب تو hundred مگر یہ جھوٹ نہیں ہے اس لئے کہ یہ محاورہ ہے۔ یا مثلاً ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا ہے کہ یہ غلطی نہ کرو۔ مثلاً فلاں آدمی نے مجھ پر حملہ کیا میں نے ایسا جواب دیا کہ اس کے دانت کھٹے ہو گئے۔ جبکہ دانت کھٹے ہونے سے مراد ویسا نہیں ہے جیسے کیری کھا کر کھٹے ہوتے ہیں۔ مثلاً ذاکر کا یہ کہنا کہ بس دو منٹ میں ختم کرتا ہوں دو منٹ سے مراد دو منٹ نہیں ہوتے لوگ گھڑی دیکھنے لگتے ہیں کہ دو منٹ کب ہو رہے ہیں دو منٹ کا مقصد یہ ہے کہ مختصر وقت میں میں ختم کر رہا ہوں۔ یہ محاورے ہیں جو اسلام میں جائز ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ آج تو مجھے بہت بھوک لگی ہے چاول کی پلیٹ آئی میں نے پوری صاف کر دی جبکہ ہو سکتا ہے کہ ایک چاول کا دانہ لگا رہ جائے یہ جھوٹ نہیں۔ مثلاً کہ آج تو میں صبح سے شام تک گھر میں رہا تھا یہ نہیں کہ اگر آپ ایک منٹ کے لئے گھر سے باہر foot-path پر کھڑے ہو جائیں تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ ایک دفع باہر نکل گئے تھے۔

(۵) مجاز: مثلاً لوگ کہتے ہیں کہ کسی بہادر آدمی کو کہ شیر آرہا ہے۔ اب یہ مجازاً کہا گیا ہے۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ یا مثال کے طور پر جو کہا جاتا ہے کہ۔

(٦) زبانِ حال: یعنی اس وقت یہ چیز پیش آسکتی تھی۔ مثلاً زبان حال

(یہ جملہ نہیں ہے) جناب زینبؑ زبان حال میں یہ کہہ رہیں تھیں کہ عباسؑ آکر مجھے سہارا دو۔ یعنی زینبؑ کی حالت ایسی تھی کہ گویا وہ کہہ رہیں تھیں کہ عباس آکر مجھے سوار کراؤ۔ شرط یہ ہے کہ توہینِ امامؑ نہ ہوں۔

(۷) قصے، کہانیاں، ناولیں، داستانیں:

جس کے بارے میں پہلے سے یہ معلوم ہو کہ یہ پیش نہیں آئیں یا شعرو شاعری۔

(۸) جھوٹ کی تعریف یہ ہے کہ کسی کو Information دینا۔

انشاء: ایسا جملہ کے جس میں سچ اور جھوٹ نہ کہا جا سکے (حرام نہیں ہے لیکن اس سے بچنا بہتر ہے)۔

جھوٹ: ایک مثال تو یہ کہ کوئی ہمیں کھانا دے رہا ہے ہم کہیں گے کہ نہیں ہمیں خواہش نہیں ہے یہ تو ہم نے ایک Information دے دی کہ ہمارا پیٹ بھرا ہوا ہے یہ حرام ہے۔

اور ایک اس کی الٹی مثال: کوئی ہمارے گھر میں مہمان آیا ہم اس کو چائے پلانا چاہتے ہیں لیکن اس سے پوچھیں کہ چائے پیئیں گے۔ یہ حرام نہیں ہے کیوں کہ سوال وہ چیز ہے دعا کرنا، درخواست کرنا کسی کو حکم دینا یہ وہ چیزیں ہیں جس میں جھوٹ نہیں ہے (بچنا بہتر ہے)

کوئی گھر پر آئے ہم جا رہے ہیں ہمارا دل چاہ رہا ہے کہ یہ بالکل نہ بیٹھے لیکن ہم یہ کہیں کہ آیئے بیٹھئے۔ یہ جھوٹ نہیں ہے کیونکہ درخواست ہے جھوٹ دل کے ارادے کا نام نہیں ہے الفاظ پر جھوٹ کا دارومدار ہے لیکن بچنا بہتر ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”خدا اس کو پسند نہیں کرتا کہ مومن کی زبان پر وہ بات آجائے جو اس کے دل میں ہو۔“

(۹) توریہ: یعنی انسان ایسا جملہ کہے جس سے دو مطلب نکل رہے ہوں اور سننے والا اس سے غلط مطلب لے لے۔ ہم اپنے دل میں صحیح مطلب رکھیں وہ اسلام میں جائز ہے۔

فرض کیجئے کہ کوئی آدمی آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میں غریب ہوں۔ مجھے پیسے دے دیں آپ پیسہ نہیں دینا چاہتے پیسے ہیں آپ کی جیب میں، آپ نے رومال نکالا رومال میں پیسے تھے مٹھی میں دبالیا اور کہا خدا کی قسم میری جیب میں ایک پائی بھی نہیں ہے اس وقت وہ یہی سمجھا کہ نہیں ہے۔ چلا گیا جبکہ آپ کا مقصد، اصلی مقصد تھا کہ جیب میں نہیں ہیں ہاتھ میں ہیں مگر میں تمہیں دینا نہیں چاہتا ہوں۔

مثلاً کوئی پوچھنے آیا تو آپ تو آپ چھت پر چلے گئے اور بچے سے کہلوا دیا کہ گھر میں نہیں ہیں۔ سننے والا تو یہی سمجھا کہ مطلب گھر میں کہیں بھی نہیں لیکن ہمارا مطلب یہ ہے کہ گھر میں نہیں رہے گھر کے اوپر چلے گئے یہ توریہ ہے جائز ہے۔

کسی نے آپ کو کھانے کی پیش کش کی آپ کھانا نہیں کھانا چاہتے اب اگر آپ کہیں کہ مجھے بھوک نہیں لگی ہے جب کہ بھوک لگ رہی ہے یہ تو حرام ہے لیکن اگر یہ کہہ دیں کہ میرے پیٹ میں جگہ نہیں ہے اور دل میں آپ کے یہ ارادہ ہو کہ پیٹ میں تو واقعی جگہ نہیں ہے۔ معدے میں جگہ ہے مگر میں نے معدے کی بات تو نہیں کی کہ معدے میں جگہ نہیں ہے۔ میں تو پیٹ کی بات کر رہا ہوں، تو پیٹ میں تو کوئی آدمی کھانا نہیں لے جاتا وہ تو معدے میں لے جاتا ہے جو

پیٹ کا ایک جز ہے۔ دل میں یہ نیت کر کے کہے تو یہ جائز ہے اور اگر دل میں یہ نیت نہ ہو پیٹ سے آپ بھی وہی پیٹ سمجھ رہے ہیں اور کہہ دیں کہ پیٹ میں جگہ نہیں ہے تو یہ حرام ہے۔ یعنی توریہ میں نیت پہلے کرنی پڑتی ہے ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تب بھی توریہ کرنا جائز ہے۔

(۱۰) انسان مذاق کی حالت میں کوئی بات کہے مگر اس کا مقصد سامنے والے کو Information دینا نہیں (سامنے والے کو بھی حقیقت پتا ہو ہم کو بھی حقیقت پتا ہے) سامنے والے کو بھی یہ معلوم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں مذاق میں کہہ رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم مذاق کر رہے ہیں لیکن سامنے والا سچ سمجھے گا تو یہ جھوٹ ہے' حرام ہے۔

-------- x --------

آقائے خوئیؒ :

احتیاط واجب ہے کہ بچے یا بیوی سے بھی جھوٹ نہ بولا جائے۔

جھوٹا وعدہ کرنا :۔ اگر دل میں نیت نہیں تھی کہ جائیں کے اور کسی سے کہہ دیا کہ ہم ضرور آئیں گے یہ جھوٹ ہے حرام ہے لیکن کوئی بعد میں مجبوری آجائے نیت ہو جانے کی تو کوئی گناہ نہیں۔ اگر جس وقت وعدہ کیا اس وقت نیت تھی ارادہ تھا جانے کا بعد میں سوچا کہ نہیں جانا کیا فائدہ تو آغا خوئیؒ کے نزدیک یہ مکروہ ہے (یعنی جائز ہے)

ان (۱۰) کے علاوہ ہر غلط بیانی حرام ہے۔ مندرجہ ذیل اہم اہم جھوٹ کا تذکرہ کیا گیا۔ یہ حرام ہیں۔

۱۔ قرآن میں جو چیز نہ ہو اس کو کہا۔

۲۔ حدیث میں جو چیز نہ ہو اس کو کہا۔

۳۔ غلط ترجمہ کرنا۔

۴۔ کوئی خواہش وحاجت ہو مگر یہ کہنا کہ مجھے یہ خواہش وحاجت نہیں۔

۵۔ ہنسانے کے لئے' رُلانے کے لئے' ڈرانے کے لئے۔

۶۔ جھوٹا خواب بنا کر پیش کرنا۔

۷۔ گھر والوں سے جھوٹا وعدہ کرنا۔

۸۔ فضائل نہ ہوں ان کو بنا کر پیش کرنا۔

دعائے کمیل میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ' اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کی وجہ سے عزت میں تکلیف آتی ہے (یعنی ذلت نصیب ہوتی ہے)

دو معصوم امام زین العابدینؑ اور امام جعفر صادقؑ سے چند گناہوں کی فہرست بتائی ہے جن کی وجہ سے ذلت نصیب ہوتی ہے۔

(۱) شراب (۲) زنا (۳) جھوٹ (۴) عیب جوئی (۵) جو کُھلم کُھلا گناہ کرے بلکہ فخر کرتا ہے اعلان کرتا ہے مثلاً کوئی بات نہیں میں زانی ہوں جھوٹا ہوں لیکن کسی کا دل تو نہیں دکھاتا ہوں۔

دعائے کمیل: اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جن کی وجہ سے پریشانیاں مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

دونوں امام نے کہا کہ:

(۱) جھوٹ (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا (اس میں خمس

آگیا' زکوٰۃ' میراث' ناپ تول میں گڑبڑ کر دینا' کسی کا ایک روپیہ بھی اٹھالیا (۴) بے حیائی (بے پردگی)

دعائے کمیل: اے اللہ! میرے ان گناہوں کو بخش دے جس کی وجہ سے میری نعمت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اچانک خوشی غمی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ نعمت دینے کے بعد نعمت چھین لیتا ہے۔

دو امامؑ نے بتایا کہ:

(۱) کُفرانِ نعمت: کان اللہ نے حق بات نصیحت سننے کے لئے دیئے تھے اگر گانا اور موسیقی میں استعمال کیا تو پتہ نہیں کہ اللہ چھین لے۔

(۲) عالم کی بے حرمتی کرنا (کوئی جب عالم کی غیبت کرتا ہے یا بہتان ڈالتا ہے)

(۳) غیر انصاف (جس گھر میں ذرا برابر غیر انصاف ہو)

دعائے کمیل: اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتی۔

(۱) دو زبانیں رکھتا ہے (سامنے خوشامد پیچھے سے بدگوئی کریں گے یہ آمر زمانے ہیں)

(۲) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنا۔

دعائے کمیل: اے اللہ میرے ان گناہوں کو بخش دے۔ جن کی وجہ سے امیدیں ٹوٹ کٹ جاتی ہیں۔

(۱) اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے امید رکھنا۔ (کسی مالدار کے آگے نہ جھکو)

دعائے کمیل: وہ گناہ جن کی وجہ سے بلائیں نازل ہوتی ہیں۔

(۱) امر بالمعروف نہی عن المنکر۔

(۲) کوئی مومن پریشان ہے اور اس کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کے باوجود انکار کر رہا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمام گناہان کبیرہ کو ایک کمرے میں جمع کرو تو ان کی چابی جو ہے وہ جھوٹ"

ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں لیکن گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ آپ مجھے کوئی ایک گناہ سے بچنے کا کہیئے بس اتنا میں کر سکتا ہوں ایک گناہ سے بچ سکتا ہوں۔ تو رسول ﷺ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

۱۹ رمضان کو ابن ملجمؑ کی ضربت امام علیؑ کے سر پر لگی تو امامؑ نے فوراً امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کو بلایا اور ایک وصیت نامہ تحریر فرماتے ہیں (یہ تحریر جو ۱۹ رمضان کو لکھوائی تھی نہج البلاغہ میں موجود ہے) اس میں امام نے نماز کا بھی ذکر کیا روزے کا بھی ذکر کیا، حج، زکوٰۃ کا، جہاد، تلاوتِ قران کا بھی ذکر ہے لیکن ان تمام عبادات کا ذکر بعد میں ہے ان سب سے پہلے ایک چیز کا ذکر ہے۔ امامؑ لکھواتے ہیں۔

اے میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں: خدا سے ڈرتے رہنا اور تقویٰ اختیار کرنا اور میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ مومنوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اس کو طے کرانے کے لئے کوشش کرتے رہنا کیونکہ میں نے تمہارے جدؐ سے یہ سنا ہے کہ "دو مومنوں کے بیچ میں جھگڑا طے کرانا ایک سال کی مستحب عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے" ایک آدمی سارا سال

مستحب عبادت کرے۔سارا سال نماز پڑھی جارہی ہے۔روزے پر روزے رکھے جارہے ہیں دعائیں پڑھی جارہی ہیں قرآن ختم کیے جارہے ہیں اعمال انجام دیئے جارہے ہیں ایک سال کی عبادت کے بعد اسے جو ثواب ملا ہے اس سے بھی زیادہ افضل اور ثواب لانے والا عمل یہ ہے کہ دو مومنوں کے جھگڑے کو طے کراؤ' دو مومنوں کے اختلاف کو دُور کراؤ۔

افضل ترین عبادت اس منزل پر یہ عبادت پہنچی اتنا خیال ہے۔خالقِ کائنات کو اس بات کا کہ اس کی خاطر حرام کو حلال کردیا گیا ہے۔بد ترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہماری فقہہ میں جھوٹ کا گناہ ہے۔

ہر برائی کی چابی جھوٹ ہے۔

رسول ﷺ کے پاس آکر کسی نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ مومن سے قتل ممکن ہے تو جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے۔پوچھا مومن سے ہے تو کہا کہ ممکن ہے۔مومن شراب پی سکتا ہے۔تو کہا کہ ہاں ممکن ہے :- (Q) مومن چوری کر سکتا ہے۔ تو کہا کہ ہاں ممکن ہے (Q) :-جب پوچھا کہ مومن جھوٹ بول سکتا ہے تو فوراً پیغمبرؐ کہتے ہیں کہ نہیں" یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ کبھی غلط بیانی کرے اور جھوٹ بولے۔"لعنتہ اللہ علی الکاذبین

قرآن جگہ جگہ کہہ رہا ہے کہ

":خدا کی لعنت ہو جھوٹ بولنے والوں پر"

لیکن یہ ایک مقام شریعت میں ایسا نظر آتا ہے۔جہاں یہ اجازت دی گئی ہے کہ جھوٹ جو کل تک بد ترین گناہ میں سے تھا لیکن اس مقام پر جھوٹ بھی بول سکتے ہو

-روایتِ معصومؑ ہے کہ

":اگر دو مومنوں کے جھگڑے کو طے کرانا ہے تو دو مومنوں کے اختلاف کو دور کرنا ہے تو اس موقع پر جھوٹ بولنے کی بھی اجازت ہے۔"

مثلاً دو آدمیوں میں اختلاف ہے ایک کا نام زید ہے! ایک کا نام بکر ہے۔ وہ ہم آج زید کے پاس گئے دنیا بھر کی باتیں ہوئی وہاں اس نے اپنے مخالف اپنے دشمن بکر کا تذکرہ بھی شروع کر دیا کہ وہ تو ایسا ہے وہ تو ویسا ہے۔ اس نے میرے خلاف یہ کہا اس میں یہ برائی ہے! اس کے خاندان میں یہ برائی ہے اس کی ماں ایسی ہے! اس کے خاندان میں یہ برائی ہے اس کی ماں ایسی اس کا باپ ایسا اسکی اولاد ایسی غرض یہ کہ اس کی دنیا بھر کی برائی اس سے بیان کی۔

اگلے دن! دو دن بعد ایک ہفتہ بعد ہماری زید سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں نے کہا تھا تم زید کے پاس گئے تھے۔ وہ تو میرا دشمن ہے یقیناً میری برائی کر رہا ہو گا۔ ہم نے کہا نہیں نہیں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے وہ تو تمہاری تعریفیں کر رہا تھا تمہارے احسانات بتا رہا تھا تمہاری اچھائیاں بیان کر رہا تھا لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میں نے تم سے جھگڑا کر کے غلطی کی ہے! پشیمان ہے نادم ہے ملنا چاہتا ہے۔ -بار بار یہ کہہ رہا تھا کہ تم نے مجھ پر فلاں احسان کیا فلاں احسان کیا۔ اب عام حالات میں یہ جھوٹ تھا! حرام تھا گناہ تھا لیکن چونکہ دو مومنوں کے درمیان اختلاف کو دور کرانا ہے اس لیے اس وقت اس کی اجازت دی گئی ہے۔

لیکن معاشرے میں وہ جھوٹ بولنے والے تو ملتے ہیں جو جھگڑے کو بڑھانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کہ اگر اس نے دو باتیں کہی ہوں گی بکر کے خلاف تو چار باتیں بیان کرنے والے تو مل جائیں گے لیکن دو مومنوں کے درمیان جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے کوئی جھوٹ بولتا نظر نہیں آتا وہاں تو لوگوں کو تقوی اور

پرہیزگاری یاد آنے لگتی ہے۔ اور اس کا تقاضا یہی سمجھا جانے لگتا ہے کہ اختلاف بڑھتا ہے تو بڑھ جائے لیکن ہم اس کو طے کرانے کے لئے قطعاً کوئی کوشش نہیں کریں گے۔ بہتر اگر حق ادا کیا تو اتنا کہ زید نے بکر کی اگر برائی کی تو ہم نے کہا کہ ہمارے سامنے اس کی برائی نہ کرنا۔ ہم کسی کی برائی نہیں سنیں گے۔ اس کے گھر میں گئے اس نے اس کی برائی کی وہاں ہم نے اسکو منع کر دیا اور سمجھا کہ یہ ہے تقویٰ و پرہیزگاری کہ ہم نے کسی کی برائی نہیں سنی ہیں اصل ایمان یہ ہے کہ ان کے جھگڑے کو آپس میں طے کراؤ۔

قرآن کریم میں خداوند عالم نے قیامت کی کیفیت بتاتے ہوئے یہ بیان کیا کہ جب انسان قیامت کے میدان میں پہنچے گا تو اس سے سب سے پہلے کس موضوع پر گفتگو کی جائے گی۔ ارشاد ہوا:

"اس اللہ سے ڈرو کہ جس کے بارے میں میدان قیامت میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا اور خدا کے بعد جو سب سے پہلے سوال ہو گا وہ رشتہ داروں کے بارے میں ہو گا"۔

روایات میں کئی مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ

"پروردگار عالم ایک بندۂ مومن کو رشتہ دار کا حق ادا نہ کرنے جو کم سے کم سزا دیتا ہے وہ یہ کہ اس کی دنیاوی زندگی کو مختصر کر دیا جاتا ہے۔"

چنانچہ معصومؑ کا فرمان ہے کہ

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں۔ جن کی زندگی خدا نے 60 سال لکھی تھی لیکن 30 سال کے بعد ان کو موت آجاتی ہے اور کتنے ہی ایسے ہیں کہ جن کی زندگی ویسے تو 30 سال کی تھی مگر اسے بڑھا کر 60 سال کر دیا جاتا ہے۔ راوی نے

حیران ہو کر پوچھا مولاؑ یہ کیسے تو امامؑ نے جواب دیا کہ اگر کسی کی عمر 60 سال لکھی ہے اور اس نے اپنے رشتہ داروں کا حق ادا نہ کیا قطع رحم کیا، رشتہ داروں کے ساتھ زیادتی کی یا رشتہ داروں کی زیادتی کو دیکھ کر ان سے تعلقات کو ختم کر دیا - تو پروردگار جو کم سے کم سزا اسی مومن کو دے رہا ہے فی الحال! قبر کی! قیامت کے میدان کی سزا تو ہے اپنے مقام پر مگر کم سے کم جو سزا مل رہی ہے وہ یہ کہ اسکی زندگی کو آدھا کیا جا رہا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی باقی جتنی نیکیاں تھیں جو اسے 60 سال تک کرنا تھیں وہ سب آدھی رہ گئیں جو نمازیں اس کو 60 سال تک پڑھنا تھیں اگر یہ نمازی ہے- اب میدان قیامت میں صرف 30 سال کی نمازیں اس کی جھولی میں ہونگی! جو روزے اسے رکھنا ہے جو عبادتیں اسے کرنا ہے سب کا ثواب کم ہو گیا ہے۔

روایتوں میں یہ بات بھی آئی ہے کہ عمر کا زیادہ ہونا یہ بھی ایک برکت ہے - یہ بھی خدا کی ایک نعمت ہے یہ بھی مومن کو خدا کی عبادتیں اور جنت حاصل کرنے کا زیادہ موقع دینے والی چیز ہے۔

پھر پیغمبرؐ نے کہا کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جن کی زندگی ویسے تو کم لکھی تھی لیکن انہوں نے صلۂ رحم کیا! اپنے رشتہ داروں کے حق کو ادا کیا تو اس کا نتیجہ اور انجام یہ نکلا کہ پروردگار عالم نے ان کی زندگی میں برکت دی ۔ان کی عمر کو دوگنا کر دیا- نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ہر عادت ہر نیکی ان کی تمام اچھائیاں خود بخود دوگنی ہو گئی پہلے 30 سال کی نمازیں لے کر جانا تھا اب 60 سال کی نمازیں لے کر جائے گا- پہلے 30 سال کے روزے رکھنے تھے اب 60 سال کے روزے رکھ

کر میدان قیامت میں پہنچے گا۔

یہ تو دینوی سزا ہے لیکن آخرت کی سزا تو بہت سخت ہے چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ

"تین ایسے لوگ ہیں جن پر خداوند عالم نے جنت تو جنت اس کی خوشبو کو بھی حرام کر دیا ہے۔ وہ خوشبو جو سینکڑوں اور ہزاروں میل کے فاصلے سے ناک میں آجائے گی گناہگار! کافر! مشرک! جنت کی خوشبو تو ہر کوئی سونگھے گا سوائے تین آدمیوں کے اور ان تین آدمیوں میں ۱) والدین کا حق ادا نہ کرنے والا! ۲) رشتہ داروں سے تعلقات کو توڑ دینے والا اور ۳) منان یعنی کہ احسان کر کے بار بار اپنا احسان جتانے والا۔ کسی مومن کی مدد کر کے بار بار اسکا تذکرہ کرنے والا۔"

یہ بات بھی روایتوں میں آئی ہے کہ

اگر کوئی شخص رشتہ داروں کے حق کا خیال کرتا ہے تو عمر میں برکت کے علاوہ پروردگار عالم اس کے مال میں بھی برکت عطا کرتا ہے چنانچہ پریشانی بھی دور کرتا ہے۔

علامہ مجلسی رح

ایک زمانے میں بنی اسرائیل کے ایک شوہر اور بیوی جو خدا کے انتہائی اطاعت گزار تھے۔ جوانی کے عالم میں مکمل طریقے سے عبادت انجام دے رہے تھے لیکن ان کی مالی حالت اتنی خراب ہے کہ ان کے لئے ایک ایک وقت کی روٹی کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ یہ تو انہیں معلوم ہے کہ پروردگار عالم کے یہاں دعا کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا یہ لوگ بھی دعا کر رہے ہیں اور بار بار کہہ رہے ہیں۔ خداوند! ہم تیرے عبادت گزار بندے ہیں۔تیری عبادت میں زندگی گزارتے ہیں۔

تو ہمیں دنیا میں اتنا دیدے کہ عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزر جائے۔ آخر کار خواب میں فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ ویسے تو تمہاری تقدیر میں مرتے دم تک مصیبت و پریشانی کی یہی حالت لکھی تھی مگر چونکہ تم نے غربت اور تنگ دستی سے گھبرا کر کوئی خلافِ شریعت کام نہیں کیا اسلئے پروردگار عالم نے اب جتنی تمہاری زندگی رہ گئی ہے اس میں سے آدھی کی حالت کو بدل دیا ہے اور یہ کہا کہ وہ راحت اور آرام کی زندگی ہوگی۔ مگر یہ تمہاری مرضی پر ہے' چاہے پہلا حصہ راحت کا لے لو اور باقی پریشانی کا یا پہلے پریشانی برداشت کر لو اور بعد میں راحت اور آرام (مثال 15! 15 سال) اس شخص نے کہا کہ میرے ساتھ میری زندگی کی شریک بھی ہے اس سے مشورہ کر کے بتاؤں گا۔ پروردگار کی جانب سے اجازت ملی۔ شوہر اور بیوی نے مشورہ کیا۔ کبھی دل میں خیال آتا کہ دولت اور آرام کا مزہ تو جوانی میں ہے۔ جسم میں طاقت ہوتی ہے ہر چیز کی لذت حاصل ہوتی ہے بڑھاپے میں جانے کے بعد کتنا ہی اچھا لباس ہو مزہ بیکار ہے! کتنا ہی اچھا کھانا ہو مزہ ہی نہیں آتا ہے۔ طاقت ختم ہو جاتی ہے پیسے ملے بھی تو کس کام کے اور کبھی یہ خیال کہ ابھی تو ہم جوان ہیں جسم میں طاقت ہے یہ زحمت و پریشانی برداشت کرنے کی بوڑھے ہونے کے بعد جب کوئی ہمارا اسہارا بھی نہ ہوگا اس وقت اگر پریشانی آئی تو کیسے برداشت کریں گے آخر طے کیا اگلی رات کو فرشتہ آیا کہا کہ ہم نے طے کر لیا ہے کہ ہمیں پہلے 15 سال آرام کے چاہیئے بعد میں ہم مصیبت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ خدا کا وعدہ تھا۔ پروردگار عالم کا حکم تھا۔ اگلے دن سے حالت بدل گئی اور چند ہی دنوں میں قوم کا مالدار ترین آدمی ہو گیا۔ پیسے آنے کے بعد اپنی تمام جائز خواہشات کو پورا کرنے لگے مگر بیوی بار بار اپنے شوہر سے کہتی تھی

کہ اللہ نے ہمیں اتنا دیا ہے۔ایک وہ حالت تھی، ہماری کہ ایک ایک وقت کے کھانے کی فکر رہتی تھی صبح کو کھانا مل گیا توشام کو کیا ہو گا شام کو پیٹ بھر گیا تو صبح کو بھوکا سونا پڑے گا۔ خدا نے ہمیں اتنا دیا ہے ہماری طرح ہمارے اور بھی غریب رشتہ دار ہیں۔ہم انہیں بھی دیتے رہیں۔ان کی بھی پریشانی دور کرتے رہیں۔15 سال اس طرح گزرے کے بیوی نے اپنے شوہر کو مجبور کراتی اور دوسروں پر بھی اتنا ہی پیسہ خرچ کرایا جتنا یہ اپنے آپ پر خرچ کرر ہے تھے 15 ۔سال آنے لگے دونوں کو یہ تاریخ اچھی طرح یاد تھی کہ آج سے ہماری زندگی بدلے گی دوبارہ ہمیں غریب ہونا ہے۔ آج رات خواب میں ویسے ہی فرشتہ آیا۔ ۔شوہر فرشتے سے کہتا ہے میں حکم خدا سے راضی ہوں مجھے معلوم ہے تو یاد دلانے آیا ہے میرا وعدہ میں تیار ہوں، کل کی مصیبت و پریشانی کا سامنا کرنے کے لئے اور فرشتہ مسکرا کے جواب دیتا ہے کہ تمہارے لئے بشارت ہے۔

پروردگار عالم کو تمہاری یہ نیکی کہ تم نے دولت ملنے کے باوجود اپنے غریب رشتہ داروں کو بھلایا نہیں جتنا اپنے آپ پر خرچ کیا ویسا ان پر خرچ کیا۔یہ نیکی اتنی پسند آئی پروردگار عالم نے اپنے حکم کو بدل دیا۔ تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور اب تمہاری باقی زندگی بھی اتنی ہی عیش و آرام سے گزرے گی۔جتنا بھی تم رشتہ داروں پر خرچ کرو گے پروردگار عالم وہ سب تمہیں دنیا میں واپس دلادے گا(دوسرے دنیاوی فائدے اور قبر اور قیامت کا اجر اپنی جگہ ہے۔)بار بار معصومینؑ نے یہ تاکید کی کہ نماز اور روزہ یہ کوئی کوئی کی بات نہیں یہ تو منافق بھی کرتا ہے۔ تم دھوکا مت کھاؤ کسی کی نماز اور روزہ کو کثرت کو دیکھ کر بلکہ اگر کسی کے ایمان کو پہچاننا ہے تو یہ دیکھو کہ وعدہ کرتا ہے تو کس انداز میں اسے پورا کرتا ہے۔ گفتگو کرتا ہے تو

اس میں سچ ہوتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے۔ یہ دیکھو کہ وہ اپنے آس پڑوس کے لوگوں کے ساتھ کس انداز سے رہتا ہے۔

روایت میں ایمان کی گواہی اسی کو قرار دیا گیا ہے کہ تمہارے ایمان کی گواہی تمہارے جاننے والوں کی گواہی ہے! جتنا جاننے والے تمہاری شرافت اور نیکی کی گواہی دیں گے یہی تمہارا ایمان ہوگا۔ جتنے لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔یہی تمہارا ایمان قرار پائے گا۔

جب کسی نے امامؑ سے یہ سوال کیا کہ یابن رسول اللہؐ کبھی تو ہم یہ سنتے ہیں کہ خدا ارحم الرّاحمین ہے ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ خدا کی رحمت اور مہربانی کا کوئی اندازہ کر نہیں سکتا اور کبھی ہم یہ سنتے ہیں کہ خدا عادلِ مطلق ہے۔ جَو کے دانے کے برابر بھی حساب و کتاب لیا کرتا ہے۔ تو مولا یہ دو متضاد صفتیں ایک ساتھ خدا میں کیسے جمع ہوگئیں۔ اگر عادل ہے تو رحمت نہیں، اگر رحمت ہے تو عدل نہیں۔ یہ دونوں باتیں خدا میں کیسے جمع ہوگئیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت اور خدا کے عدل کا ایک مقصد یہ بھی ہے وہ ارحم الرّاحمین بھی ہے اور عادلِ مطلق بھی ہے لیکن ارحم الرّاحمین ہے اپنے حقوق کے سلسلے میں اور عادل ہے بندوں کے حقوق کے سلسلے میں، اس کے حق کو ادا کرنے میں اگر کسی سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو اس کی رحمت کام آئے گی اور بندوں کے حقوق کے سلسلے میں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کا عدل کام آئے گا۔ اور جَو کے دانے کے برابر بھی کسی کا حق چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اس روایت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان یہ سوچے کہ نماز اور روزہ چونکہ اللہ کا حق ہے اور وہ اس سلسلے میں ارحم الرّاحمین ہے اس لئے اس کو انجام نہ دو تب بھی معافی ہے۔ نہیں در حقیقت امامؑ نے وہ مسائل بتائے جو ہم میں

سے ہر ایک کے ہی ہیں- نماز تو پڑھنا ہی ہے لیکن نماز پڑھتے وقت کبھی توجہ نماز سے ہٹ گئی۔ دنیا بھر کے خیالات آنے لگے یہ دیکھ کر کہ اس نے نماز پڑھی تو تھی ارادہ تو کیا تھا نماز کے لئے مصلے پر پہنچ تو گیا تھا- اس کی توجہ ہٹ گئی نماز سے- -اب اپنی رحمت سے وہ اس کو معاف کر دے گا- نماز پڑھتے ہوئے یہ بھول گئے کہ ہم خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہیں چنانچہ کبھی سجدہ میں غلط فہمی ہو گئی کبھی رکوع کے بارے میں شک ہو گیا کبھی غلط جگہ سلام پڑھ دیا- اب خدا کی رحمت یہ ہے کہ اس نے بتایا کہ گھبراؤ نہیں تمہاری نماز اب بھی صحیح ہے- بس صرف اس مسئلے پر عمل کر دو تو حقوق اللہ کے بارے میں رحمت ہے یعنی اگر اللہ کا حق انجام دیتے وقت (انجام تو دیا جائے بالکل صفر تو نہ ہو لیکن انجام دیتے وقت انسان غافل ہو گیا توجہ ہٹ گئی اس میں کوئی غلطی اور کوتاہی رہ گئی- رحمت خدا سے وہ غلطی معاف ہو سکتی ہے لیکن بندوں کے حق کے سلسلے میں جب معصوم امامؑ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی اپنا لباس دوسرے کے لباس سے ٹکرا دے کوئی اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ سے ٹکرا دے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ بھی وہ گناہ بن جائے کہ اس کا سوال روز قیامت اس آدمی سے کیا جائے- تو جب بندوں کے حق کے بارے میں اتنی سختی ہے کہ جَو کے دانے کے برابر حساب لیا جائے- اگر آپ نے اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ سے جان بوجھ کر ٹکرا دیا تو اس کا بھی حساب لیا جائے گا تو اب اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب اس قسم کے معاملات میں شریعت یہ تقاضا کر رہی ہے کہ دیکھو یہاں بھی احتیاط کرو تو وہ جو برے برے معاملات نہیں اس میں تو ایک مومن کے اوپر روز قیامت کتنی زیادہ سختی ہو گی- اور کس انداز سے اس سے پوچھ گچھ کی جائے گی اور پھر یہ مسئلہ کہ بندوں میں بھی جتنا قریب ہوتا چلا جاتا ہے شریعت اس کے حق

میں اضافہ کرتی چلی جاتی ہے اور جب وہ آخری منزل آتی ہے کہ خونی رشتہ ہو !رحم ہو قرابتداری کا مسئلہ ہو تو اتنی سختی کے ساتھ حساب وکتاب ہوتا ہے کہ روایت میں یہ آگیا کہ جو اس حالت سے اس دنیا سے گیا کہ اس نے اپنے رشتہ دار کو ناراض کیا تو اب خدا اس کو سوائے آتشِ جہنم کے اور کچھ نصیب نہ کرے گا- تو رشتہ دار کو ناراض کرنے والا خدا کی نگاہ میں اسی جہنم میں جانے کا حق دار ہے جہاں وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدائی تک کا وعدہ کر دیا-جب خدا نے جنت کو خلق کیا تو فرمایا کہ ہر شخص تجھ میں داخل ہو سکتا ہے لیکن میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں اپنے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں- میں آٹھ گروہوں کو تیرے اندر ہرگز داخل نہ کروں گا-(۱) شراب کا پینے والا (۲) زنا کر کے اس پر اصرار کرنے والا (۳) رشتہ دار کا حق ادا نہ کرنے والا رشتہ دار کی حق تلفی کرنے والا- اپنی قرابتداری کے سلسلے کو کاٹنے والا خدا کی نگاہ میں ایک شرابی اور زانی جتنا بدتر ہے اتنا ہی بدتر وہ ہے جو رشتہ دار کی حق تلفی کرتا ہے۔

یہ بھی بتایا گیا کہ جب رشتہ دار کا حق ادا کرو تو یہ مت دیکھو کہ وہ تمہارا حق ادا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا ہے- ادلے بدلے کی رشتہ داری مت رکھو کہ وہ حق ادا نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں گے وہ بات نہیں کرتا تو ہم کس طرح اس کے پاس گھسے چلے جائیں یہ ہمارے گھر نہیں آتا تو ہم اس کے گھر کیوں جائیں- کبھی یہ توقع نہ کرو کہ وہ تمہارا حق ادا کرنے اس لیے کہ رشتہ دار کا حق ہر صورت میں ادا کرنا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ بہتر سلوک کر رہا ہے تو تاکید اور بڑھ جاتی ہے لیکن اگر وہ تمہاری دوستی کے جواب میں دشمنی کر رہا ہے تم اسکے پاس جاتے ہو وہ تم سے دور بھاگتا ہے تم اس کے ساتھ محبت کرتے ہو وہ تم سے نفرت کرتا ہے تم اس پر

پھول پھینکتے ہو وہ پتھر برساتا ہے- تب بھی تم اس رشتہ دار کے حق کو ادا کرتے چلے جاؤ اس لیے کہ تم اس کا حق اس کے لئے ادا نہیں کر رہے بلکہ خدا کے لئے ادا کر رہے ہو- اب چاہے وہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے چاہے وہ تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تم جو اس کا حق ادا کر رہے ہو۔اس کے سلوک کی وجہ سے نہیں کر رہے بلکہ خدا کی وجہ سے کر رہے ہو -

چنانچہ مومن معصومؑ کی سیرت میں بار بار نظر آئے گا کہ کہا گیا کہ اصل مومن وہ ہے جو ایسے رشتہ دار کا حق ادا کرے جو اس سے نفرت و دشمنی کرتا ہو۔ چنانچہ امامؑ نے یہ تاکید کی کہ اگر رشتہ دار دشمن اہلبیتؑ بھی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان کا حق ادا کرو- نا صرف امام نے کہا بلکہ کر کے بھی دکھایا کہ ہمیں دیکھو کہ ہم ہر چیز معلوم ہونے کے باوجود بھی صرف حکم خدا کی تائید میں کیسے کیسے رشتہ داروں کا حق ادا کر رہے ہیں-

مامون الرشید عباسی کا استاد برسی جس نے ہارون کو خلافت دلوائی تھی اور امین کا استاد محمد ابن جعفر یہ ایک مومن اور شیعہ تھا- مامون کے استاد کو جب اطلاع ملی کہ ہارون نے اپنی حکومت کا سب سے اہم علاقہ اپنے بڑے بیٹے امین کو دے دیا ہے بغداد اور بغداد کے آس پاس کا سارا علاقہ امین کو دے دیا ہے- مامون کو ایک غیر اہم علاقہ دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا تھا کہ جب امین مر جائے گا تو پھر مامون کو یہ Capital یا دارالخلافہ مل جائے گا تو جب یحیٰی برمکی نے دیکھا کہ اگر ہارون کے بعد امین حکومت میں آگیا تو محمد ابن جعفر کی اہمیت بڑھ جائے گی کیونکہ وہ شہنشاہ وقت کا استاد ہو گا اور میں دوسرے درجے پر آجاؤں گا- اب اس نے سازشوں کے جال پھیلانا شروع کئے اور رفتہ رفتہ محمد ابن جعفر کے پاس آنے

جانے لگا بے انتہا اس سے دوستی پیدا کرلی کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہ محمد ابن جعفر ایک شیعہ ہے اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے ہے لیکن حقیقت میں یہ ساتویں امامؑ کا ماننے والا ہے- چنانچہ جب تعلقات بڑھے تو اس ابن یحییٰ برمکی نے اپنے آپ کو بھی یہی کہہ کر متعارف کرایا کہ میں بھی ایک شیعہ ہوں اور اپنی ایمان کو چھپائے ہوئے ہوں- اس زمانے میں ایک شیعہ کو دوسرا شیعہ مل جانا بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہوتی تھی اور ایک مردِ مومن کے لئے اپنے ایمان کو چُھپا کر کفر کے ماحول میں زندگی گزارنا بڑا مشکل ہوتا تھا- ایسے وقت میں اگر پتا چلے کہ یہاں پر اپنا ہی جیسا کوئی اور ہے تو بڑا سہارا ملا کرتا تھا بڑا سکون ملا کرتا تھا بہت سی خفیہ باتیں اور چھپی ہوئی خواہشات بھی زبان سے نکل ہی جایا کرتی تھیں- سالوں سے جو آدمی زبان سن کر بیٹھا ہے کہ میرا ہی جیسا عقیدہ رکھنے والا یہاں موجود ہے اب تو جو کچھ اس کے دل میں ہوگا وہ سب کا سب اپنی زبان سے ادا کردے گا۔

چنانچہ جب محمد ابن جعفر کو یقین ہو گیا کہ یہ بھی امامؑ کا شیعہ ہے تو اب بات چیت ہونے لگی محمد ابن جعفر امامؑ کے پاس کچھ عرصہ گزار چکے تھے اور امامؑ کے بہت قریبی صحابیوں میں سے تھے چنانچہ انہیں امامت کے بہت سارے راز بھی معلوم تھے اور امام کے بارے میں ان کے پاس بہت ساری اطلاعات تھی جب زیادہ گفتگو ہونے لگی تو بات چیت میں دونوں اپنے آپ کو شیعہ کہنے لگے تو عام طور پر ساتویں امام کا ذکر نکل آتا تھا تو بہت سارے راز محمد ابن جعفر سے خالد ابن یحییٰ برمکی کو بتا دیئے- برمکی کے پاس جب اتنی ساری اطلاعات جمع ہو گئیں کہ جس کی بنیاد پر وہ محمد ابن یاور کو گرفتار کرا سکتا تھا تو اب وہ ہارون کے پاس آیا اور رفتہ رفتہ کر کے اس نے یہ ساری باتیں بیان کرنا شروع کی' ہارون کے کان بھرنا شروع کئے لیکن

ہارون نے کوئی توجہ نہ دی کیونکہ وہ بھی عاجز آگیا تھا۔ اس دور میں ایک عام طریقہ یہ تھا کہ اگر کوئی کسی سے ناراض ہوتا تھا اگر کوئی کسی کے رتبے کو گرانا چاہتا تھا اگر کوئی کسی کو خلیفہ کی نگاہوں سے دور کرنا چاہتا تھا تو فوراً یہ الزام لگا دیتا تھا کہ یہ امامؑ کا ماننے والا ہے تو ہارون بھی اپنے برآمدی کے بارے میں یہ سن چکا تھا کہ لوگوں نے الزام لگایا تھا کہ یہ ساتویں امام کا ساتھی ہے اور تحقیقات کے بعد یہ پتا چلا تھا کہ یہ الزام غلط ہے چنانچہ اس نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ اب تو یہ گھبرایا کہ اب میں کیا کروں پھر محمد ابن جعفر کے پاس آیا محمد ابن یاور کے پاس آیا' انہیں ابھی تک یہ پتا نہیں کہ یہ کون ہے پھر گفتگو ہونے لگی۔ ایک مرتبہ برمکی نے یہ دریافت بھی کر لیا کہ کیا پورا خاندان بنی ہاشم ساتویں امام کے خلاف ہے۔ محمد ابن یاور کو کیا پتہ کہ یہ کس مقصد سے پوچھ رہا ہے۔ کہا کہ یوں تو اکثریت ساتویں امام کے ساتھ ہے لیکن ساتویں امام کے جو بھتیجے ہیں محمد ابن اسمٰعیل وہ اس کے توقع میں ہے کہ خلافت اور امامت ان کو ملنا چاہئے وہ توقع میں تھے کہ چونکہ میں چھٹے امام کے بڑے بیٹے اسمٰعیل کا بیٹا ہوں اس لیے خلافت مجھے ملنا چاہئے اور جب یہ امامت انہیں نہ ملی تو اب وہ اندرونی طور پر امام کے دشمن ہو چکے ہیں۔ بس خالد ابن یحیٰ برمکی کو جو حاصل کرنا تھا وہ تو حاصل ہو گیا وہ خبر پاتے ہی باہر آیا اپنے قریبی ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ اس انداز سے اس آدمی کو یہاں پر بلا کر امام کے خلاف سازش کی جائے اور اس سازش میں محمد ابن جعفر کو بھی لپیٹ میں لے لیا جائے۔ چنانچہ بڑے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو خط لکھ کر بغداد آنے کی دعوت دے دی جائے ان کے پاس خط پہنچا۔ اب یہ محمد ابن اسمٰعیل جو امام کے سگے بھتیجے ہیں ۔جناب اسمٰعیل چھٹے امام کے سب سے بڑے بیٹے جن کو چھٹے امامؑ بے حد محمد کہا

کرتے تھے ان کے صاحب زادے ہیں محمد ابن اسمٰعیل اور چھٹے امامؑ صرف اس لیے کہ ان کے بڑے بھائی کی نشانی ہیں ان کے تمام کے تمام اخراجات کو برداشت کرتے تھے ان کو اپنے ساتھ گھر میں رکھتے تھے اور جب ان کے سامنے امامت کا کوئی مسئلہ آتا تھا تو ان سے کوئی پردہ نہیں تھا۔ ان کے سامنے سب بات چیت ہوتی تھی ان سے کوئی پردہ نہیں تھا بلکہ امام کی جائیداد کا انتظام بھی ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ محمد ابن اسمٰعیل کے حوالے ساتویں امام نے اپنی پوری جائیداد کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ان کے پاس وزیر اعظم کا خط آیا خوشی سے بھول گئے کہ اب میری اتنی اہمیت وحیثیت ہو گئی کہ خلافت عباسیہ کا وزیر اعظم مجھے خط لکھ رہا ہے چنانچہ فوراً اس خط کا جواب دیا اور کہا کہ میں آنے کو تیار ہوں دوبارہ خط آیا جس میں کہا گیا کہ یہاں آجایئے ایک بہت بڑی جائیداد آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ بڑا عہدہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ غرض بے انتہا وعدے کیئے گئے۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ یہاں سے بغداد جانے کا خرچہ نہیں۔ چنانچہ یہ آئے ساتویں امام کے پاس اور آنے کے بعد عرض کی کہ چچا میں بغداد جانا چاہتا ہوں تا کہ وہاں جا کر قسمت آزمائی کروں اس طرح کب تک آپ کے اوپر میں پڑا رہوں گا کہ جب مجھے کوئی فکر نہیں ہے تو تم کیوں فکر مند ہوتے ہو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو مدینے میں رہ کر کرو۔ کہا نہیں بغداد جانے سے بہت بہتری کے امکانات ہیں اور وہاں میرے کچھ وہاں تعلقات ہیں شاید کچھ زیادہ ترقی کروں۔ آپ نے ہر طرح سے سمجھایا ہر طرح سے منع کیا مگر ان کے جانے کا مقصد تو کچھ اور تھا۔ بڑا اصرار کیا بڑی تاکید کی۔ امام نے کہا کہ جب تم جانا ہی چاہتے ہو تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ میرے پاس کیوں آئے ہو کہا کہ میرے پاس سفرِ خرچ نہیں ہے۔ امامؑ نے فوراً ۳۰۰ اشرفیاں

۳۰۰! دینار اور چار ہزار درہم منگوا کر ان کے حوالے کیئے اور جب یہ چلنے لگے تو چلتے چلتے صرف اتنا کہا کہ تم جا تو رہے ہو مگر دیکھو! میرے بچوں کو یتیم نہ کرنا یہ کہہ کر انہیں رخصت کر دیا امام کی خدمت میں بیٹھنے والے 24 گھنٹے یہ منظر دیکھا کرتے تھے کہ لوگ آتے ہیں امام سے مدد لے کر جاتے ہیں لیکن آج تک امام نے کسی سے یہ جملے نہیں کہے تھے جو ان سے کہے ہیں۔ حیران ہو کر کہا یابن رسول اللہؐ غیر آئے پرائے آئے دشمن آئے آپؑ نے ان کی مدد کی اور کچھ نہ کہا سگا بھتیجا آیا اور آپ نے یہ کہا۔ کہا ہاں چونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کیوں جا رہا ہے کس مقصد کے تحت جا رہا ہے تو میں نے چاہا کہ جاتے جاتے اپنا یہ فریضہ بھی ادا کر دوں۔ اسے آگاہ کر دوں اسے بتا دوں۔ لوگوں نے گھبرا کر پوچھا کہ مولا! جب آپ کو پتا ہے تو پھر آپ نے ان کی مدد کیوں کی امام نے فرمایا اس لیئے کہ میرے جدؐ پیغمبر اسلامؐ کا فرمان ہے "جب کوئی رشتہ دار تمہارا حق ادا نہ کرے اور پھر بھی تم اس کا حق ادا کرو (اگر کوئی رشتہ دار تمہارا حق ادا نہ کرے تم سے دشمنی کرے تم سے نفرت کرے تم اس کے حق کو ادا کر رہے ہو اور وہ سمجھے کہ تم اس کے ساتھ برا سلوک کر رہے ہو! وہ تمہاری بات سننے کو تیار نہیں وہ تمہارے نیک سلوک کو برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ تم نیکی کرنے جاتے ہو وہ بھی اسکی نگاہ میں بدی بن جاتی ہے تم اچھا سلوک کرتے ہو اسکی نفرت میں اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے تم اس کا حق ادا کرتے ہو وہ اپنی دشمنی بڑھاتا چلا جاتا ہے" یعنی جب کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ داری کو کاٹے پھر بھی تم اس کے حق کو ادا کرو) تو اب اس کا بدلہ لینا اللہ کی ذمہ داری ہے اب اس رشتہ کو اللہ توڑ دے گا۔ اب اس کا حق ادا نہ کرنے والے سے اللہ بدلہ لے گا۔

تو اگر ایک رشتہ دار تمہارا حق ادا نہ کرے پھر بھی تمہارا فرض یہ ہے کہ اس کے حق کو ادا کرو۔ اگر اس نے زیادتی کی تو اس کا بدلہ لینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

آپ بدلہ لینے جائیں گے وہ بدلہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن اللہ اگر کسی سے بدلہ لینا چاہے تو اللہ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ تو محمد ابن اسمٰعیل بغداد پہنچے۔ برمکی نے ان کو دیکھا بات چیت کی بالکل اپنے جیسا آدمی پایا۔ خلیفہ کے دربار میں لے گیا سلام کرنے کے بعد پہلا جملہ یہ کہا کہ اے حاکمِ وقت! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس وقت ایک مملکت میں دو حاکم حکومت کیسے کر رہے ہیں۔ ایک خلافت میں دو خلیفہ کیسے ہیں۔ ایک سلطنت میں دو بادشاہ کیسے ہیں۔ ہارون نے چونک کر پوچھا کہ دوسرا کون۔ تو کہا کہ اے خلیفۂ وقت! آپ غافل ہیں مگر یاد رکھیئے مدینے میں میرے چچا ہیں میں ان کے پاس رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ انہوں نے اپنی جائیداد کو کتنا بڑھا لیا ہے ان کا خزانہ کتنا بڑھ چکا ہے وہ کس طرح سے آپ کے خلاف اپنے خاندان کے آدمیوں کو مسلسل بغاوت کے لئے تیار کرتے رہتے ہیں۔ ان سب کا خرچہ وہی دے رہے ہیں۔ تاریخ کا فقرہ ہے کہ بنو عباس کے زمانے میں ایک سو سے زیادہ بنی ہاشم کے مختلف جوانوں نے انقلاب لانے کی کوششیں کی تھیں) تو محمد ابن اسمٰعیل بتا رہے ہیں کہ وہ لوگ کوشش نہیں کر رہے ہے یہ میرے چچا ہیں۔ جو انہیں پیسے دے کر میدان میں بھیج رہے ہیں۔ آپ کی حکومت کے خلاف۔ ہارون جو ویسے ہی پریشان تھا بنو ہاشم کی مسلسل تحریکوں سے اب اسے پتا چلا اب یہ بات اس کے علم میں محمد ابن اسمٰعیل لے کر آئے اب اس کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ اچھا ساتویں امامؑ ہیں اور میں آج تک ان کی جانب سے غافل تھا۔ ادھر اس نے خوش ہو کر حکم دیا کہ محمد ابن اسمٰعیل کے گھر کو بھر دیا جائے ایک

پرچہ لکھابیت المال سے چار لاکھ دینار کا اور صوبہ خراسان میں ایک بہت بڑی جائیداد ان کے نام لکھ دی اور یہ دونوں پرچے ان کے حوالے کئے یہ گھر میں لے کر آئے ایک آدمی کو وہ پرچہ دے کر اپنی جائیداد کی جانب بھیجا کہ وہاں جاؤ انتظام سنبھالتے ہی مجھ کو اس کی اطلاع دو۔ دوسرے آدمی کو پرچہ دے کر فوراً بیت المال کی جانب بھیجا کہ جاؤ اور اس سے جلد از جلد یہ پیسے لے کر آؤ اور ادھر بڑے خوش اور مطمئن ہو کر گھر میں آکر بیٹھ گئے۔ اسی سال جب ہارون حج کرنے مکے گیا اور حج کے بعد زیارت کرنے مدینے آیا تو اس نے ساتویں امام کو روضہ رسولؐ کے قریب نماز کی حالت میں گرفتار کیا اور نماز کو تڑوا کر اسی حالت میں گرفتار کر کے لے چلا لیکن دوسری جانب امام کا فرمان:

کہ اگر کوئی رشتہ دار تمہارا حق ادا نہ کرے اور تم پھر بھی اس کے ساتھ نیکی کرو تو دیکھ لو کہ خدا کسطرح سے تمہارا بدلہ لیتا ہے۔

ساتویں امام کو گرفتار کروادیا۔ یہیں سے وہ ۱۴سال کی امام کی قید شروع ہوئی لیکن خود محمد ابن اسمٰعیل کو کتنے عرصے وہ دولت مل سکی۔ تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ دونوں آدمی گئے۔ وہ خراسان کے صوبے تک محمد ابن اسمعیل کا آدمی پہنچا جائیداد کا انتظام سنبھالا۔ انتظام سنبھالتے ہی فوراً بھاگا بھاگا واپس آیا۔ ادھر قباپچی کے پاس یہ آدمی گیا چار لاکھ دینار (آج کے اربوں کے برابر ہے) قباپچی کو انتظام کرنے میں کچھ وقت لگا اور ادھر دونوں آدمی چلے دونوں بغداد میں داخل ہوئے یہ ایک دن صبح کے وقت رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے اور اس وقت ان کا مہرہ اور انتڑے پیٹ کے باہر نکل پڑے۔ تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگے لوگ اٹھا کر باہر لائے تمام طبیوں کو بلایا گیا اور تمام طبیبوں نے ایک ہی بات کہی کہ اب اس کا

کوئی علاج نہیں وقت آخر آچکا ہے۔ ہر ممکن کوشش کی لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ پہلے آدمی سے خبر ملی کے خراسان کا قبضہ مکمل ہو گیا لوگوں نے آپ کی اطاعت کو قبول کر لیا دوسرا پیسے ہاتھ میں لے کر آگے بڑھا مبارک ہو یہ پیسے آگئے۔ اور جیسے ہی ان دونوں کی خبر کان تک پہنچی بس وہ آخری لمحہ تھا۔ افسوس کے ساتھ کہا کہ اب یہ دولت میرے کس کام کی۔ اب تو میں اس دنیا سے جارہا ہوں تو کوئی چیز میرے کام نہیں آسکتی ہے۔ کاش! میں نے اپنے چچا کے حق کو ادا کیا ہوتا اور اسی تکلیف کی حالت میں ہاتھ بھی نا لگ سکا ان دیناروں کو اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کا وعدہ ہے کہ بدلہ میں لوں گا۔ اگر تم ایسے رشتہ دار کا حق ادا کرو جو تمہارے حق کو ادا نہ کرتا ہو تو خدا کا وعدہ ہے کہ تمہارا بدلہ میں لوں گا نہ صرف یہ کہ بدلہ لے گا خدا بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی وعدہ ہے کہ جتنا نقصان تمہیں رشتہ دار نے پہنچایا اس سے بڑھ کر خدا تمہیں جزا دے گا۔

حسنؑ و حسینؑ بیٹا اصلاح ذات میں جہاں دو مومنوں میں اختلاف ہو ان کے جھگڑے کو ختم کرایا۔ میں نے تمہارا نانا رسول اللہؐ سے سنا کہ کسی نے اگر ایک جھگڑا ختم کرایا کسی سے تو گویا اس کو ایک سال کی ایسی عبادت کا ثواب ملا کہ جس میں ساری رات نمازیں ہیں سارے دن روزے ہیں۔

رسولؐ نے فرمایا دین صرف دو چیزوں کا نام ہے اللہ کے احکامات کی پیروی کرو مخلوقات خدا کے اوپر مہربانی و شفقت کرو خالی عبادتیں دین نہیں ہے۔

علیؑ جارہے تھے بازار کوفہ سے کنیز کو روتے ہوئے دیکھا۔ امام علیؑ نے پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ کہا کہ اے شخص! میں بڑی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ میری مالکہ نے مجھ سے گوشت منگوایا میں گئی قصائی کی دکان پر گوشت لے کر آگئی مالکہ نے دیکھا

ناپسند کر کے کہا واپس لے جاؤ دوسرا لے کر آؤ- دوبارہ گوشت لے کر آئی قصائی ذرا ناراض ہوا' دے دیا- پھر مالکہ نے دیکھا ناپسند کیا کہا جاؤ دوبارہ بدل کے لاؤ تیسری مرتبہ میں گوشت لینے آئی قصائی بہت غصہ میں آیا کہا کہ میں دے تو رہا ہوں مگر خدا کی قسم اس کے بعد پھر تمہیں اس گوشت کو تبدیل کر کے نہیں دوں گا۔ پھر مالکہ کے پاس گئی- اس نے پھر ناراضگی ظاہر کی کہا کہ اس کو بدل کر لاؤ میں قصائی کے پاس گئی اس نے صاف منع کر دیا کہا کہ چلی جاؤ یہاں سے ورنہ اب تو میں سزا دوں گا تو کھیل کرنے آئی۔ اب میں پریشان ہوں کہ میں کیا کروں میری مالکہ ناراض قصائی میری بات نہیں مانتا- کتنا چھوٹا مسئلہ ایک کنیز کا مسئلہ ایک کنیز جو عرب میں جانور کی مانند سمجھی جاتی تھی۔ لیکن کائنات کے آقا نے کنیز کی خاطر اپنی تمام مصروفیات ترک کی چلو میرے ساتھ- قصائی کی دکان پر پہنچے تو کون ہے کہا کہ یہ کنیز بے چاری اپنی مالکہ سے ڈر کر تیرے پاس آئی ہے- اللہ قیامت میں اس مومن کو خوش کرے گا جس نے دنیا میں دوسرے مومن کو خوش کیا ہے تو بھی ذرا اس کی خوشی کا خیال رکھ یہ مومنہ ہے- قصائی نے کہا کہ اے شخص میری دکان داری میں دخل نہ دے چلا جا میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اب یہ گوشت واپس نہیں کروں گا- علیؑ نے کہا میری ذمہ داری اس قسم پہ تجھے کوئی کفارہ وسزا نہیں ہے' قسم ہو سکتی ہے میرے ذمہ دکانداری ہے اس نے کہا کہ میری دکانداری کو کیوں ختم کر رہے ہو نکل جاؤ میری دکان سے اور غصہ کے عالم میں علیؑ کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر علی کو دکان سے نکالا- امر بن لبدودیا مرحب علیؑ کے قدم اپنی جگہ سے نہیں نکال سکا لیکن وہاں دشمن کی بات تھی یہاں مومن ہے' علی واپس آ گئے اور کنیز سے کہا کہ قصائی تو نہیں مانتا چل میں تیری

مالکہ سے بات کروں۔ امام علیؑ یہ ساری دوڑ دھوپ کیوں کر رہے ہیں۔ گرمیوں کی سخت ترین دنوں میں۔ ہمیں بعد میں کہا پہلے خود عمل کیا۔ وہاں پہنچے۔ دروازے پر دستک دی کنیز تو کانپ اٹھی۔ اے شخص! میری سزا تو خود بخود (دگنی) double ہوگئی۔ میری مالکہ انتہائی ناراض ہوگئی کہ میں کسی کی سفارش کیوں لے کر آگئی علیؑ نے کہا ٹھہر جا دیکھ کیا ہوتا ہے۔ مالکہ کوفہ کی رہنے والی ہے پہچان گئی۔ امام علیؑ نے بتایا کہ آگ سے بھری ہوئی وادی میں فقط وہ لوگ ڈالے جائیں گے جو اپنے سے کمزوروں پر ظلم کیا کرتے ہیں۔ یہ کنیز تیرے پاس ہے اس کا خیال کر۔ کہا کہ مولا! جس کنیز کی وجہ سے آپ میرے دروازے پر آئے آج سے یہ کنیز آپ کی ہے اور علیؑ نے کہا کہ میں اسے لے کر کیا کروں گا۔ میں اسے راہ خدا میں آزاد کرتا ہوں۔ اور یہاں سے علیؑ مسجد کی جانب چلے۔ وہاں حذیفہ الیمانی علیؑ کو ڈھونڈ رہے ہیں کوئی کام ہے لوگوں نے کہا یہ علیؑ کا ایک ایسا شیعہ ہے جو مدائن میں رہتا ہے بڑی تمنا تھی علیؑ کی زیارت کی خاطر کوفے سے آیا پتا چلا کہ علیؑ جنگِ صفین کے لئے گئے ہوئے ہیں' خدا معلوم کتنے مہینوں کے بعد آئیں گے اس نے بازار کوفہ میں دکان خرید کر قصائی کا کام شروع کر دیا کہ جب علیؑ آئیں گے اتنے دن تک تو کام کروں خالی بیٹھنے سے کیا فائدہ۔ روزانہ دن گن رہا ہے کہ شاید آج علی آجائیں گے شاید آج علی آجائیں گے۔ اتنے میں حذیفتہ الیمانی آئے اس شخص کی دکان پر اور کہا کہ اے شخص! تیری دکان پر مولا آئے تھے اس قصائی نے کہا کہ میری ایسی قسمت کہاں کہ مولا میری دکان پر قدم رکھیں۔ ارے اس دن میں خوشی سے مر نہ جاؤں جس دن میرا مولا میری دکان میں آجائیں حذیفتہ الیمانی نے کہا کہ مگر سارا کوفہ تو کہہ رہا ہے کہ علیؑ تمہاری دکان

میں آئے تھے کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے میں تو انتظار کر رہا ہوں۔کئی مہینوں سے ہاں اتنا سنا ہے کہ کل علیؑ صفین سے واپس آچکے ہیں اور آنے والا کل جمعہ ہے کل جاؤں گا۔مسجد کوفہ میں جو ہدیہ اور تحفے لے کر آیا ہوں وہ جا کر علیؑ کو دوں گا اب تک تو میری ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ حذیفتہ الیمانی نے کہا۔کیا تیری دکان میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جس نے ایک لباس پہن رکھا ہے جگہ جگہ پیوند ہیں اور کرتے میں بٹن کے بدلے کھجور کے پتوں سے گراہ دی گئی ہے۔ کہا کہ ہاں آیا تو تھا کہا وہی تو علیؑ ہے وہی تو میرا مولا ہے۔ اسی کی تلاش میں تو میں ہوں۔ ہائے بس اتنا سننا تھا کہ بے اختیار دکان سے باہر آگیا اے کوفے کے فقراء آکے میری دکان لوٹ لو سب لے جاؤ۔ اب یہ دکان رکھ کر میں کیا کروں گا۔ اور گوشت کاٹنے کا چھرا اٹھایا اور اپنا وہ ہاتھ جو علیؑ کے سینے پر رکھا تھا خود چھرے سے یہ کہہ کر اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا کہ اے ہاتھ تو اس قابل نہیں ہے کہ میرے جسم کے ساتھ رہے تو نے میرے مولا کی توہین کی ہے۔ کہتا ہوا اٹھا اور پاگل پنے کے عالم میں بازار کوفہ میں غش کھا کر گھمنے لگا۔ ہائے میرا مولا میری دکان پر آیا اور میں نے اپنے مولا کی توہین کی۔ خون بہتا جا رہا ہے یہاں تک کہ کثرت خون کی وجہ سے زمین پر غش کھا کر گر پڑا۔ لوگ اس کو گھیرے میں لے کر کھڑے ہوگئے۔ یہ کون پاگل و مجنوں ہے جس نے اپنی دکان کو بھی لٹوا دیا۔ اپنے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔ علاج کرانے کے لئے بھی تیار نہیں اور وہاں مسجد میں امام علیؑ کوئی نماز پڑھ رہے تھے ایک دم نماز کو ختم کیا۔ مڑ کر دیکھا اس حالت میں امام حسنؑ کو کہ چہرہ زرد ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہے حسنؑ بیٹا تیرا ایک چچا کوفہ کے فلاں بازار میں غشی کے عالم میں ہے یہ میری چادر میری عبا لے کر جاؤ اور اس پر رکھ کر اسے لے آؤ امام

حسنؑ تو امام ہیں نشانیاں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں، تیزی کے ساتھ چلے۔ بازارِ کوفہ میں پہنچے لوگوں نے ہٹ کر راستہ دیا۔ قصائی کی جو آنکھ کھلی یہ شور سن کر پوچھا کیا ہوا۔ کہا کہ علیؑ کا بیٹا حسنؑ آرہا ہے۔ بس اتنا سنا ہے غشی کے عالم میں ہے، خون جاری ہو چکا ہے۔ اسی حالت میں ہاتھ پیروں کے بل رینگتا ہوا آگے بڑھا۔ امام حسنؑ کے قریب پہنچ کر اپنا سر حسن کے پاؤں پر رکھنا چاہتا ہے۔ امام حسنؑ پیچھے ہٹے۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ میرے بابا نے آپ کو میرا اچچا قرار دیا ہے۔ مجھ پر آپ کا احترام لازم ہے یہ کہہ کر عبا کو بچھادیا۔ قصائی کو اس کے اوپر بیٹھایا اور اسے لے کر مسجد میں آئے۔ امام علیؑ مسجد کے دروازے پر بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ زرد چہرے کے ساتھ اپنے اس دوست کا انتظار کر رہے ہیں، جیسے ہی یہ قصائی پہنچا۔ امامؑ نے کہا کٹا ہوا ہاتھ، امام حسنؑ وہ بھی لے کر آئے تھے امام علی نے کٹا ہوا ہاتھ قصائی کے ہاتھ پر رکھا عبا کے دامن سے ڈھکا۔ دعا پڑھ کر عبا کو ہٹایا ہاتھ بالکل صحیح ہو گیا۔ قصائی بے اختیار امام علیؑ کے قدموں پر گرا مولا! مجھ سے بڑی غلطی ہوئی مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ آپ میرے امام ہیں۔ امام نے کہا کہ جس وقت تو نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دھکا دیا تھا تو پتا ہے کہ میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی تھی پروردگار یہ مجھے نہیں پہچانتا اس لئے اس کو معاف کردے اور پروردگار اسے جنت میں میرا پڑوس عطا فرما اس لئے کہ یہ میرا محبؑ اور ماننے والا ہے۔

(اگر ایسا محبؑ ہو جو اپنی غلطی پر اس طرح اپنے آپ کو سزا دے۔ تو پھر امام علیؑ بخشش کرا رہے ہیں دعا مانگ رہے ہیں! جنت میں اپنا پڑوسی بنا رہے ہیں۔)

ایک انسان مر گیا۔ اسے دفن کر آئے۔ اس کا بیٹا بالکل غمگین نہیں ہوا ایک

آنسو بھی نہیں چہرہ بھی غمگین نہیں۔ پوچھا کیا بات ہے تمہیں غم نہیں۔ کہا میں کیوں غم کروں میرا باپ تو جنت میں مزے لے رہا ہوگا۔ وہ دنیا کی پریشانیوں سے تنگ آ گیا میرا باپ نمازی! روزے دار تھا۔ زکوۃ دینے والا تھا حج کرنے والا تھا وہ تو جنت میں ہوگا بیٹا گھر گیا اور سو گیا۔ اچانک محلے والوں نے چیخیں سنیں جیسے مر رہا ہے دروازہ توڑا کھولا دیکھا وہ زار و قطار رو رہا ہے اس کے سر کے بال سفید زار و قطار چیخے جا رہا ہے پوچھا کیوں رو رہا ہے کہنے لگا میں نے خواب دیکھا ہے' خواب یہ دیکھا ایسا محسوس ہو رہا ہے مجھے فرشتے کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ میرا دل کانپ رہا ہے میں وہاں نہیں جانا چاہتا مجھے زبردستی لے جایا جا رہا ہے میں نے دیکھا کہ ایک انسان درخت پر الٹا لٹکا دیا گیا ہے۔ آگ کا کرتا اور اس آگ کے کرتے کی وجہ سے اس کے جسم کی چربی پگھل رہی ہے اس کا خون جل رہا ہے اور اس کے منہ پر ٹپک رہا ہے اس کا چہرہ بھیانک ہو گیا ہے مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا اور فرشتے کہہ رہے ہیں دیکھ پہچان یہ کون ہے۔ وہ مجھے قریب لے گئے میں نے غور سے دیکھا ارے یہ میرے باپ کا چہرہ ہے۔ میں چیخ اٹھا۔ فرشتے یہ میرا باپ تو نہیں' کہا ہاں یہ تیرا باپ ہے یہ تو نمازی یہ تو روزہ دار یہ تو حاجی اس پر اتنا عذاب کیوں۔ فرشتوں نے کہا اس کی ایک نماز یہاں نہیں اس کا ایک روزہ یہاں نہیں پہنچا۔ میں نے پوچھا کیوں نہیں پہنچا کہا اس لیے کہ یہ نماز تو پڑھتا تھا روزہ تو رکھتا تھا مگر اس کا بڑا بھائی مر گیا اس کے بچے یتیم ہو گئے اس دنیا کو دکھانے کے لئے بھتیجوں کو پالا مگر ان یتیموں کا مکان اپنے نام پر لکھوا دیا۔ اب وہ روزہ رکھتا رہا تو کیا ہوا نمازیں پڑھتا رہا تو کیا ہوا اس نے یتیم کے مال کو غصب کیا دنیا کو دکھانے کے لئے کہ اس نے یتیموں کو پالا ہے تو اس کی کوئی

عبادت قبول نہیں، اگر اس نے یتیم کا مال غصب کیا تو اگر کوئی یتیم انسان کا حق غصب کرے تو اس کی عبادت قبول نہیں۔ تو اگر کوئی (یتیم امام زمانہؑ کا مال غصب کرے تو اس کے اعمال کس طرح قبول ہو سکتے ہیں۔ اگر خمس ادا نہ ہو تو نماز باطل ہے۔

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

RAH-E-NAJAT PUBLICATIONS
HAYDARI PRINTERS
PHONE: 2410617